2[illegible]-12-09

Title - AARAISH MEHFIL BA TASVEERAAT (QISSA HATIM TAI).

Creator - Haider Bakhsh Haidery

Publisher - Raja Ram Kumar Press Book Dipo (Lucknow).

Date - 1967.

Pages - 192

Subjects - Urdu Qasas; Urdu Dastanein.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لکھ دے مجھے روشن بیانی
لیبت خامہ کو میرے لگا پر

کہ تا دل پر کھلے راز نہانی
ہم معنی میں مجھکو آشنا کر
لکھیں سنکر اسے ارباب اردو

زبان کو مخزن اسرار کر دے
پلا دے مجھکو جام ارغوانی
کہے ہیں گوہر نایاب اردو

سخن کو گوہر معنی سے بھر دے
کہ جس سے ہو طے ہو جام کی کہانی

قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی میں کسی شخص نے آگے لکھا تھا اب اس سید حیدر بخش متخلص بحیدری
بسنے والے دہلی کے نے امیر والا قدر بہشت پناہ ہر پیر و جوان دستگیر درماندگان بیکسان نوشیروان وقت
یون بخت زبدہ نوئنان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکویس ویلزلی گورنر جنرل
در دوام اقبالہ کی حکومت مین خداوند خداوندگان والا شان عالیخاندان جان گلکرسٹ صاحب بہادر
دام اقبالہ کی حکم سے سنہ ۱۲۱۶ ہجری اٹھارہ سو ایک عیسوی کے مطابق اور سنہ جلوس تینتالیس شاہ عالم
بادشاہ غازی کے موافق زبان ریختہ مین اپنی طبع کے موافق جو اوس کتاب سے ہاتھ لگی تھی ترجمہ نثر مین کیا اور
آرائش محفل رکھا مگر اکثر اس مین اپنی طبیعت سے جہان جہان موقع مناسب پایا وہان زیادہ کیا کہ
قصہ مین طولانی ہو جائے اور سننے والو نکو خوش آئے لکھنے والے نے یون لکھا ہے کہ اگلے زمانہ مین
۔۔ کا ایک بادشاہ تھا نہایت صاحب حشم عالیجاہ فوج کیطرف سے فرخندہ حال کہ زر و جواہر سے مالا مال اسکی
سنہ فوج اور سپاہ بیشمار القصہ اپنی چچا کی بیٹی کو نکاح مین لا کر تمام جاودانی کا امیدوار ہوا باری خدا اسکے
گھر سے ایک لڑکا مہر لقا ۔۔۔ اسنے حکیمون اور نجومیون رمالون
کو بلا کر وا و زیچا ر و دیکھو تو اس
صاحب اقبال پایا

عرض کی خداوند مجکو تو اپنے علم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحبزادہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا اور تمام
عمر بڑے خدا کا کام کیا کریگا اور اسکا نام مہر سپہر کیطرح قیامت تک دنیا مین جلوہ گر رہیگا اس بات کو سنکر
اوسے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور سجدہ شکر ادا کرکے اون لوگون کو زر بیشمار سے مالامال کر دیا اور
اوس لڑکے کا نام حاتم رکھا اپنے مصاحبون [illegible]

[illegible] سے نور بادشاہی [illegible] اوسکے مان باپ
محل مبارک مین پہونچا دین وہ پرورش بھی یہین ہو رہیگا چنانچہ اوسی روز اوس ملک مین چھہ ہزار لڑکے پیدا ہوے تھے
یہ حکم سنتے ہی ہر ایک کے مان باپ اپنا لڑکا حضور اعلی مین پہونچا گئے اوسوقت چھہ ہزار دائیان نوکر رکھی گئین
اور ایک ایک لڑکے پر تقسیم ہوگئین چار دائیان حاتم کیواسطے مقرر ہوئین وہ کس کس طرح سے تھپکیان
لوریان دیکر چمکار کی تہین کہ کسیطرح سے دودھ پیئے پر وہ ہرگز آنکھین نہ کھولتا تھا دائی کی چھاتی منہ
مین نلیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ کو پہونچی وہ اس بات کو سنکر نہایت متفکر ہوا اور اپنی اہلکارون سے
کہنے لگا کہ جلد سیانون کو بلاؤ غرض وہ آگئے اور عرض کرنے لگے جہان پناہ یہ حاتم زمانہ ہوگا تنہا دودھ نہ پیگا
پہلی اونکو پلوا لیگا تو پیچھے آپ پیئے گا اور جبتک جیتا رہیگا تنہا نہ کہائیگا نہ پیئے گا حاصل کلام جب وہ لڑکے پی چکے
تب اوسنے بھی پیا الحاصل ابتدای عمر سے نہ روتا نہ کبھی کہانا اور نہ غفلت کی نیند سے سوتا جب دودھ چھڑایا گیا تب
اونہین چھہ ہزار لڑکون کے ساتھ کہانا پینا مقرر کیا حق تو یہ ہے کہ جس غریب غربا کو بھوکے پیاسے ننگے دیکھتا روپیہ پیسہ
دانہ پانی سے وسیلے دلائے نہ رہتا تھا اور رات دن وسیلے دلانے مین مشغول رہتا فضل خدا سے جب چودہ برس کا ہوا
جو زر و جواہر باپ نے جمع کیا تھا اوسکو راہ خدا مین صرف کرنے لگا جب شکارگاہ مین جاتا کوئی جانور نظر آتا تو
جیتا ہی پکڑ لیتا اور چھوڑ دیتا اور کبھی سخت و سست نہ کہتا فضل الہی سے حسن بھی ایسا رکھتا تھا کہ جس زن و مرد نے
دیکھا وہ ہزار جان سے عاشق ہوا اور اگر کوئی مسواری بھی فریاد کرتا تو یہ گھوڑے کی باگ تہام لیتا اور اوسے داد کو
پہونچا دیتا اور جو نہ مانتا اوسے میٹھی میٹھی باتون سے سمجھا دیتا اور کبھی ظلم و ستم کو روا نرکھتا اپنی حمایت نہ بیگانہ کی
رعایت کرتا یارے فضل الہی سے تھوڑے ہی دنون مین جوانی کا سبزہ رخسار نازنین پر لہکا حسن دونا چمکا تو ہر شخص کو
یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا مجھسے بہت ہین قدرت خدا دیکھو کہ اونسے اپنی خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم
پیدا کیا ہے اسکی سیر کیجے اور سجدہ شکر بجا لائے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور نام آوری ساتھ بسر کیجائے چنانچہ
اوسکی حسن و خلق اور دلیری کا شہرہ ہر شہر و قصبہ مین بخوبی پہونچا جس جس نے سنا اوسکے منہ سے لفظ واہ نکلا اور
اکثر اوسکی دیکھنے کو آتے تھے اور مسرور ہوکر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقا وہ کسی جنگل مین ایکدن شکار کہیلنے گیا کہ اتنے
مین ایک شیر آتا ہوا اوسکو سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اگر شیر مارتا ہون تو حیوان بے زبان

مارا جاتا ہی اور اگر چھوڑ دے دیتا ہوں تو میں جان سی جاتا ہوں یقین ہی کہ پھر لیکے اور مجھی کہا جای ان دونوں شکلوں پر
نظر کرکے یہ خیال کیا کہ اگر یہ میرا گوشت کہا کر اپنا دل تازہ کرے تو اس سی اور کون سی بات بہتر ہو مجھکو ثواب ہوگا
اور اسکا پیٹ بھر جاےگا یہ سوچکر اوسکے آگے گیا اور کہنے لگا ای شیر صحرائی میرا گوشت حاضر ہے اگر رغبت کرے تو پیٹ بھر کر
کہا اور جہاں چاہے وہاں چلا جا یہ سنتے ہی وہ شیر اپنا سر جھکا کر حاتم کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی آنکھیں

شبیہ بادشاہ یمن کی اور پیدا ہونا شہزادہ حاتم کا اور دکھوانا نجومیوں کو اوسکی ستارہ کا
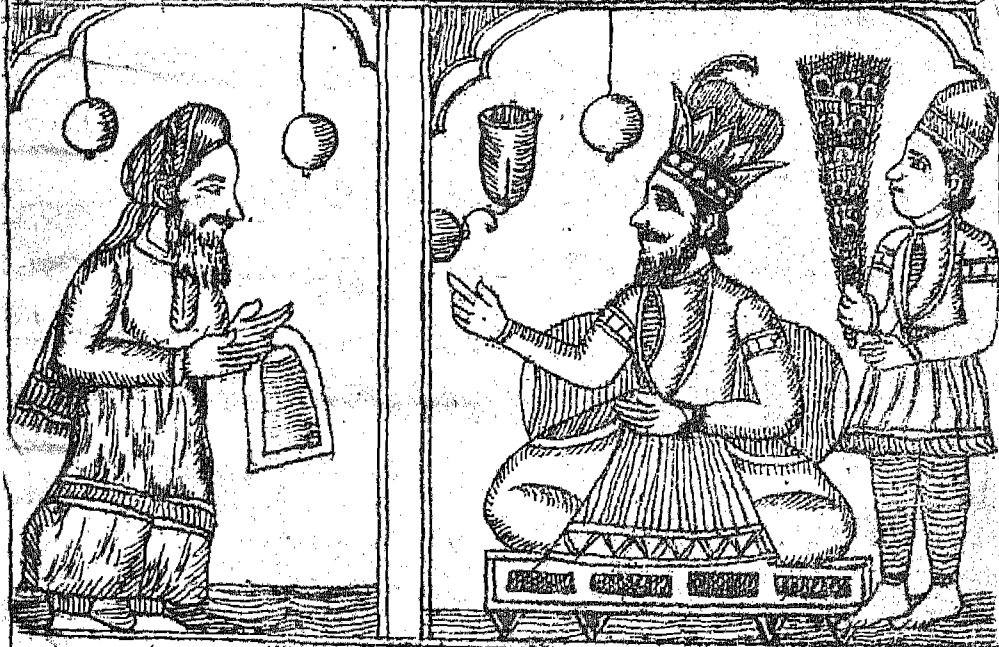
اوسکے تلوؤں سے ملنے لگا حاتم نے کہا کہ اے شیر حاتم کی ہمت سی دور ہی کہ تو بھوکا جاے اگر مجھکو نہیں کہاتا
تو میرا گھوڑا موجود ہے کہا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل کلام پیدا ہے

مین مسنون سمیت رہا کرتا تھا اور کار خلق برائے خدا کیا کرتا تھا سنا ہے کہ خراسان کے ملک مین ایک
بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار پیادے اوسکی جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ
شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا تھا بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس نکرتا تھا اوسکے وقت مین برتج نام سوداگر
نہایت مالدار صاحب ثروت وو [illegible] تھا [illegible]

[illegible] جانے کا اور اوسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اوسکی ہاتھ آنیکا اور منیر شامی شہزادیکا اوسپر عاشق ہونے اور حاتم کی مدد

اور اوسکو بہت سا مال و اسباب دیکر بھیجا کرتا تھا اور آپ اوس ملک مین دلجمعی سے رہا کرتا تھا بادشاہ سے
بھی اپنی رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ بھی اوسکے اوپر کمال مہربانی کرتا تھا ایک مدت کے بعد قریب
مرگ کے پہونچا اوسکی زندگی کا پیالہ بھرنے لگا وہ حسن بانو کے سوا کوئی بیٹی وارث نرکھتا تھا چنانچہ اوسکا مال و اسباب
اوس لڑکی کو پہونچا اور وہ اوسوقت بارہ برس کی تھی آخر اوسنے اوسکو اپنے گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد
کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا اوس بادشاہ نے بھی اپنی بیٹی لڑکیکی طرح سے رکھا اور اوسکے زر و جواہر کا کچھ لالچ نکیا بلکہ وہ
اسباب سب واسطے اوسکے بخشا چند روز کے بعد وہ لڑکی جب شعور مند ہوئی تب اپنے ذہن کی رسائی سے اور شگفتگی کے
باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا مثل حباب ہے اسکا بیٹھنا کچھ بڑی بات نہین اسقدر دولت دنیا
لیکر تن تنہا کیا کرونگی مصلحت نیک ہے کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹا دون اور آپ کو آلائش دنیوی سے پاک رکھون
بلکہ یاد خدا ہی مین مصروف رہون اسواسطے تمسے پوچھتی ہون کہ اس سے کسیصورت سے چھٹکارا پاؤن جو مناسب جانو
کہو دائی پہلے دونون ہاتون سے بلائین لیکر کہنے لگی ایجان مادر ان سات سوالونکا اشتہار نامہ لکھکر اپنے دروازہ پر
لگا دے اور یہ لکھ کہ جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا مین اوسکو قبول کرونگی وہ ساتون سوال یہ ہین
پہلا سوال یہ کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے **دوسرا سوال** یہ ہے کہ نیکی کر دریا مین ڈال **تیسرا سوال** یہ ہے کہ کسی کی بدی نکر اگر کریگا وہی پائیگا **چوتھا سوال** یہ ہے کہ سچ کہنے مین ہمیشہ راحت ہے **پانچوان سوال**
یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لادے **چھٹا سوال** یہ ہے کہ موتی جو مرغابی انڈے کے برابر بالفعل موجود ہے
اوسکے جوڑ کا پیدا کرے **ساتوان سوال** یہ ہے کہ حمام بادگرد کی خبر لادے حسن بانو نے دائی کی اس بات
کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا کونسا ہے جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم
پہونچائیگا اسی گمان پر دو آپ آٹھون پہر سنا مین مشغول رہتی تھی اتفاقاً ایکدن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی
بازار کا تماشہ دیکھ رہی تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر درست [illegible] ساتھ لیے ہم

اوسی کیفیت سے گذرا اور پاؤن بھی زمین پر رکھتا تھا چنانچہ وہ ہی اوسکے ساتھی سونے چاندی کی اینٹین
کے نیچے رکھدیتی تھے وہ اونپر پاؤن رکھتا ہوا چلا جاتا تھا اس حال مین جو حسن بانو نے اوسے آتے دیکھا تھا
خوش ہوکر دائی سے کہا کہ لے اما جان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہی جو اس شان و شوکت سے راہ
اوسنے کہا انا واری یہ بادشاہ کا پیر ہی ہر مہینے ... بارہ مرتبہ بادشاہ اوسکے گھر جاتا ہی اور یہ کبھی کبھی اوسے
پاس آتا ہی اسکے برابر دنیا مین اب کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہی حسن بانو نے یہ سخن سنکر
کہا کہ اگر تم ہو اگی دو تو مین درویش کی مہمانی کرون اور گھڑی دو گھڑی اپنے گھر بلا کر تکلیف دون اور اپنی آنکھین
اوسکے قدمون پر ملون دائی نے کہا جانی تجھکو مبارک ہو یہ کام کر سیدھے کہ مثل مشہور ہی آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک
غرض اوسنے کسی شخص کے ہاتھ اوس فقیر کی خدمت مین کہلا بھیجا اگر کسی روز بزرگونکے طور سے میرے سیہ خانہ
اپنی قدم مبارک سے رنجہ کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترین دونون جہان مین دولت حاصل کرے اور ابو دامن مراد
گوہر مقصود سے بھرے وہ گیا اور اوسکی آرزو کا حال سنا کر کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہے کہ خوردون پر مہربانی
کرین اونکا دامن تمنا کو گل مراد سے بھر دین اس بات کو اوسنے قبول کیا اور کہا کہ مین ضرور آونگا کیونکہ یہ سنت نبوی ہی
جو کوئی اوس سے پھرے قعر جہنم مین گرے مگر آج مجھے کام ہی کل صبح کو آونگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل وہ چار گھڑی
دن چڑھے شاہ صاحب اپنے چالیسون خادمون کو لیکر رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اوسنے اقسام اقسام کے
کھانے پکوائے اور کئی خوان میوے اور مٹھائی کے تیار کرلیے اور کئی کشتیان ابریشمی زربافی زر و جواہر ...
اشرفیون کی بھی شاہ صاحب کی نذر کیواسطے درست کر رکھین اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آ...
تو مین یہ کشتیان انکی آگے دھرونگی اور عجز و انکسار سے انکی پاؤن پر گر رونگی اتنے مین صبح ہوئی کہ وہ درویش زمانہ
سونے اور چاندی کی اینٹون پر پاؤن رکھتا ہوا حسن بانو کے گھر تک پہونچا ابیات کرون وصف اوسکا مین ...
وہ ظاہر مین انسان تھا سر بسر جو باطن مین اوسکے کرون مین نظر تو شیطان سے بھی ہی ابلیس تر نہ بالی کا خطرہ نہ بوڑھی کا غم
وہ تھا قتل کرنے مین تیغ دو دم حسن بانو نے دروازہ سے نشستگاہ تک فرش زرین بچھوا رکھا تھا وہ اوسکو
روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آ بیٹھا اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اوسکے پاس لائے اوسنے کسی کشتی کو
ہرگز قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہی پھر وہ اندر گئی اور کئی خوان پوشاک کے لے آئے اوسنے
اونکو بھی پسند نہ کیا پھر وہ محل مین گیا اور بہت سے خوان میوے اور شیرینی کے لے آئے اور بڑا سا ایک دسترخوان
نہایت صاف و پاکیزہ بچھا کر اوسپر چننے لگی اور خوان سونے چاندی کے باسنون سے بھرے تھے اور اونمین اقسام اقسام کے
کھانے دھرے تھے اور فرش شاہانہ بچھے تھے اور زربفت کے پردے کلابتون کی ڈوریون سے دالان کے درون مین بندھے
... اوسکے آگے چبھاتا تھا اور خود جو لباس زرین اور جواہر سے سجا ہوا ...

اور ہاتھ منہ دہلوا کر سامنے باادب کھڑی ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہماری بی بی اس بات کی امیدوار ہی کہ خداوند کچھ
تناول کریں اس بات کو سنکر وہ مکار کھانا کھانے لگا اور اوس سونے چاندی کے اسباب کو بھانپنے لگا اور ہر نوالے پر اپنے جی مین کہتا تھا
کہ برزخ سوداگر کوئی بڑا مالدار تھا جو اسطرح بادشاہوں کیطرح مال و اسباب اپنے گھر مین چھوڑ گیا چاہیے کہ اس سبکو
آجکی رات کسیطرح اپنے گھر لیجاوے اور غنیمت سمجھے اسی اندیشہ مین اوس ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کرکے
ہاتھ کھینچا [illegible]
[illegible] ہوا جب رات ہوئی اور [illegible] ضیافت سے
کاروبار مین دن بھر کی تھکے ہوئے تھے رات کے ہوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا کر سو رہے تھے اونھوں نے کوٹھوں کے دروازے
اور دروازہ بند کئے تھے اوس اسباب و جواہر کو ٹھکانے رکھا تھا پہر رات کے بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے
ادنہین چالیسون چورون کو اوس حویلی مین لایا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو
تھوڑے بہت لوگ جاگ اوٹھے اون لوگون کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنی کوٹھے کی کھڑکی سے جھانک
کر دیکھتی تھی اور اونکو پہچان کر ہاتھ مل کر کہتی تھی کہ افسوس یہ تو موا وہی خانہ خراب دزد لٹیرا ہے اور اوسکے
ساتھی ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو اسی بیچینی مین کاٹی مگر صبح کو اون مردون زخمیونکو چارپائیون پر
ڈالکر بادشاہ کے در دولت پر لیگئے اور فریادیون کیطرح جاکر کھڑی ہوئی اور با آواز بلند دہائی دینے لگی کہ مین لٹ گئی
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکے ظلم سے بلبلا رہی ہے خبردارون نے عرض کی کہ اے خداوند برزخ سوداگر کی بیٹی
دو چار چارپائیون پر کئی مردے اور کئی زخمی لائی ہے اور رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک
بلوائین تو یہ لونڈی کچھ حال اپنی واردات کا حضور مین ظاہر کرے اس بات کو سنتے ہی بادشاہ نے اوسے بلوایا اور حال پوچھا
اوسنے مجرا کرکے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی ترقی ہو اور مہر انصاف سپہر حق پرستی پر تا قیامت جلوہ گر رہے کل دن کو اس
لونڈی نے اوس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اوسنے یہ غضب مچا ڈالا کہ پہر رات گئے اپنے چالیسون فقیرون سمیت آکر مجھ غریب
کے گھر کو لوٹا اور دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا کئی بارہ لاکھ روپیہ کے قریب زر و جواہر نقد و اسباب لیگیا
اوسکا منہ کالا کرے کہ اسقدر ظلم و ستم اوسنے اس عاجز پر کیا اسکے سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگیا اور کہنے لگا اے نادان بیوقوف
تجھے شعور ہے جو ایسے ولی کو اسطرح کی تہمت لگاتی ہے وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت رکھتا ہے حسن بانو نے پھر عرض کی کہ آ
ہی کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو شیطنت مین شیطان سے بھی زیادہ ہے آپکا ارشاد فرمانا ہے ع اسکو کسطور سے کہیں انسان
زادہ شیطان ہے اس بات کو سنتے ہی وہ اور بھی غضبناک ہو گیا اور تاؤ پیچ کھا کر کہنے لگا ارے کوئی ہے اس بدبخت
کے سامنے سنگسار کرے کہ یہ اپنی سزا کو پہنچے تو عبرت ہو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ ایسے بزرگ کو یہ
یہین ایک وزیر نیک خواہ نے پایہ تخت شاہی چوم کر عرض کی جہان پناہ یہ وہی برزخ سوداگر کی لڑکی ہے

کہ جسکو سر پر خداوند ہمیشہ دست شفقت پھیرتے تھے اور پیار کرکے اپنی پاس بٹھاتے تھے آج اوسکو سنگسار کرتے ہین اگر اسکو
تین سنگسار کیا تو ان غلامونکے دل سے خداوندکی مہربانی اور بندہ پروری فرزندون کے حق مین اوٹھ جائیگی اور ہر ایک
اسی اندیشہ مین ہلاک ہوگا کہ جہان پناہ بعد ہمارے فرزندون سے بھی یہی سلوک کرینگے جو لڑکی کے ساتھ کرتے ہین اس
خیال کو اپنے جی مین جگہ دیکر کنارہ کش ہونگے اور فرصت پاکر بھاگ جاوینگے اغلب ہے کہ عنقریب یہ لوگ اور خداوند سے دشمنی
کرین یہ حقیقت عرض کرنی واجب تھی عرض کیا آگے جو مرضی خداوندکی اس بات کو سنکر بادشاہ نے کہا اے دانشمند تیری سفارش سے
اور برنج سوداگر کی خاطر سے اسکی جان بخشی کی پر اپنا بھلا چاہتی ہے تو آج ہی اس شہر سے نکل جائے بلکہ حضور عالی سے آکر
اوسکو پردیس نکال دیوین اور زر و جواہر سے لیکر جھاڑو تک اسکا اسباب توشہ خانہ مین داخل کرین اس ہدایت کے سنتے ہی
فوج بادشاہی گئی اور اوسکو اوسکے گھر سے دور کرکے مال و اسباب سب جو اوس فقیر کی ہاتھ سے بچا تھا وہ سب لوٹ لائے
اور وہ غریب تن تنہا وہان سے نکلکر کسی جنگل مین دائی سمیت چارون طرف گھبرائی گھبرائی پھرتی تھی اور رو رو کے اپنی
دائی سے کہتی تھی کہ اے مادر مہربان ایسی مجھسے کیا خطا ہوئی جو مین عذاب مین گرفتار ہوئی وہ اوسکو گلے لگا کر اور بلائین
لیکر دلاسے دیتی تھی کہ بابا گردش فلکی سے کچھ چارہ نہین صبر کر اگر خدا فضل کریگا تو سب کچھ ہو جائیگا اسی صورت سے
گریہ وزاری کرتی ہوئی دائی سمیت درخت کے نیچے خاک پر سو رہی کیا خواب دیکھتی ہے کہ ایک شخص بزرگ صورت
نیک خصلت سفید [illegible] پہنے عصا ہاتھ مین لیے گلے مین تسبیح ڈالے کھڑا دین بیٹھے کہتا ہے کہ بابا غم نہ کہا اور
اندیشہ نکر وہ کریم کارساز ہے اوس سے کچھ عجب نہین جو تجھے پھر اوسی مرتبہ کو پہونچاوے چنانچہ اس درخت کے نیچے
سات بادشاہت کی دولت گڑی ہے حق تعالی نے تیرے واسطے یہان چھپا رکھی ہے اب تو اوٹھ اور اس خزانہ کو
اپنے تصرف مین لا دل کو خدا کی یاد مین رکھ اوسنے کہا مین عورت ناتوان کیونکر اس دولت بیشمار کو اپنے تصرف مین
لاؤن اوسنے کہا کہ ایک لکڑی سے تیرے کھود اور قدرت خدا دیکھ کہ وہ مشکل کیونکر آسان کرتا ہے یہ سنتے ہی
حسن بانو چونک اوٹھی اور اپنی دائی سے کہنے لگی آخر کار اوسنے قدرے لکڑی سے کھودا تو سات کوٹھین اشرفیون سے
بھری ہوئی اور صندوق ہر طرح کے جواہر موتی سمیت جو ہر مرغابی کے انڈے کے برابر تھا دکھلائی دیا
حسن بانو اس دولت خداداد سے بہت خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کرکے اپنی دائی سے کہنے لگی کہ اماجان تم
اسی گھڑی شہر کیطرف جاؤ اور ہمارے پہننے کے لوگ اور کچھ کھانے پینے کی قسم سے لاؤ اوسنے کہا کہ جانی مین تمہیں
تنہا چھوڑکر کیونکر جاؤن اور انکو کیونکر لاؤن اگر تیرے پاس کوئی اور ہوتا تو مضائقہ نہ تھا یہ مجھکو ڈر ہے کہ اوسکو
کہین کوئی آفت نہ آوے اسی بات چیت مین تھین کہ حسن بانو کا کوئی لڑکا فقیری بھیس بنائے آنکلا
بے اختیار پاؤن پر گرنے لگا حسن بانو نے اوسے گلے سے لگایا اور رو کر دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ حقتعالی نے
اسقدر زر و جواہر دیا ہے کہ جسکا حساب نہین اور اچھے اچھے مزدور اور معمار بلا لا کہ وہ ایک عمارت عالیشان طیار کرے

کیونکہ یہ منظور ہے کہ مین ایک شہر بہت بڑا بساؤن اوسکا نام شاہ آباد رکہون مگر یہ حال تو کسی پر ظاہر نکرنا وہ
یہ بات سنکر کچہ تہوڑا بہت روپیہ لیکر شہر مین گیا اور اوسکے اقربا جو جا بجا بہیک مانگتے پہرتے تہے اُن
سبہون کو بخوبی جمع کرکے اوسکے پاس لے آیا حسن بانو کو دیکہکر وہ سب خوش ہوے اور ایک خیمہ بہت
بڑا کہڑا کرکے آپس مین رہنے لگے اس کاروبار سے جب فرصت اوسنے پائی تب وہ پہر آیا اور معمارون کے
سردار سے ملاقات کرکے کہنے لگا کہ تم تہوڑے کاریگرون کو اپنے ہمراہ لیکر فلانے جنگل مین چلو مجہے کچہ تمسے
کام ہے اوسنے یہ بات قبول کرکے اپنے عملے سمیت اوسکی ہمراہی اختیار کی وہ اونکو اپنے ساتھ لیے ہوے حسن بانو
کے پاس آیا اوسنے بہت سی تسلی اور انعام دیکر جس کام کے واسطے بلوایا تہا اوسمین لگا دیا چند مہینے کے بعد جب ایک
حویلی ستہری سی بنوا چکی تب معمارون سے کہنے لگی کہ اب تم اوسکے گرد شہر عالیشان کا ڈول ڈالو اور اوسے آباد کرو
اونہون نے عرض کی کہ بادشاہ کی بغیر مرضی اتنا بڑا شہر یہان بسانا اچہا نہین یہ سنتے ہی حسن بانو لباس مردانہ پہنکر ایک
عربی گہوڑے پر سوار ہوکر تہوڑے سے پیادون کو آگے رکہہ ایک خوان جواہر اور ایک ہور یاقوت کا اپنے ساتھ
لیکر شہر کی طرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت عمدہ حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکہتا ہے
اور دربدولت ملک آپہونچا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اوسکو نہایت عزت و حرمت سے حضور مین حاضر کرو لوگ
اوسکو ہاتہون ہاتہ امتیاز کے ساتھ حضور مین لے آتے وہ مجرا گاہ مین کہڑے ہوکر آداب قواعد بادشاہی سے
تسلیمات و کورنشات بجا لائی اور نذر کے خوان زیر تخت رکہکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اوسکو دیکہکر
خوش ہوا شفقت سے احوال یون پوچہنے لگا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہان آتے ہو
تمہارا کیا نام ہے وہ ہاتہ باندہ کر عرض کرنے لگی کہ مین فلانے سوداگر کا بیٹا ہون قبلہ گاہی گردش زندگی سے
فلانے شہر کے قریب فلانے جنگل مین چند روز ہوتے مر گئے امیدوار ہون ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام شاہ آباد
رکہون بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ اے جوان صالح تیرے ماں باپ
نہین ہین تو آج سے اونکی جگہ مجہکو سمجہ میری فرزندی مین داخل ہو چکا ہے سو کہ جہان چاہے وہان رہ
کچہ اندیشہ خاطر مین نلا جو چاہے سو لیجا کہا جہان پناہ مین نے اس سخن کو پسند کیا اور اوسنے اوسکا نام فرخ شاہ
رکہا پہر فرمایا ای فرزند ارجمند وہ جنگل یہان سے بہت دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اس شہر کے
قریب آکر اور اوسمین بخوبی رہ اوسنے عرض کی کہ جہان پناہ نزدیک دار السلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک ادب ہے
اگر حضور سے ارشاد ہو تو اس جنگل مین جلد شہر بسائین بادشاہ نے اوسکو اجازت دی بلکہ فرمایا کہ ہر کار کن چاہیے اور
اس شہر کے آباد کرنے مین مشغول ہو غرض وہ بہی ایک مہینے مین تین بار حضور مین مجرے کو آتی اور معمارون کو زر و
انعام دیکر تاکید کرتی کہ جلدی تیار کرو وہ اونکے کہنے کے سبب سے نہایت مصروف رہتی اور نہایت سرگرمی لیکے

تعمیر کرنے مین رات دن مستعد رہے سے دو برس کے بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اوسکا شاہ آباد رکھا کاریگرون کو
بہت سا انعام وخلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگی ایک دن بادشاہ کے
مجرے کو وہ آئی اور حضرت اسوقت اُس درویش بزرگ صورت شیطان سیرت کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو
کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اے فرزند آج جی چاہتا ہے کہ ہم تم دونو اُس بزرگ ونیک کردار کی خدمت مین حاضر ہوکر
سعادت دارین حاصل کرین کیونکہ ایسے غوث زمانہ کی زیارت نجات کی صورت ہے بسم اللہ کیجیے حسن بانو نے عرض کی
خداوندا ایک تو ایسے بزرگ کی قدمبوسی سے دونون جہان کی خوبی حاصل ہوتی ہے دوسرے جہان پناہ کے ہمراہ رکاب
چلنا اسبات کے سوائے میرے حق مین کیا بہتر ہے جو کرون اور آپ کے ساتھ چلنا ضرور ہے کہ اُسکا گھر میرے
واسطے خانہ گور ہے اور اس دولت عظمی سے ہاتھ اوٹھاؤن مگر جی مین کہتی تھی کہ ایسے شیطان مجسم کی صورت دیکھنا [illegible] لیکن
کیا کرون مطیع بادشاہ ہون حاصل کلام بادشاہ کے ساتھ اُس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اُسکی تعریف اُس شیطان مجسم کے آگے کرنے لگا
ماہروشاہ کی نام سے یہ مشہور تھے اپنا سر جب اُنکی تعریفین سنتے تھے اور جی مین کہتی تھی کہ اسقدر مجھپر سرفرازی مہربانی کرتے ہین یہ سب زیب
جواہر کی تعریف ہے یہین تو مین اُسی برزخ سوداگر کی بیٹی ہون کہ جسکو اپنے شہر سے ہی نکلوادیا تھا اور مال وخزانہ لوٹ لیا تھا
اتنے مین بادشاہ اُٹھا اور اس فقیر سے رخصت ہونے لگا ماہروشاہ نے ہاتھ باندہ کر عرض کی اگر پیر ومرشد اس کمترین کے گھر مین
قدم رنجہ فرمائین تو عین سرفرازی و بندہ نوازی ہے اور یہ بات بزرگون کی خصلت سے بعید نہین اُس انسان صورت شیطان سیرت
نے کہا کہ بابا البتہ مین آؤنگا ماہروشاہ نے پھر بادشاہ سے عرض کی کہ میری حویلی شہر سے بہت دور ہے شاہ صاحب کو تصدیع ہوگی
صلاح یہ ہے کہ یہان ایک حویلی برزخ کے سوداگر کی قابل بادشاہون کے ہے بالفعل خالی پڑی ہے اگر خداوند دو چار روز کے
واسطے عنایت کرین تو یہ غلام ایسے ولی کی خدمت قرار واقعی کرے اور دولت بیزوال سے بہرہ مند ہو بادشاہ نے کہا کہ اے
فرزند تو نے اُسکی خبر کہان سے پائی اکثر اس شہر کے رہنے والے اُسکی تعریف کرتے ہین بادشاہ نے کہا اے ماہروشاہ حویلی
تجھی کو بخشی اسبات کے سنتے ہی وہ آداب بجا لایا اور اپنے لوگون کو ساتھ لیکر اُس حویلی مین داخل ہوا اور اُسکو بیمرمت دیکھکر
بے اختیار در ودیوار سے لپٹ کر رو دیا لوگون سے کہا کہ اسکی مرمت کرکے جلد درست کر دے کہکر اپنے گھر چلا گیا ایک پاس بعد
ضیافتون کا سر انجام کرکے اُسمین بھیجا اور کئی خوان چاندی سونے کے جڑاؤ بیشقیمت اور بہت سا اسباب زرتار و زربفت
اور ایک دم طلا اور ایک طاؤس یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لیا پھر نوکر جاکر اُس حویلی مین چھوڑ کر بادشاہ
کی پاس گیا ہاتھ باندہ کر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ ارادہ ہے کہ چند روز برزخ سوداگر کے مکان مین رہون سلام مجرے کو بھی ہر روز
حاضر ہوا کرون لیکن کل اپنے پیر ومرشد کی تواضع کرون بادشاہ نے فرمایا بہت بہتر ہے تیرا اختیار ہے بلکہ جانی بادشاہت
کا بھی تجھے اختیار ہے وہ اُسکا آداب بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ اسقدر بندہ نوازی اور اتنی سرفرازی خداوند کی محض ذرہ پروری
ہے حضور سے بادشاہ عالم پناہ کا تابعدار ہے غرض بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے باپ کے گھر آکر ضیافت کی تیاری کی

پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو جا کر اُس فقیر مکار کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے بہت منت سے عرض کر کہ کل تشریف آوری فرماؤ تو گویا کمترین کو بیدام
مول لو غرض وہ گیا اور اسکے بموجب عرض کی اُسنے اسبات کو قبول کیا جسکو آسی اپنی عادت سے فقیروں کو ساتھ لیے ہوئے سونے
چاندی کی اینٹوں پر پاؤں رکھتا ہوا چلا ماہرو شاہ نے فرش مکلف اور مسند شاہانہ سے ایک مکان پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا
انمیں وہ داخل ہوا شاہزادے نے اُسکو مسند شاہانہ پر بٹھا دیا خوان زر و جواہر مع طاؤس مرصع نذر دیے فقیر نے قبول نہ کیے
تب اُسنے تمام طاقوں پر چنوا دیے اسلیے کہ اُسپر فقیر کی نظر پڑے پھر کئی خوان میوہ کے منگوائے اور ایک دسترخوان زربفت کا بچھوا
جڑاؤ سنگ یشب کے باسنوں میں طرح بطرح کے اور قسم قسم کے کھانے نکالے چنے اور گنگا جمنی چلمچی آفتابہ سے ہاتھ دھلوا کر عرض کی
کہ پیر و مرشد کچھ آلائش کریں اور اس کمترین کو سرفراز فرمائیں اس بات کو سنکر تہ اندیش نے ہاتھ بڑھایا اور انہیں چالیسوں
فقیروں کو ساتھ کھانا کھایا تھم اُٹھا لیا کہ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں چاہیے کیونکہ اگر بہت کھائینگے تو عبادت الٰہی نکر سکینگے
ماہرو شاہ نے پھر عرض کی کہ پیر مرشد اس کمترین کی تسلی نہیں ہوتی دو چار نوالے آپ اور بھی تناول کریں اُسنے کہا تیری
خاطر سے کھا لیا ورنہ تمام دن رات میں دو چار نوالے کھاتا ہوں آٹھ پہر یاد خدا میں مشغول رہتا ہوں کیونکہ جو زیادہ کھائے تو عبادت
کیا خاک کرے من پر دلمیں کہتا تھا کہ یہ سبکا سب ہی اپنا ہے کہاں جاتا ہے پھر ایک مرصع کا عطردان اور پاندان آگے لا رکھا اُسنے عطر
گھڑی دو گھڑی کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور اُن چوروں سے کہنے لگا کہ یہ کہنا اب حلال ہے کہ ہم تم آج ہی کی رات چلکر تمام اسباب
چرا کر لیچلیں یہ اسی گفتگو میں تھے کہ رات ہو گئی تب اُسنے چوروں کے کپڑے پہنے اور انہیں چالیسوں کو ساتھ لیکر آدھی
رات کو اُسکی حویلی کی طرف چلا ماہرو شاہ نے اپنے لوگوں سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ تم آج کچھ اسباب کہیں سے سمیٹنا جہاں کا تہاں
پڑا رہنے دینا مگر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو لکھ بھیجا کہ آج کی تاریخ ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تھوڑے سے لوگ
لیکر جلد آؤ اور ایک کونے میں چھپے گھات میں رہو جسوقت اُس حویلی سے آواز بلند ہو اُسی گھڑی تم آ پہنچنا اور چوروں کو
باندھ لینا کوتوال یہ خبر سنتے ہی سو دو سو پیادوں سے اُسکی حویلی کے دائیں بائیں آکر بیٹھ رہا کہ اتنے میں وہ اجل گرفتہ
ایک ہارہ لیکر اُسکی حویلی میں بیٹھا اسباب غارت کرنے لگا غرض ہر ایک نے ہر ایک طرح کے اسباب کا گٹھر باندھ کر اپنے سر پر کیا
وہ درویش بھی اُس طاؤس کو لیکر حویلی سے باہر نکالا چاہتے تو اُسی لاگ پر لگ رہے تھے اپنی جگہ سے کود پڑے اور اُنکو باندھنے لگے
جھٹ پٹ اُن سبھوں کی مشکیں باندھ لیں اور گٹھریاں اُنکے گلے میں ڈال دیں غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا
اُنہوں نے عرض کی کہ اب آپ بھی اس سے خبردار رہیں صبح کو حضور عالی میں لیچلیں پھر وہاں سے جو حکم ہوگا سو کیا جائیگا حسن بانو دزدوں کو
دیکھکر خوش ہوئی اور اپنے نوکروں کو انعام دیکر ٹھنڈے جی سے پاؤں پھیلا کر سو رہی اتنے میں صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد ہو کر
تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر امیر و خان و نواب مجرا کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج کل تب شہر میں
کیا شور و غل تھا اتنے میں کوتوال اُن سبکو باندھے ہوئے آ پہنچا اور آداب شاہی بجا لایا عرض کرنے لگا کہ آج پھر رات گئے ایک
سوداگر کی حویلی میں ڈاکہ پڑا تھا میں خبر اس حال کو دریافت کرتے ہی وہاں پہنچا اور اُنکو مع زر و جواہر باندھ کر حضور ہی میں

لے آیا ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ شاید تینے انکو کہین دیکھا ہے ظاہر صورت آشنا سے نظر پڑتے ہین وہ یہ عرض کر رہا تہا
اتنے مین ماہرو شاہ آیا اور مجرا تواعد بادشاہی سے ایک کرسی جواہر پر بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای فرزند ارجمند کیا
تمہاری حویلی مین شب کو چور آسکتے تہے اُس نے کہا جہان پناہ کوتوال شہر بروقت پہونچا نہین تو گھر لٹتا اور مین مارا
جاتا یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا انکو ہمارے روبرو سامنے لاؤ وہ اسیطرح لے آئے بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای فرزند یہ تو ہمارے ازرق
شاہ معلوم ہوتے ہین جبتک بلایا تو وہی شاہ صاحب تہے انکی چالیسون مرید پہر کو کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گٹھڑیان و
گھر مین کہول اسباب دکھلا اسنے انکا جا کر دیکھا تو ہر ایک کے پاس مال و زر گنڈین اور پہانسیان نکلین بلکہ ازرق کے ہی
گھر مین طاؤس مرصع اور کئی پہانسیان پائی گئین بادشاہ اس حال کو دیکھکر متعجب ہوا اور غضب سے کہنے لگا انکو سولی دو
کہ پہر کوئی ایسا کام نکرے حسن بانو نے جب یکہا کہ دشمن اپنے اپنے ساتہیون سمیت مارا گیا کرسی سے اٹھی اور ہاتھ باندھ کر
عرض کرنے لگی کہ جہان پناہ یہ لونڈی خانہ زاد موروثی بزرخ سوداگر کی بیٹی ہے حضرت نے اسی فقیر کے واسطے لونڈی کو
شہر بدر کیا تہا تب بہی اس عاجزہ کی تقصیر نہ تہی چنانچہ یہ میرے باپ کا مال اسی گھر مین ہے اگر خداوند اسکو کہدوائین
تو نکلے اور جہوٹ اور سچ معلوم ہو بادشاہ نے فرمایا کہ مین تجھ سے نہایت شرمندہ ہون اور حکم دیا کہ اسکا گھر کہدوائین
جب کہدوا تو تمام مال بزرخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے اسکو بادشاہ کے نذر کیا اور عرض کی خداوندا امیدوار ہے
کہ اگر آپ اس بیکس کے ہان قدم رنجہ فرمائین تو یہ لونڈی بہت کچھ رکہتی ہے سب حضور عالی مین گزرانے
اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ نے قبول کیا وہ حضور سے رخصت ہو کر اپنے شہر مین آئی اور تمام شہر
سے آراستہ کیا وہ تین روز کے بعد بادشاہ نے شہر کی طرف کوچ کیا جب نزدیک پہونچا استقبال کے واسطے
باہر آئی اور قدمبوس ہو کر محل مین لیگئی ایک مسند شاہانہ پر بٹہا کر دوسرا طاؤس مرصع اور کئی خوان زر و جواہر کے
آگے رکہے بادشاہ انکو دیکہکر خوش ہوا پہر اسنے ساتون کنوئے زرین سرخ کے بہرے ہوئے دکہلاتے
اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اہلکارونکو حکم ہو کہ اس مال و اسباب کو چہکڑون پر لدوا کر بہیجوا دو وہ متصدیون سمیت
کنوئے پر گئے کیا دیکہتے ہین کہ ساتون کنوئے زر سرخ سے مالامال ہین جو ہین چاہا کہ نکالکر لادین وہ سب زر سانپ
بچہو کی صورت ہو گیا وہ اس واردات سے ڈر کر بادشاہ کے پاس گئے اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ
حیران ہوا اور حسن بانو کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا تب حضرت نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نکر حق تعالی نے تیری قسمت مین
لکہا ہے دوسرا اسکو نہ لے سکیگا وہ تسلی آمیز باتون سے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی اگر حکم ہو تو اسکو راہ خدا
مین صرف کرون بادشاہ نے پروانگی دی اور رخصت ہو کر دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور حسن بانو اپنے مکان کو
واپس آئی بادشاہ نے فرمایا کہ تہوڑے لوگ فوج مین سے اسکی حفاظت کے واسطے وہان چہوڑے
اُسنے اوسی روز سے ایک مسافرخانہ عالی شان بنایا ہر ایک مسافر کو کہانا کپڑا نقد و جنس دیتی اور رخصت کرتی

چنانچہ کوئی کہین کا ارادہ کرکے شہر مین آتا تھا یہ اسکو اسکی قدر کے موافق خرچ دیکر رخصت کردیتی تھی چند روز مین مسافرون
نے یہ چلن اور وصف اسکا گانون گانون مین مشہور کیا کہ ایک نئے شہر مین ایک لڑکی ایسی مروت و سخاوت رکھتی ہے
کہ ہر بندہ خدا کا سر اپنے بار احسان سے جھکا دیتی ہے اور اپنی شہر تیغ سخی سے ہر ایک بشر کو غلام کر لیتی ہے حق تو یہ ہے کہ
ایسی ہنسی خوشی اور نوکر بھی اسکے امانت دار ہین ہر ایک محتاج اور غریب کو روپیہ اور اشرفیون سے نہال کر دیتی ہے
اسکا نام زمانہ مین سخاوت کے باعث چاند اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہے یہ خبر رفتہ رفتہ شہر خوارزم مین پہونچی
وہانکا بادشاہ لشکر عظیم اور ملک وسیع رکھتا تھا ایک بیٹا اسکا منیر شامی نام چودہ برس کا نہایت حسین اور خوبصورت
تھا اتفاقاً حسن بانو کی سخاوت و خوبصورت ہونیکا آوازہ سنتے ہی عاشق ہوگیا اور ایک مصور کو بلوا کر کہا کہ مین اسقدر
روپئے تجھے دیتا ہون تو شاہ آباد مین جا اور حسن بانو کی تصویر جسطرح ہوسکے کھینچ لاؤ کئی مہینے کا وعدہ کرکے رخصت
ہوا اور شاہ آباد کے قریب جا پہونچا حسن بانو کے نوکر اسی کام کے واسطے مقرر رہتے ہر ایک مسافر کو اپنے مکان پہ
لیجاتے اور اچھے اچھے کھانے کھلاتے جب اسکو رخصت کرتے تب اسکو اپنے پاس لے آتے اسکا احوال پوچھتے
اور اسکے حال کے موافق دیکر رخصت کرتے اسی صورت سے وہ لوگ اسکو حسن بانو کے پاس لے آئے تب اوسنے
ایک پردہ ڈال کر اپنے پاس بلوایا اور احوال پوچھا اوسنے عرض کی مین اس بات کا امیدوار ہون کہ یہ باقی عمر آپکے
سایۂ دولت مین بسر کرون اسنے کہا تو کیا کام جانتا ہے وہ بولا مین مصوری کا کام جانتا ہون جسکی تصویر چاہون بے دیکھے
کھینچون اوسنے نوکر رکھا تھوڑے دنون مین خیال آیا کہ اپنی تصویر کھنچوائیے اسکا جھوٹ سچ معلوم ہوجائیگا ایک دن
اسکو بلوایا اور کہا اے مصور میری تصویر بے دیکھے کھینچ اوسنے کہا آپ کوٹھے پر چڑھ جائین اور ایک لگن پانی سے
بھروا کر زیر دیوار رکھوا دین مین پانی مین ذرا عکس دیکھ لون تو آپکی تصویر ہوبہو کھینچون اسنے ایک طشت پانی سے
بھر کر جلد دیوار کے تلے رکھوانے کا حکم دیا نوکرون نے ویسا ہی کیا وہ اوپر گئی اور پرچھائین پانی مین پڑی مصور
نے ایک نظر پانی مین اسکی شبیہ دیکھ لی اور اپنے گھر آکر دو تصویرین کھینچین جو تصویر تھی سو اپنے پاس رکھی اور
ایسی ویسی حسن بانو کے حوالے کی اسنے اسکو بھی پسند کرکے لیلیا اور انعام دیکر رخصت کیا مصور تھوڑے
دنون مین منیر شامی کے پاس جا پہونچا وہ تصویر دیکھتے ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا یہ جی مین ٹھہرائی کہ چل نکلیے
آخر فقیرون کا بھیس بدل کر تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا ایک مدت کے بعد شہر مین پہونچا پر کچھہ نہ کہتا
خبرداروں نے یہ خبر حسن بانو کو پہونچائی کہ ایک مسافر شہر مین ایسا آیا ہے کہ وہ کچھہ نہ کہتا ہے اور نہ کسی سے
بات کرتا ہے حسن بانو نے اسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا اے مسافر تو نے کھانا پینا کیون چھوڑا اور اس قدر نقد کیون
نہین لیتا اگر لیتا تو کہین نہ کہین تیرے کام ہی آتا بلا سے کچھہ تو لے اسنے کہا کہ زر و جواہر کو محتاج ہو کر نہین
آیا ہون مین بھی بہت سی دولت و حشمت رکھتا ہون بلکہ شہر خوارزم کا شہزادہ ہون اسنے کہا اگر شہزادہ ہے تو فقیرو کا

ایسا حال کیون بنایا ہے بولا کہ مین تیری تصویر دیکھکر دیوانہ ہوا اور اپنی شہزادگی کو خاک مین ملا کر شہر سے نکلا خاک چہانتا ہوا یہانتک
آپہونچا فقط آرزوے وصال رکہتا ہون جو بات سچ تہی سو کہی آگے تیری مرضی جو چاہے سو کر اس بات کو سنتے ہی
بے تامل سر نیچا کر لیا ایک دم کے بعد کہا اے جوان اس خیال کو دل سے دور کر کیونکہ اگر خاک ہو کر ہوا کے ساتھ
اوڑتا پہریگا تو بہی میرے ایک رونگٹے کی برابر نہ پہونچیگا منہ دیکہنا تو کیا ذکر مگر وہ شخص جو میری یہ ساتون
شرطین پوری کرے تب شاہزادہ بولا کہ مین تیرے دروازہ پر اپنی جان دونگا وہ سنکر بولی جان دینا آسان
ہے مگر میرا دیکہنا مشکل تب اوسنے کہا تمکو اپنی جان کی قسم ہے وہ سوال کون ہین مجھسے کہو تب حسن بانو بولی
پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکہا ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے اسکا جواب دے اوسنے کہا وہ کہان ہے اور
کب سے یہ سخن کہتا ہے یہ بات سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب اگر مین جانتی تو تجھسے کیون پوچہتی شہزادہ سنکر
اپنے گریبان مین سر ڈال کر جی مین کہنے لگا اب کیا کرون بن دیکہے مکان کی طرف کیونکر چلا جاؤن پہر اوسنے
کہا اے سراپا ناز میرے حق مین تیرے شہر ہی کا رہنا اچہا ہے اور یہین کے کوچون کا مرنا مبارک ہے یہ سنکر اوسنے کہا
ہم ایسے بادہ گردون کو اپنے شہر مین رہنے نہین دیتے اگر آپ سے جاتا ہے تو جا نہین تو بے حرمت ہو کر
نکالیگا شہزادہ اس گفتگو سے مایوس ہوا اور ایک برس کا وعدہ کر کے چلنے کا قصد کیا تب سوداگر بچے نے جانا
کہ یہ اپنا نقد دل یہان کہو چکا ہے تہوڑے بہت روپے خرچ کو دیے اور نام پوچہا اوسنے کہا منیر شامی القصہ بیکار گی
روتا پیٹتا سر پیٹتا چلا کسی جنگل مین ہنس دیتا کسی پہاڑ سے سر ٹکرا کر رو دیتا پر قدم بڑہائے جاتا اور یہی اس فتنہ
کی صورت پر کتنے شہزادے وزیرزادے آئے اور انہین سوالون مین گرفتار ہو ہو کر کتنے کافور ہو گئے اور
پتہر سے مر مٹے مگر اسکا ایک سوال بہی پورا نکر سکے القصہ منیر شامی اوسکی تصویر کو بغل مین دبائے جنگل جنگل
بگولے کے مانند پہرتا تہا پر کہین مطلب کا کہوج نہ پاتا تہا اتفاقاً پہرتے پہرتے ایک جنگل مین جا نکلا اور کسی
درخت کے نیچے بیٹہکر ابر بہار کے مانند زار زار رونے لگا حاتم بہی اوسی روز شکار کہیلنے گیا تہا اتنے ہی مین ایک آواز
دردناک اوسکے کان مین پڑی اوسنے اپنے لوگون سے کہا کہ اس آواز سے خبر لاؤ دیکہو تو اس بیابان مین ایسا
ستم رسیدہ کون ہے جو اسقدر پہوٹ پہوٹ کر روتا ہے غرض کئی شخص گئے اور آ کر عرض کرنے لگے اے خداوند ایک شخص
نوجوان فقیرون کی شکل فلانے درخت کے نیچے بیٹہا رو رہا ہے نہ آنکہین کہولتا ہے نہ منہ سے بولتا ہے حاتم اس بات کو
سنتے ہی اوسکی طرف آیا پہلا کہڑا رہا دور سے تماشہ دیکہنے لگا وہ بیچارہ درد کے آہین بہرتا تہا اور اپنے جگر کے ٹکڑے
کرتا تہا یہ حالت اوسکی دیکہ حاتم بیتاب ہو گیا اور آنکہون سے آنسو بہر لایا اور اپنے جی مین کہنے لگا الٰہی اسپر
کیا حادثہ پڑا ہے جو ایسا حال ہو گیا غرض اپنے گہوڑے سے اوترا اوسکے سرہانے جا کر کہڑا ہوا اور یہ حال پوچہنے لگا
اے جوان رعنا تجہپر ایسی کیا مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہے اوسنے سر اوٹہا کر جو دیکہا تو ایک شخص نوجوان حسین سرو قد

زلف مشکین پادشاہون کی سی پوشاک پہنے ہوئے احوال پوچھتا ہی جب اُسنے اِس لطف وشفقت کے ساتھ اُسے
دیکھا بے اختیار بول اوٹھا ای بہائی کیا کہون نہ طاقت تحریر کی نہ قدرت تقریر کی اُسکے سوا کوئی نظر نہین آتا جو میرا درد
دل سے دور کرے اور اُسکا علاج کرے حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھہ اور مجھسے کہہ کیونکہ مین نے خدا کی راہ پر کمر باندھی ہی تیرے
بہی کام کرنے مین قصور بامقدور نکرونگا اگر دولت دنیا درکار ہی تو ابھی لے اور اگر کسی دشمن نے ستایا ہی تو اوسکو تیرے
سامنے کردے مارونگا یا آپ ہی مرجاونگا اگر معشوق کے ملنے کی آرزو رکھتا ہی تو وہ بے سعی نہین ملسکتا اُسکی تدبیر
کرونگا خدا کے فضل سے اُسکو بہی تجھسے ملادونگا اگر مہر کا طالب ہی تو وہ بہی حاضر ہی منیر شامی نے جو اس ڈھب کی باتین
سنین آفرین ومرحبا کہکر دعائین دین اور کہا ای جوان صاحب وقار تو سلامت رہے جو ہم غریبون کو دلاسا دیتا ہی
یہ کہکر وہ تصویر اپنی بغل سے نکالی اور اُسے دکہائی اور پوچھا کہ اب تو ہی بتا کہ بن دیکھے اُسکے کیونکر جیون اور اپنا
حال تباہ کسطرح ظاہر کرون حاتم نے جو وہ شکل دیکھی ہچک رہگیا پہر کہنے لگا تو بجا بیتاب ہی ہے اتنا بیتاب نہو ذرا
صبر کر خاطر جمع رکھہ خدا سے دہیان لگا نا امید نہو مین بہی تیرے کام مین قصور نکرونگا جبتک تیرا یار تجھسے نہین ملتا
تیرا ساتھہ نہین چھوڑتا غرض اسیطرح تسلی دیکر ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان مین لیگیا وہان حمام کروا پوشاک بدلوائی کہانا
کہلائین ناچ دکہلائے دو چار روز اسی طور سے مشغول رکہا پہر ایک دن اُسے اداس دیکہکر کہا ای عاشق صادق
مین تجھے بہلاتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور کمر کوشش کی باندہتا ہون شہزادہ بولا ای میرے کامگار
میرا کام آغاز وانجام نہین رکہتا مین مرجاوا نہین کہ تو عیش وعشرت چھوڑے اور آپکو محنت ومشقت مین ڈالے
حاتم بولا گو تو نہین چاہتا پنجاہ مگر مین اپنے سخن کو تا بمقدور نباہونگا اور تجھے تیری محبوبہ سے اگر جیتا بچا تو ملادونگا
غرض اپنے ارکان دولت کو جمع کرکے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرونکو مکان بہوکونکو کہانا ننگونکو کپڑا
مفلسون کو خرچ میرے سامنے ملتا ہی اسیطرح میرے آنیکے زمانہ تک سبکو ملے جائے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم
اس شہر مین نہین اب کون کسی کو دے اِس امر مین تساہل وتغافل نکرنا بلکہ یہ کاروبار بخوبی جاری رکہنا اس
طرح سے انکو سمجھا دیا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنون مین وہان پہونچا حسن بانو کے
لوگ جو مہمانداری پر مقرر تہے پیشوائی کو آگے اُن دونو کو مہمانسرے مین لیگئے قسم قسم کے کہانے لیجا کر زرد
رنگ کے اشرفی اور روپیے بہت حاضر کیے اور منت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کہانا نوش جان کیجیے اور زر
سرخ وسفید جسقدر درکار ہو بے تامل لیجے اُسنے کہا ای عزیزو خدا کا مین محتاج ہون اور طالب زر وجواہر کا
ہوکر نہین آیا ہون حق تعالی نے مجھکو بہی سب کچھ دیا ہی اور بہت سے ملکون کا سردار کیا ہی میری تو آرزو بہت بڑی کر
لوگون نے اس بات کو سنکر حسن بانو سے کہا کہ حاتم نام ایک شخص نو وارد تمہارے سوال کا جواب دینے پر مستعد ہی لیکن
منیر شامی بہی اُسکے ساتھہ ہی اُس نے اِس ذکر کو سنکر ان دونون کو بلوایا جب وہ آئے تو چلمن کی اوٹ مین بیٹہی اور

اور پوچھنے لگی کہ تمہارا کیا حال ہو حاتم نے کہا کہ شکر ہے جیتے تو ہین ای مہرلقا اپنے مبتلا کو ذرا صورت دکہا کہ اُسکے دل کو ذرا
تسکین ہو جاوے اور کچھہ زندگانی کا پہل پاوے وہ بولی ای بندۂ خدا مین نامحرم کے سامنے کیون ہون اور کسطرح اپنا دیدار
دکہاؤن مگر جو باتین کہہ چکی ہون تو ان سوال پورے کریگا وہی عقد کے بعد میرے گلشن عیش سے گل راحت چنیگا اور شراب وصل سے پیگا

یہ تصویر اُس وقت کی ہے کہ حاتم کا پرستان مین آنا اور غائب ہو جانا اور کہنا اُسکا کہ ایک بار دیکھا دوسرے دفعہ کی ہوس ہے

تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبانی سے بیان کرو اور اُسکے ساتھہ یہ قول
بہی دو اگر ان سوالون کو پورا کر دون تو تمکو جیسے چاہون ون دون اُسنے اس بات کو مانا اور قرار بخوبی
کیا پہر ایک دن دسترخوان پاکیزہ بچہوا کر طرح طرح کے کہانے کہلوا کر تہوڑے بہت روپیے دیے

اور رخصت کیوقت یہ کہا اے حاتم پہلا سوال تو یہی کہ ایکبار دیکہا ہے دوسری دفعہ دیکہنے کی ہوس ہے
اسکی خبر لاؤ کہ وہ کون ہے اور کہان ہے اور اوسنے ایسا کیا دیکہا ہے کہ دوبارہ جسکے دیکہنے کی آرزو رکہتا ہے پہلے اسکو پورا کرو
پہر دوسری کی فکر کیجیو حاتم نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کی سپرد کیا کہ یہ میرا بہائی ہے جبتک مین یہان نہ آؤن تب تک اوسکو
اپنی مہمانی مین رکہنا اور خاطر کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور منیر شامی کو کہا نسرای مین چہوڑکر کسیطرف کو چلا

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم تہوڑی دور گیا
تب اپنے جی مین کہنے لگا اب کیا کرون کس سے کہون نہ دیکہی بہالی کدہر جاؤن اور اس عقدہ کو کیونکر کہولون مگر اے خدا
یہ مشکل اپنی اور پرائی ہی وہی آسان کریگا مجہسے تو کچہ نہین ہوسکتا یہ کہکر توکل بخدا آگے بڑہا اثنی مین کیا دیکہتا ہے
کہ ایک بہیڑیا قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پہاڑ چیر کر کہا جائے اس بیکسی مین جو اوسنے ہرنی کو دیکہا جلد جاکر
آواز مہناک سے پکار کر کہا کہ اے نابکار کیا کرتا ہے خبردار غریب بچہ والی ہے دو اوسکی جان تو لیے کرتا ہے وہ اس بات کو
سنکر ڈرا اور کہڑا ہوکر کہنے لگا شاید تو حاتم ہے جو ایسے وقت مین اوسکی اڑی آسان کرنے آیا وہ بولا تو نے کیونکر جانا
اوسنے کہا اپنے تیری ہمت سے تجہے پہچانا لیکن تمام ملک مین یہ بات مشہور ہے کہ ہر ایک مخلوق مین احسان کرتا ہے پہر یہ سبب
معلوم نہین کہ میرا شکار میرے منہ مین سے کسدن چہڑایا تب حاتم نے کہا کیا تو چاہتا ہے وہ بولا میری خوراک گوشت ہے
جو پاؤن سو کہاؤن حاتم نے کہا بہت بہتر جیسا لگا گوشت چاہے میرے بدن سے کاٹ لے اور اپنا پیٹ بہر کر چلا جا اوسنے کہا میرا
کا گوشت ہی پہلی ہوتا ہے اگر ذرا سا یہ کہا دے تو تمہارا دون تب حاتم نے اوسی گہڑی خنجر کمر سے کہینچ لیا اور ایک لوتہڑا
چوتڑ سے کاٹ کر اوسکے آگے ڈال دیا وہ گوشت اوسنے کہایا اور سیر ہوکر بولا اے حاتم ایسی مصیبت تجہپر کیا پڑی جو تو نے
یمن سے شہر چہوڑکر اور ایسی تکلیفین اوٹہاکر اس جنگل خونخوار مین آپڑا تب حاتم نے یہ جواب دیا منیر شامی حسن بانو پر
عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکہتی ہے جو اونکو پورا کریگا اوسکو قبول کریگی لہذا اس کام پر کمر باندہی ہے چنانچہ
پہلا سوال اوسکا یہ ہے کہ ایکبار دیکہا ہے دوسری بار دیکہنے کی ہوس ہے یہ ایک شخص کہتا ہے خبر نہین کہ وہ مکان کہان ہے
اور وہ شخص کون ہے اور ایسا کیا دیکہا ہے کہ جسکے دیکہنے کی دوبارہ آرزو رکہتا ہے بہرحال ایکطرف کو لگا ہوا بیتحقیق چلا جاتا ہون
کہین تو کہوج اور اوسکا پتا ملیگا اس بات کو سنکر بہیڑیے نے کہا اے جوان مین اوس مکان کو جانتا ہون اکثر ہرنیکی زبانی
اوسکا پتا پایا ہے اوسکا نام دشت ہویدا ہے وہان جو جاتا ہے تمام دن پہرتا ہے اور یہی آواز سنتا ہے حاتم نے کہا وہ
دشت کہان ہے بہیڑیا بولا یہان سے تہوڑی دور جاکر دو رستے ملینگے تو بائین ہاتہ کی راہ چہوڑکر داہنی راہ ۔۔۔ تا یہ
یقین ہے کہ وہان پہونچیگا اور اپنا مدعا حاصل کریگا ہرنی اوسکو دیکہ [illegible] در پیار کرنے لگی اے حاتم مین بہی تیرے ساتہ
ہر وہ دونون اوسکی ۔۔۔ اونسے کہا اے جوان مین تیرے ایک احسان سے تو گردن اوٹہا ہی نہین سکتا دوسرا یہ [illegible]
کے نیچے تڑپنے لگین ۔۔۔ سے آوارہ کسلیے کرون بہرلے خدا ان باتون سے باز آ یہ مجہسے نہ ہوسکیگا اگر تو ۔۔۔ ساتہ ہی

دو چار گھڑی کے بعد جو گیدڑ آیا اور حاتم کو اپنی جگہ تڑپتی پایا تب مادہ نے اوس سے کہا یہ آدم زاد کہان سے آیا ہے
اس بچارے کو چھوڑنا چاہیے کیونکہ غیر جنس سے کسطرح موافقت ہو اور صحبت کب ہے یہ مثل مشہور ہے آدمیکو حیوانسے کیا نسبت
گیدڑ نے کہا اے مادہ یہ جوان حسین حاتم ہے قسمت والا کی خبر کہتا ہے اب جو ترکے درد سے اس درخت کے نیچے گر پڑا اگر جان دیگا
وہ بولی تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے کہا مینے اپنے بزرگونسے سنا ہے کہ فلان تاریخ فلان روز اسجگہ حاتم کا گذر ہوگا اور حیرت
کے نیچے اوسکو تین لحظے لگینگے سو وہ تاریخ اور دن یہی ہے اوسنے کہا کہ اسکا حال سچ کہو وہ بولا یمن کا شہزادہ ہے اور طائی ہے
آج فلان جنگل مین ایک ہرنی بچے والی چرتی تھی اور رایک بھیڑیا اوسپر لپکا اسنے اپنے جوتڑ کا گوشت دیکر اوس بھیڑیے سے وہ
ہرنی چھڑادی اور اپنے اوپر یہ مصیبت لی اوسنے کہا انسانونمین کب ایسے صاحب ہمت ہوتے ہین اور کبھی کسی کی بیکسی پر یہ
رحم کہاتے ہین اوسنے کہا ارے حشدا تو یہ کیا کہتی ہے انسان ہر ایک مخلوق پر بزرگی رکھتا ہے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے
خصوصا حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت و قدردان و خداپرست ہے سخاوت بھی اسقدر رکھتا ہے کہ اپنا گوشت دیکر
جان بچادی اوسنے جو اوسکی اتنی خوبیان سنین تو کہا کہ یہ ایسے زخم سے کیونکر اچھی دور جائیگا گیدڑ نے کہا اگر یہی رو کے
سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کہتے مین اچھا ہو جانے پر یہ بات مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہے دشت مازندران
مین کہ اوسکا جسم سور کی مانند ہے اور سر آدمی کا سا جو کوئی اوسکے پاس جاتا ہے اور شربت پلاتا ہے تو وہ مست ہوکر
ناچنے لگتا ہے اور تماشا دکھاتا ہے بعضے ادمی اوس سے ایسی محبت رکھتے ہین جیسے عورتونسے یہ سنکر وہ بولی ایسا کون شخص ہے
جو اوسکا سر کاٹ لاوے اور حاتم کو اچھا کرے اوسنے کہا اگر تو نہ سات روز دن کو دن بھی اور رات کو رات جاگی اور یہ کہا تو اوسنے کہ
دور آٹھون پھر اوسکی خبرگیران رہے تو مین جاؤن اور اوسکا سر کاٹ لاؤن اوسنے کہا اس سے کیا بہتر ہے کہ انسان پر حیوانکا
احسان ہوگا غرض وہ اون دونون کو وہان چھوڑکر دشت مازندران مین وارد ہوا اور اوسکو کسی درخت کے نیچے سوتا پایا
نزدیک جاکر اوسکا سر اس زور سے کھینچا کہ بدنسے جدا ہو گیا پھر اوسکو لئے ہوئے اپنے وعدہ پر آ پہونچا مادہ بھی اوسیقدر سے
اوسکی خبرداری مین مستعد رہی چنانچہ اوسکے آنے تک اوسنے چڑیا کے بچے کو بھی اوسکے پاس نہ آنے دیا اور رات کو اوسکے سرہانے بیٹھی
جاگا کی حاتم بھی بڑے بڑی اوسکی محنت و مشقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے مین گیدڑ نے پریدہ جانور کا سر لاکر مادہ کے آگے
رکھدیا اوسنے وہ سر توڑا اور اوسکا مغز حاتم کے جوتڑ پر لگایا وہ زخم وہین بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اوٹھکر کھڑا ہوا اور
اوسکی طرف دوڑکر کہنے لگا اے حیوان یہ مجھپر بڑا احسان کیا مگر خوب نہ کیا کہ میرے واسطے ایک جانور کی جان گئی اسکا
عذاب مجھپر ہوگا مین خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا اس بات کو سنکر اوسنے کہا یہ گناہ میری گردن پر ہے تو کچھ اندیشہ نکر
... وہ اسی گفتگو مین تھے کہ اتنے مین حاتم نے کہا کہ اگر تمنے مجھپر احسان کیا ہے تو
اس جنگل ...

حاتم کو اسے سہی یہ آفت ٹالی تو بڑا احسان کرے بلکہ بدا مول لے حاتم نے کہا کہ مجھکو اونکا مکان دکھا دے میں
کچھ تدبیر اونکی کرونگا وہ مکان وہاں سے چھ کوس پر تھا غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور کہا کہ آپ کسی جھاڑی میں چھپ رہا
حاتم آگے گیا اور اوس جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے میں ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا ہے
اس بات کو دریافت کر کے وہ دونوں آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ اے شخص یہ جگہ تیری نہیں جو تو یہاں آیا ہے سیر ہو کر آ بیٹھا اگر
اپنا بھلا چاہتا ہے تو اولٹے پاؤں پھر جا نہیں ابھی تکا بوٹی کر لیتے ہیں اوسنے کہا اے نادان میں مردم آزار نہیں اور نہ شکار
ہوں تم مجھسے اتنا کیوں ڈرتے ہو اگر یہ مکان تمہارا ہے تو تمہیں مبارک رہے شوق سے آرام کرو گفتار ون نے کہا کہ آدمی کو
مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب دیا چاہتا ہے تو رنج پہنچیگا اور مارا جائیگا حاتم نے کہا کہ ای جوان برای خدا جیسے
اپنی جان جانتے ہو ویسی غیر کی بھی جانو یہ کیا نا انصافی ہے جو گیدڑ کی بچے مار دا اور آپ کو پالو وہ بولی کہ ای جوان
کیا اس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہمسے لڑنے آیا ہے اوسنے کہا کہ خدا کی قسم میں اونکا حمایتی بنکر نہیں آیا ہوں بلکہ منت
کرتا ہوں کہ تم اوسکے بچوں کے کھانے سے توبہ کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولی کہ ای انسان تو اونکا غم کیا کھاتا ہے
کوئی دم میں وہی حال تیرا بھی ہوتا ہے اس بات کو سنکر حاتم نے کہا از برای خدا اوسکے بچوں کے عوض مجھے کھاؤ مگر اونکی بچوں سے
ہاتھ اوٹھاؤ وہ بولا کہ اونکو تو کھاتے تجکو بھی نچھوڑینگے حاتم نے کہا کہ قسم ہے تمکو اپنے خدای معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار
عالم کو پیدا کیا ہے تم گیدڑ کے بچوں کے کھانے سے باز آؤ وہ کریم روزی رسان ہے بہر صورت تمہیں رزق پہنچائیگا
وہ بولے اونہیں کب چھوڑتے ہیں اور بچے کب سلامت جانے دیتے ہیں تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہیں
خدا کی قسم بھی نہیں مانتے انکو مارا چاہیے یہ سمجھکر مارے غصہ کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اوچھلکر اون دونوں کی گردن پکڑ کر
زمین پر دے پٹکا اور جی میں کہا کہ اب انکو کیونکر ماروں کیونکہ میں آج تک نہ کسیکو مارا نہ کسیکو دکھ دیا ہے پر انہوں نے خدا کی
قسم سے انکار کیا ہے کچھ سزا دیا چاہیے اس بات کو جی میں ٹھہرا کر خنجر کمر سے کھینچا منہ سے اونکے دانت توڑ دا اور پھر ہاتھ
کاٹ ڈالے پھر سجدہ شکر ادا کر کے دعا مانگی کہ ان حیوانوں کا درد دور کر یہ دعا اوسکی جناب الہی میں قبول ہوئی اوسی
گھڑی درد جاتا رہا پھر اوسنے اونکو کھولکر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے کہ اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر جئینگے حاتم نے
کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رزاق ہے وہ کسی نہ کسی ڈھب سے پہنچا دیگا اتنے میں وہ گیدڑ سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع
رکھیں آجکے دنسے کھانا پینا ہمارے ذمہ ہوا ہم جہاں جہاں جنگل میں جاتے ہیں تب تب جہاں سے پائینگے وہاں سے لا کر انکو کھلاتے رہینگے
یہ بات سنکر حاتم اونسے رخصت ہو کر آگے گیا تو راہ میں مادہ نے نر سے کہا کہ ای گیدڑ مروت سے دور ہے جو حاتم [illegible] جدا
[illegible] جاے اور تو اوسکا ساتھ نہ دے اس سخن کے سنتے ہی وہ دوڑا اور پکار کر کہنے لگا ای حاتم میں بھی تیرے ساتھ
[illegible] چلونگا اوسنے کہا کہ ای حیوان میں تیرے ایک احسان سے تو گردن اوٹھا نہیں سکتا دوسرا [illegible] گیدڑ بولا
[illegible] واسطے تجھے وطن سے آوارہ کسلیے کروں برائے خدا ان باتوں سے باز آ یہ مجھسے نہ ہوسکیگا [illegible]

دینے پر مرتا ہے تو بھی احسان کمینت ہو کہ مجھے راہ راست بتادی اوسنے کہا جو رستہ نزدیک ہی اوسمین ہیبت
دوسری راہ دور و دراز ہی مگر اوسمین اسقدر خطرہ نہین اسواسطے مین تیری واسطے چلنا بہتر نہین جانتا ہون کہ اونکو بتادون
تیری خوشی کہا کہ خدا راہ نزدیک کی مشکل مجھپر آسان کریگا تب گیدڑ نے کہا جو راہ تیرے آگے آتی ہے وہی نزدیک ہے اگر سلامت
رہیگا تو دشت ہویدا کو پہونچیگا حاتم اوسکو رخصت کرکے آگے چلا ایک مدت کے بعد ایک چوراہا دکھلائی دیا یہ وہان کھڑا
سوچنے لگا اب کدھر جاؤن اور اس جنگل مین خرس بادشاہت کرتا ہے تمام ریچھ ہی بستے تھے اتفاقاً سو دو سو ریچھ اس
پر سیر کرتے تھے حاتم کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوے اور پکڑکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے وہ یہ دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ
تم ہمارے پاس بیٹھو اور اپنا احوال کہو کہ تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو اور کیا نام رکھتے ہو ہمین تو یون معلوم ہوتا ہے کہ
شاید یمن کے بادشاہ حاتم ہو اس بات کو سنکر اوسنے کہا کہ یہ تم سچ کہتے ہو مین حاتم بن طے ہون براے خدا اس جنگل مین
نکلا ہون اوسنے کہا تمہارے آنیسے مین بہت راضی ہوا جو تم یہان تشریف لائے اب اپنی بیٹی تمہین بیاہ دونگا کیونکہ اس جنگل
مین میری دامادی کے لائق کوئی نتھا اوسنے کہا کہ مین انسان اور تو حیوان میری اور تیری موافقت کیونکر ہو وہ بولا
ای حاتم شہوت کی لذت مین انسان اور حیوان ایک ہین تو کچھ اندیشہ نکر اور لڑکی بھی تجھ جیسی ہے یہ کہکر اوسنے اپنے دو چار
خرسون سے کہا کہ تم لڑکی کو عروسی گہنے اور کپڑے سے آراستہ کرو اور دولہن بناکر فلان حجرہ مین بٹھاؤ اوس لڑکی کو بنا
سنوار کر اوس حجرہ مین لیگئے پھر حاتم کو بھی وہان لیگئے اوسنے جو وہان اوس پری پیکر رشک قمر کو دیکھا متعجب ہوکر مجلس مین پھر آیا
اور کہنے لگا ای خرس تو بادشاہ ہے اور مین فقیر اس شہزادی کو اپنی جورو کرون نہایت ترک ادب ہے اوسنے کہا اس بات کو قبول کر
اور حیلہ کو چھوڑ تو بھی شہر یمن کا بادشاہ ہے وہ متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ مین کس بلا مین پڑا اب کیا کرون ایک کام کو شہر سے
نکلا ہون اگر یہان بیاہ کرکے رنگ رلیان مناونگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر مرجائیگا مین خدا کو کیا جواب دونگا بادشاہ
خرس نے جو پھر اوسے سر بزانو دیکھا پوچھا ای جوان اگر تو اس بات کو قبول نکریگا تو قیامت تک نہ چھوٹیگا بلکہ اسی قید مین مرجائیگا
اوسنے اس بات کا بھی جواب نہ دیا اور سر اوٹھا کر نہ دیکھا تب خرس نے غضبناک ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈالدو
اور اوسکے منہ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار ہو اس کلام کے سنتے ہی خرس دوڑے اور حاتم کو اوس اندھیرے
گڑھے مین بند کرکے اوسکے منہ پر بھاری پتھر رکھدیا وہ اوس غار مین بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات دنکے بعد خرس کے بادشاہ
نے اوسے بلواکر اپنے پاس بٹھالیا اور سمجھایا کہ ای حاتم میری لڑکی کو قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اسکو خاطر مین نہ لایا تب اوسنے
ایک خوان میوہ کا منگواکے اوسکے آگے رکھا وہ بھوکا تھا ہی بے اختیار کھانے لگا جب اسکا پیٹ بھرا اس سے کہا کہ اے
جوان اس پری پیکر کو اپنی زوجیت مین لا اور حظ زندگی اوٹھا حاتم نے کہا مجھسے ہرگز نہو سکے گا انسان کو حیوان سے
کیا نسبت اوسنے پھر اپنے ریچھون سے کہا کہ اوسے غار مین ڈالدو اونہون نے اسیطرح کیا وہ کئی دن تک بے آب
و دانہ قید مین رہا اتفاقاً ایک شب خواب مین وہ نوجوان کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ ا

اتم کیون اپنی جان خواہ مخواہ اس اندھے کنوے مین گوا تا ہے اور نہین جانتا کہ تو کس کام کو آیا ہے جبتک اوسکی
ی کو قبول نکریگا تبتک اس قید سے نچھوٹیگا اس بات کو سنکر اوسنے کہا کہ اے حاتم تیرا چھٹکارا اسیمین ہے ورنہ اس قید مین
ہا ئیگا مجھکو لازم ہے کہ اوسکی بیٹی کو راضی اور خوش کرے کہ وہی تجھکو بجلی رخصت دلوا دیگی یہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا
تے مین پھر بادشاہ خرس نے بلوایا اور کہا اے حاتم تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی کو قبول کر اوسنے اس شرط پر
ں کہ جب مین اوسکے ساتھ بیاہ کرون تب کوئی ریچھ میرے گھر مین نہ آوے بادشاہ نے کہا اے حاتم یہ کیا بات ہے
ں خرس کی مجال ہے جو وہاں کا دھیان کرے آنا تو درکنار حاصل کلام اوسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کرکے
س شادی کی حجابی مسند شاہانہ بچھوائی اور حاتم کو اوسپر بٹھا کر اپنی رسوم کے موافق اوس لڑکی کو بیاہ دیا اور اوسکا
ہ اوسکے ہاتھ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجرہ سے نکل آیا حاتم نے اس لڑکی کے ساتھ آرام فرمایا اور بہت عیش اوٹھایا
ی صورت سے ہر روز اوس رشک قمر کے ساتھ چین کرتا اور میوہ ہر قسم کی کھاتا غرضکہ یہانتک میوہ کھایا کہ جی بھر گیا اور
یعت سیر ہو گئی آخر اوکتا کر ایکدن اپنے خرس کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میوہ کھاتے کھاتے گھبرا گیا
قسم اناج سے ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اوسنے اوسیوقت ریچھون کو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر اور گھی وغیرہ
ایسن گاؤن اور شہرون سے لے آؤ وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے اور ہر اک شہر سے طرح طرح کے باسن
ی اسباب و قسم قسم کے اجناس انسان کے مرغوب پل بھر مین لے آئے پھر حاتم نے انواع اور اقسام کے کھانے
نے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھکر نوش جان فرمالیے بلکہ اوسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب چھ مہینے
گئے تب اوسنے ایکدن عین اختلاط مین اوسسے کہا کہ جانی مین ایک کام کیواسطے اپنے شہر سے نکلا تھا تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ
یا اگر اپنی خوشی سے چند روز کیواسطے رخصت دلوا دے تو عین احسان ہے جب مین اوس کام سے فرصت پاؤنگا اور جیتا بچونگا
تجھسے ملاقات کرونگا وہ اس بات کے سنتے ہی اپنے باپ کے پاس جا کر کہنے لگی کہ بابا جان وہ اسطرح کی بات کہتے ہین
نے کہا کہ بی بی اگر تو راضی ہے تو تیرا اختیار ہے اور تو اوسکی جورو ہے وہ جانے یا تو تو وہ بولی کہ وہ مرد نہایت راست گو
م ہوتا ہے اپنے وعدہ پر مقرر آئیگا کچھ مضائقہ نہین پروانگی دو اوسنے بلوا کر رخصت کیا اور بہت سے ریچھون کو کہدیا کہ اسکو
ا تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اوسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی پگڑی مین باندھ دیا کہ ہر جگہ یہ تیرے کام آویگا غرض
دنو سے رخصت ہو کر آگے چلا چند روز کے بعد ایک ایسے ریگستان مین جا پڑا کہ جہان دانہ نظر نہ آتا تھا نہ پانی مگر شام کیوقت
مرد پیر منہ پر برقع ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دیجاتا وہ اوسی طرح کھا پی لیتا اور رات دن منزلین طے کرتا
ہ دن سامنے سے ایک اژدہا پہاڑ کے مانند نظر آیا اوسکو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جو ہین اوسکے پاس
وہین اوسنے دم کھینچا حاتم نے ہر چند اپکو سنبھالا پر نہ سنبھل سکا صاف اوسکے منہ مین چلا گیا جبکہ آپکو اوسکے
ین دیکھا تب سجدہ شکر بجا لایا اور یہ کہنا شروع کیا خوب ہوا جو میرا تن آلودہ گناہ ایک بندہ خدا کے منہ مین پڑا

نہین تو یہ جانہ خدا کی کسی کام کا نہ تھا حق تو یہ ہے کہ جو کوئی آپکو راہ خدا مین ڈالے اور گھر برباد کرے اور آپ اوسکی
یاد مین مشغول ہے تو برباد نہین ہوتا مگر اوسکے امتحان کیواسطے کچھ رنج دیتا ہے اگر وہ اس مصیبت سے بچا اور ثابت قدم رہا
تو بجز مشقت سے گوہر راحت نے نکالا اس طرح اپنے دلکو تسلی دیتا تھا اور حضرت ایوب کی مصیبتون کو دھیان مین لاتا تھا
خدائے کریم کارساز ہے میری مشکل بھی آسان کریگا غرض تین روز تک وہ اوسکے پیٹ مین پھرا کیا اور ادھر ادھر رستہ
ڈھونڈا کیا راہ تو کہین نہ پائی مگر آپ ہی اوسکی گندگی سے لتھڑ پتھڑ ہو گیا پر سانپ کے زہر نے اوس پر اثر نہ کیا اسکا سبب یہ تھا
کہ چلتے ہوے اوسکی جورو نے ایک مہرہ پگڑی مین باندھ دیا تھا اوسکے یہ خواص تھے کہ وہ نہ آگ مین جلے نہ پانی مین ڈوبے
نہ زہر اوسپر اثر کرے اسی سبب سے وہ جیتا رہا اور اوسپر کچھ اثر نہ کیا تین روز کے بعد وہ اژدہا گھبرایا اور اپنے جی مین کہنے لگا
یہ بلا مینے کیا کھائی ہے کہ جو ہضم نہین ہوتی اور دوڑی دوڑی پھرتی ہے غرض وہ اپنے پیٹ کے [illegible]
حاتم اوسکے پیٹ مین چین نہ لیتا تھا بلکہ چارونطرف دوڑتا پھرتا تھا اور اوسکی انتڑیون کو پاؤن سے روندتا پھرتا تھا آخر
اوسنے معلوم کیا کہ یہ لقمہ تمام عمر کا کھایا پیا نکالیگا اس بات کو جی مین ٹھیرا کر قے کی حاتم باہر نکل پڑا اور اوس ریت پر
ہوکر کپڑے سکھانے لگا جب وہ خشک ہو گئے تب وہانسے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر آیا [illegible]
دوڑکر اوسکے کنارے پر جا بیٹھا اور اپنے کپڑے دھونے لگا اتنے مین ایک مچھلی پانی مین سے نکلی اوسکے نیچے کا آدھا دھڑ
مچھلی کا تھا اور سر سے ناف تک آدمی کا حاتم اوسکی شکل دیکھکر شکر بجالایا اور صنعت خداوندی پر غش غش کرنے لگا
غرض ہاتھ باندھے ہوے تھا کہ وہ اوسکا ہاتھ پکڑ کر تالاب مین لیگئی اور اپنے مکان مین ایک [illegible]
پھرتی پھرتا ایک عورت نازنین بنکر ارادہ ہم بستر ہونیکا کیا اوسنے اس بات کو ہرگز نہ مانا اور کہا مین کام کیواسطے اپنے
گھر کو تباہ کرکے یہانتک پہونچا ہون تو راہزنی کرکے چاہتی ہے کہ مجھکو [illegible] رکھے یہ مجھسے کب ہوگا کہ تیرے ساتھ اس جگہ
عیش کرون اور تیری دلی آرزو بھی بر لاؤن اوسنے اس بات کو قبول کرکے کہا کہ مین تین روز کے بعد تجھکو جہانسے
لائی ہون وہان پہونچا دونگی حاتم خوش ہوا اور برغبت اوس سے صحبت کی تین روز کے بعد اوس سے کہا کہ اے
مچھلی اب تو اپنے وعدہ کو پورا کر اوسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین غوطہ مارکر اوسکو کنارے پر پہونچا دیا پھر کہنے لگی اے جوان رعنا
تو مجھسے جدا کیون ہوتا ہے حاتم نے کہا کہ مجھے ایک ایسا ہی کام ضرور ہے نہین تو مین تجھسے کب جدا ہوتا اور راحت
چین کو چھوڑ کر یہ دکھ کیون سہتا اس بات کو وہ سنکر چلی گئی اور وہان اپنے کپڑے دھوکر سکھائے اور رستہ
پکڑا ایک مدت کے بعد وہ کسی ایسے پہاڑ پر جا پہونچا کہ جس پر ہزارون درخت سرسبز طرح طرح کے میوون سے لدے
کوسون تک لہلہاتے تھے اور سیکڑون مکان عالیشان سنہری چمکتے ہر ایک طرف آبجوئین جاری اور ہر سمت
پھولی ہوئی پھلواری جو مقام تھا سو ہوادار تھا یہ تھکا ماندہ تو تھا ہی وہان جاتے ہی سو رہا کہ اتنے مین اوس مکان
مالک آ پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت غافل سوتا ہے نزدیک اوسکے آکر بیٹھ گیا حاتم دیر کے بعد بیدار ہوا

کو جو منظر چھوٹ آیا ہون اگر اوسکو کچھ ہو جائیگا تو کیا خدا کو جواب دونگا جلد نازنین کا ہاتھ پکڑا اوہین
ایک نازنین مہ جبین اوس تخت کے پیچھے سے نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ حاتم کہین کا کہین جا پڑا
اور وہان سر اوٹھا کر جو دیکھا تو وہ نازنین نظر پڑی وہ تخت نہ وہ باغ مگر ایک جنگل ایسا لق و دق سنسان نظر پڑا
کہ جسکا اور نہ چھور تب اوسنے معلوم کیا دشت ہویدا یہی ہے اور وہ شخص بھی یہین ہوگا جو کہتا ہے کہ ایکبار دیکھا
ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے بس اب اوسے ڈھونڈیے اسی خیال مین وہ ادھر اودھر پھرتا تھا کہ
اتنے مین یہ آواز اوسکے کان مین آئی کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے تب اوسیطرف
دوڑا چلا گیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص فقیر ریش سفید زمین پر بیٹھا ہے یہ اوسکے آگے گیا اور سلام کیا
اوسنے علیکم السلام کہا اور کہا کہ اے جوان خوش رو کہا سے آیا ہے اور تو اس جنگل مین کیا کام رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ مین اس بات کا تجسس ہوکے آیا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو
رکھتے ہو پھر خدا کہو اوسنے کہا تم بیٹھو مین کہونگا اس بات کو سنتے ہی حاتم بیٹھ گیا جب رات ہوئی دو روٹیان
اور دو آبخورے پانی کے اونکے آگے خود بخود آئے ایک روٹی اور ایک آبخورہ پانی کا اوسنے حاتم کو دیا
اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے دو روٹیان کھائین پانی پیا جب کھا پی چکے تب حاتم نے کہا ای بندۂ خدا
اب کہہ اوسنے کہا اے مسافر شہر غریب مین کسی روز سیر کرتا ہوا ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اور اوسکے کنارے
بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت نازنین شکیلہ سر سے پاون تک ننگی اسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتھ پکڑکر
اوسمین لیگئی مینے جا کر آنکھین کھولکر دیکھا تو ایک باغ نہایت دلچسپ عجیب نظر آیا اور بہت سی عورتین خوبصورت
ہر ایک طرف سے نکلین اور میرا ہاتھ پکڑکر ایک تخت مرصع کے پاس لیگئین مین اوسپر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ ایک
نازنین مہ جبین منہ پر نقاب ڈالے ہوئے اوس تخت کے پاس آکر کھڑی ہوئی دیکھتے ہی اوسکو مین غش کر گیا
اور میرا دل میرے ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہوکر جو مین برقع اوٹھا کے مینے اوسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد
دکھلائی دیا مینے جو ہین ہاتھ پکڑکر اوسکو اپنی طرف کھینچا وہین ایک عورت حسین اوس تخت کے نیچے سے
نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ مین اوس مکان سے اس جنگل مین آپڑا وہ عشرتکدہ نظرون سے
غائب ہوگیا اب اوسی دن سے مین آٹھون پہر گریہ و زاری کے سوا کچھ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ
اوسے اپنے دل سے بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اوسنے ایک نعرہ مارا اور آہ سرد بھرکے
بگولے کیطرح خاک بسر اوس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ ایکبار دیکھا ہے اور دوسری دفعہ کی ہوس ہے تب
حاتم کو معلوم ہوگیا کہ عاشق ہے کہا کہ ای پیر مرد اگر اس تماشے کو دوبارہ دیکھو تو خوش ہو اوسنے کہا ای حاتم یہ کیا مجال ہے
اگرچہ سجدہ کرتا ہون شبکو خاک پر رکھکر جبین + دیکھا دلبر کو میری جامع المتفرقین + پر کچھ اثر نہین دکھتا تب حاتم نے

کہا اے پیر مرد تو میری ساتھ آ وہ جلسہ مین تجھے دکھا دونگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ چند روز کے بعد ایکدرخت
کے نیچے جو متصل اوس تالاب کے ہے جا پہونچا حاتم نے کہا اے بزرگ اگر اوس نازنین کو ہمیشہ دیکھا چاہتا ہے تو
کبھی اوسکا ہاتھ نہ پکڑنا اور برقع اوسکا نہ اوٹھانا

جانا حاتم کا پاس بزرگ کے کہ دوری دیگر مرتبہ عالی کو پہونچا اور کہا کہ نیکی کر
اور دریا مین ڈال تو

وہ تمام عمر تیرے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی اور اگر اسکا ہاتھ پکڑیگا تو پھر اسکو اوسی جنگل مین دیکھیگا پھر اوس مکان
مین قیامت تک نجا سکیگا اور یہین جو اس جگہ آیا ہون تو یہ ایک بزرگ کی دستگیری ہے ورنہ مین اور اس جگہ آنا بھلا
میرا کیا مقدور تھا بس اب تو اوس تالاب پر جا یہ سنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین

ایک عورت نکلی اوس پانی سے نکلی اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر پھر اوسمین لیگئی اور حاتم شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایکمدت کے بعد آفتین کھینچتا اور مصیبتین اوٹھاتا ہوا اوس فقیر کے پاس پہونچا اور اوس سے رخصت ہوکر وہانسے روانہ ہوا پھر تھوڑے دنونمین اوس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہان رہا پھر وہانسے رخصت ہوکر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی سے ملاقات کی دو مہینے اوسکے پاس رہا پھر اوس سے جدا ہو کر اون دونون گیدڑون کے پاس آیا اور اونکو دیکھ بھال کر چند روز مین شاہ آباد مین جا پہونچا حسن بانو کے لوگ ہاتھون ہاتھ اوسکی حویلی تک لیگئے اور حسن بانو سے عرض کیا کہ حاتم صحیح و سلامت آیا ہے اوسنے سنتے ہی اوسے بلوا کر پردے کے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے اوسنے کہا کہ ایک پیر مرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق ہوکر جنگل مین آپڑا اور کہتا پھرتا تھا کہ ایکبار مین نے دیکھا اور دوسری بار کی ہوس ہے پھر مینے اوسے اوسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز جنگل سے نہین آتی اس حال کو سنکر حسن بانو نے اور اوسکی دائی نے حاتم کی ہمت پر آفرین کی پھر اوسنے کہا اے حسن بانو اب دوسرا سوال بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون اوسنے نہایت رحم دلی اور مہربانی سے کہا اے حاتم تو بہت سے دکھ سہکر آیا ہے تھوڑے دم لے اور چند روز آرام کر حاتم نے کہا مجھے آرام اوسی روز ہوگا جس روز خدا کے فضل سے تیرے ساتون سوال پورے کرونگا یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کاروان سرای مین جا کر آٹھ روز تک منیر شامی شاہزادے کے پاس رہا تمام ماجرا اپنا اوسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جا کر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہے وہ کہہ

دوسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اوس شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال آیا یہ کیا بھید ہے اوسنے کیا نیکی کی ہے اوسکی خبر لا اس سخن کے سنتے ہی حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کہان ہے اور کسطرف کو رہتا ہے حسن بانو نے کہا کہ مینے اپنی دائی سے سنا ہے کہ اوسکی جگہ وہ ترکستان ہے بس اتنی ہی سنکر وہانسے توکل بخدا چل نکلا ایکمدت کے بعد کسی جنگل ہیبت ناک مین جا پہونچا اور شام کیوقت ایک درخت کے نیچے چپکا ہو کر بیٹھ رہا کہ استے مین ایک آواز سوزناک آہ و زاری کی سنی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کلیجہ جلنے لگا بے اختیار اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہے کہ ایک شخص بندۂ خدا کسی آفت مین گرفتار ہوکر روتا رہے اور تو اوسکی آواز سنکر مدد نکرے اور اوسکا احوال نپوچھے اس کلام کو دل مین ٹھیرا کر اوسی طرف راستہ پکڑا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اوس جگہ جا پہونچا کہ جہان سے رونے کی آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان خوبصورت نمناک پر بیٹھا گوہر اشک چشمہ چشم سے اپنے گل رخسار نازنین پر بہا رہا ہے اور یہ قطعہ پڑھتا ہے [illegible]

جو مجھپر گذرتی ہے رحم کر نہین سکتا + اور کہہ بھی نہین سکتا کہ میری بے زبان لال + حاتم نے کہا اے جوان
دردمند ایسی کیا مشکل تجھپر پڑی جو اتنا حیران و پریشان ہے اوسنے کہا اے مسافر مین سوداگر ہون اور یہانسے
بارہ کوس پر ایک شہر عالیشان ہے وہان حارث نام ایک سوداگر نہایت مالدار رہتا ہے اور لڑکی بھی کیسی پیلڑ
رشک قمر رکھتا ہے اتفاقًا ایک دن مین کسی طرف پھرتا تھا کچھ مال سوداگری کا لیکر اوس شہر مین جا نکلا حارث کی
حویلی کے نیچے مارے دھوپ کے بیٹھ گیا یکایک میری نظر کوٹھے کیطرف جو گئی تو ایک عورت نازنین مہ جبین
نظر آئی میری حالت تباہ ہو گئی تب اوس شہر کے لوگون سے مینے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حویلی کسکی ہے
اونہون نے کہا کہ یہ محل حارث کی بیٹی کا ہے اور وہ بڑا مالدار ہے مینے پھر اونسے کہا کہ یہ لڑکی شوہردار ہے یا
نہین اونہون نے کہا یہ بیٹی حارث کی ہے اور وہ اسکا بیاہ نہین کرتا اور اوسکا اسمین کچھ بس نہین چلتا
کیونکہ یہ لڑکی شادی کرنے مین اپنی آپ مختار ہے اور یہ تین سوال رکھتی ہے جو کوئی اوسکے سوال پورے
کریگا اوس سے بیاہ کریگی اس بات کے سنتے ہی مین اسکی ڈیوڑھی پر گیا دربان نے خبر کی اوسنے مجھے اندر بلوایا
اور ایک فرش پاکیزہ پر بٹھلا کر کہلا بھیجا اگر تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو اپنے سوالون سے تجھے آگاہ کرون مین نے
کہا فرمائیے دل و جان سے حاضر ہون اوسنے کہا کہ اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری ہو کر رہونگی اور جو یہ بھید کھولیگا
تو تجھے اپنا ہی جانونگی مینے اس بات کو قبول کیا اوسنے کہا کہ پہلا سوال میرا یہ ہے کہ اس شہر کے قریب ایک
غار ہے وہان آجتک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اوسکی انتہا کہان تک ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ مہرہ جو
سانپ کے پیٹ مین ہے اوسکو مجھے لاوے اس بات کے سنتے ہی اور بھی رہی سہی میرے حواس گم ہو گئے
مینے ذرا پاون کھینچا اوسنے دست ظلم سے میرا مال و اسباب و زر و جواہر لوٹ لیا اور مجھکو بھی اپنے شہر سے نکال دیا
مین ناچار اس جنگل مین آپڑا ایک تو مال گیا دوسرے رسوا ہوا تیسرے عشق کے تیر نے کلیجا چھلنی کر ڈالا ہمراہیون نے
ساتھ چھوڑا مین فقیر ہو گیا حاتم نے کہا کہ تو میرے ساتھ آ اور کار و انسر امین اوتر تو خاطر جمع رکھ مین تجھے اس شہر مین لیچل مین تیرا
مال و اسباب دلوا دونگا اور معشوقہ سے ملا دونگا اوسنے کہا مین زر و جواہر کا خیال نہین کرتا اسواسطے کہ کہتے ہین دیکھنا
دیدار یار کا دولت بے شمار ہے غرض سوداگر کو سرا مین چھوڑ کر آپ اسکے دروازے پر گیا کہ بیاہ کرنیکو آیا ہون
خبرداروں نے کہا کہ تجھسے ایک شخص بیاہ کرنیکو آیا ہے اس بات کو سنکر حاتم کو گھر مین بلوایا اور جو عہد و پیمان اوس سے
لیتے تھے سو لیے اوسکے بعد حاتم نے کہا تو حارث سوداگر کی بیٹی ہے اگر اس بات پر اقرار کرے تو مین اوسکی سعی مین کمر
باندھون کہ جس روز فضل خدا سے یہ کام کر چکون اوس روز مین تیرا مختار ہون جسکو چاہون اوسکو دے ڈالون اوسنے کہا
بہت بہتر حاتم نے کہا کہ اب تو اپنے باپ کو بلوا اوسنے حارث کو بلوایا حاتم نے یہ احوال اوس سے کہا
پھر حاتم نے اس لڑکی سے کہا کہ اپنا حال ظاہر کر اوسنے کہا کہ اس شہر کے نزدیک ایک غار ہے تمام مرد و زن اس

شہر کے جانتے ہین تماسکی خبر لاکہ وہ کتنا لنبا اور کتنا گہرا کیا تنگ ہے اور اسمین کیا ہے اس سخن کے سنتے ہی حاتم وہانسے
رخصت ہوا چند لوگ شریک اوسکے آئے اور اوس غار کو دکھلا کر چلے گئے اوسمین حاتم کو دیرا ایک رات دن غلطان
پیچان چلا گیا ایک عرصہ کے بعد روشنی نمودار ہوئی تب حاتم نے معلوم کیا کہ اب یہ غار تمام ہوا لیکن اب یہانسے پھر آیئے
اتنے مین یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت پوچھے تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھ آگے بڑھا تھوڑی دور جا کر ایک میدان
وسیع پاکیزہ اوسکو نظر پڑا اور ایک تالاب اسمین اچھا خاصہ ستھرا پانی سے بھرا اوسے دکھلائی دیا حاتم اپنے ساتھ ایک
صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک گھونٹ پانی پی لیتا تھا
اور رات دن چلا جاتا تھا یکایک پانی چھٹ گیا تب اوسنے تالاب کا پانی پیا اور صراحی کو بھر کر آگے کا رستہ لیا سامنے
سے ایک دیوار لمبی نظر پڑی کہ جسکو یک نگاہ اپنی پگڑی تھام کے دیکھے تو بھی اوسکی لمبی نہ پہونچے اور طول اوسکا
خیال بھی اوسکی طولانی قیامت تک طے نہ کرسکے پیا آگے بڑھا اور اوس دیوار کے پاس جا کر دیکھا تو ایک دروازہ
نظر پڑا اندر گھسگیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب نزدیک پہونچا تو ہزاروں دیو اوٹھے اور چاہا کہ اسکو پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرکے
کھا جائین اتنے مین ایک نے اونمین سے کہا اے یارو یہ آدمی ہے تم اسکو نہ مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوگا
اگر تم اسکو کھا وگے اور یہ خبر کوئی بادشاہ تک پہونچا دیگا پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا چاہیے کہ اسے یہان چھوڑو بلکہ بادشاہ
کے پاس لیچلو اونہون نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اوسنے کہا کہ یہ کیا کہتے ہو دیکھی بھی ہے جیسے
ہین یہ بات یاد رہے بہتر یہی ہے کہ تم سب کے سب اس سے دست بردار ہو اس بات کو سنکر وہ ڈرے اور اوسکو چھوڑ ادہر
ادہر چلے گئے حاتم نے اوس جگہ سے پاون بڑھایا اور ایک طرف کو رستہ پکڑا اتنے مین ایک گانو نظر آیا اوسنے معلوم
کیا شاید یہ بستی آدمیون کی ہے اس گمان پر آگے گیا تو بہت سے دیوون نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اوسکے کھانیکا
ارادہ کیا اونمین سے بھی ایک دیو نے کہا کہ تم اسکو نکھاو بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاو کیونکہ اوسکی بیٹی بہت
دنونسے اندھی ہے شاید اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو اونہون نے کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے ہم تو سیکڑون آدمیون کو لے لیگئے
اور پھر کبھی زندہ ہوسکے اب ہمین ایسی کیا ضرور ہے جو لیجائین یہ تو ملک بادشاہی مین آہی پہونچا ہے اب کہان جاسکتا ہے
ایسے ہر کوئی نکوئی اسکو بادشاہ تک پہونچائے گا حاتم وہانسے بھی آگے بڑھا اور ایک موضع دوسرا اوسکو نظر آیا
اوسکو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لیگئے اوس سردار کی زوجہ کی آنکھین دکھتی تھین اور پانی آٹھون پہر
بہتا تھا غم سے سردار سر جھکائے بیٹھا تھا حاتم کو دیکھتے ہی سر اوٹھا کر اوسنے کہا کہ تم اپنے باپ کو کیون لائے ہو
یہانسے اور اسے چھوڑ دو یہ مختار ہے جہان چاہے وہان چلا جائے حاتم نے جو اوسے غم مین گرفتار دیکھا
پوچھا کہ اوسے کیا بات کا غم ہے اوسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھین دکھتی ہین اسی فکر مین رات دن کا چین آرام چھوڑ دیا
ہے حاتم نے کہا کہ غم مت رکھو مین تیری جورو کی آنکھین اچھی کرونگا اس بات کے سنتے ہی وہ دیو اپنی جگہ سے اوٹھا اور

بلا لئے ہئے
تین روز
اوس آئینہ
کہ جس سے او

صت کرین اپنے کام کیواسطے جاؤن بادشاہ نے بہت سے روپے اشرفیان اور بہت سے جواہر کے خوان منگوا کر اوسکے
رکھے اور کہا اگرچہ یہ تیرے لائق نہین ہے پر ہماری خوشی یہی ہے کہ لیجیے حاتم نے کہا مین تنہا انکو کیونکر اوٹھاؤن اور کہان لے
جاؤن اوسنے اپنے دیوون کو بلا کر کہا کہ یہ سب زر و جواہر تم اپنے سرونپر رکھلا کے ساتھ لیجاؤ حاتم اوس سے رخصت ہوا
ایک مہینے کے بعد دیوون نے تمام مال سمیت اوسکو غار پر پہونچا دیا اور آپ چلے گئے اسپر بھی کتنے جاسوس کہ حارث
بیٹی نے غار کے دروازے پر تعین کیے تھے ڈر کر بھاگے جب حاتم نے پکار کر کہا کہ نہ بھاگو مین وہی ہون جو غار کی خبر
لینے گیا تھا خدا کے فضل سے جیتا پھر آیا ہون وہ اوسکی آواز سنکر پھرے تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہے جھٹ پٹ
حاتم اوس مال و اسباب کو لیکر کاروانسرا ے مین آیا اور وہی سوداگر کو بخشدیا وہ اوسکے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے
اوسکو گلے سے لگایا پھر یہ حال خبردارون نے جاکر اوس لڑکی سے کہا اوسنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا
پوچھا حاتم نے اوسکی حقیقت سے آگاہ کیا اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری کہہ اوسنے کہا کہ جمعہ کی
رات کو ایک آواز آتی ہے کہ وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے روانہ
ہو کر سر بصحرا چلا چند روز کے بعد یہ آواز اوسکے کان مین آئی یہ اوسکی کھوج مین رات دن پھرنے لگا کہ
ناگاہ ایک گانو نظر آیا وہان لوگ گریہ و زاری کر رہے تھے یہ آگے بڑھا اور اوس خلقت سے پوچھا کہ تم سب کسواسطے
روتے ہو اور کیون جانین کھوتے ہو کسینے جواب دیا کہ پنجشنبہ کے دن ایک بلاے عظیم آتی ہے
اور وہ ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اوسوقت کسیکو نہ پائے تو تمام شہر کو اوجاڑ دے چنانچہ اس مرتبہ رئیس کے
بیٹے کی باری ہے اس سخن کو سنکر رئیس کے پاس گیا اور اوسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے
کے بدلے مین جاؤنگا وہ اس بات پر حاتم کے آفرین کرکے بولا کہ اے جوانمرد چار روز اوس بلا کے آنے
مین باقی ہین حاتم نے کہا اوسکی صورت اگر کسینے دیکھی ہو تو بتاؤ رئیس نے اوسکی صورت زمین پر کھینچکر
دکھلا دی حاتم نے کہا اوسکا نام علوقہ ہے اگر میرا کہنا قبول کرو تو مین یہ تمہارے سر سے بلا ٹالون
اور جس صورت سے بنے اوسے مارون اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہا کہ کیا ارشاد فرماتے ہو اوسنے
کہا تیرے شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہے اوسنے کہا جتنے چاہیے اوتنے پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرون کی دکان پر
گئے اور کہا کہ آج کی رات سمیت چار روز کے عرصہ مین ایک آئینہ دو سو گز کا لنبا اور سو گز کا چوڑا بنا کر دو کہ یہ
بلا ٹلے نہین تو تمام گانو کو کھا جائیگی غرض رئیس نے اوسی گھڑی اوتنے بڑے آئینہ کا اسباب منگوایا اور اونھون نے
تین روز مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم کو خبر کی اوسنے کہا تم سب چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہو کر ہاتھون ہاتھ
اس آئینہ کو لیجا کر کھڑا کر دو کہ جہان وہ بلا آتی ہے اونھون نے اوسکے کہنے کے بموجب پھر ایک چادر سفید منگوائی
جس سے اوسکی پوشش ہو وہ چادر بھی آگئی اور اوس آئینہ کو ڈھانپ دیا حاتم نے اونکو کہا اے یارو اب تم اپنے گھر کا

تہ تو اور خاطر جمع سے بیٹھ رہو اور تیرے نے بیٹے کے واسطے اتنے روپے خرچ کیے اور تو ہی اوسکے آگے جاتا ہے وہ بولا
بابا جان تمنے تو مجھکو اوسکا نوالا آگے ہی سے کر لیا تھا اب کیا ہے جو ارشاد کرتے ہو میری رضامندی اسمین ہے کہ مین اس
جوان کے ساتھ جاونگا کیونکہ یہ بیچارہ مجھے اس موذی کے جنگل سے چھڑاتا ہے یہ عجب مسلمانی ہے کہ یہ غریب تم ہمون کے
واسطے جان بوجھکر اپکو اژدہے کے منہ مین ڈالتا ہے اور تم اسکو تنہا چھوڑ جاتے ہو غرض اوسنے ہرگز باپ کی بات نمانی
اور بعد خوشی اوسکی ہمراہی قبول کی جب دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ بدستور سابق آواز اونکے کان مین آئی
سب کے سب ڈر گئے تھوڑی دیر بعد علوقہ گنبد کے مانند نمودار ہوا اس صورت سے کہ نہ ہاتھ نہ پانو نہ منہ نہ بدن
ہین اور لوٹتا پوٹتا چلا آتا ہے دھوان اور شعلہ ہر منہ سے نکلتا ہے رہنے والے اوس گانو کے کوس دو کوس سے جو
کھڑے دیکھتے تھے بھاگ گئے حاتم نے جو دیکھا وہ آہی پہونچا فورًا اوس چادر کو آئینے کے اوپر سے اوٹھا لیا اوسنے
اپنی صورت جو اوسمین دیکھی تو دم بخود ہوکر ایسا نعرہ مارا کہ تمام زمین اوس گانو کی اور جنگل ہلگئے اور خلقت غش ہوگئی
آخر اوسنے یہانتک دم کھینچا کہ پیٹ پھٹ گیا ایک ویسی ہی آواز ہولناک بیابان مین پھر پیدا ہوئی کہ سب کے
سب بے ہوش ہوگئے آخر دیر کے بعد جو ہوش مین آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ علوقہ موا پڑا ہے اور اسکے
شکم کی آلائش سے تمام جنگل بھر گیا ہے بلکہ ایک دریا نیلے پانی کا بہتا ہے تب رئیس اور رئیس کا
بیٹا اور رعیت حاتم کے پاونپر گر پڑے اور پوچھنے لگے کہ اے جوانمرد تو کیونکر اوسکے ہاتھ سے بچا اور یہ کس سے مارا گیا
اوسنے کہا کہ اسکا نام علوقہ ہے وہ کسی سے نہ مارا جاتا مگر یہی ڈھب تھا کہ اپنی ہی صورت دیکھی کسی دوسرے کی نہ دیکھی تب غصے
سے یہانتک اپنا دم بند کر کر پیٹ پھولکر پھٹ گیا اس سخن کے سنتے ہی اونہون نے اپنے اپنے مقدور کے موافق ہر ایک طرح کا
زر و جواہر اوسکے آگے لاکر رکھا اور ہاتھ باندھکر بمنت و زاری کہا کہ اسکو قبول کرو تو ہماری تسکین ہو اوسنے کہا کہ صاحب
مین نے کچھ اس زر و جواہر کے لالچ سے یہ کام نہین کیا مین تو براے خدا اسی صورت سے کام کرتا ہون اور ایک مدت سے اسی کام پر
کمر باندھے مستعد رہتا ہون پھر اونہون نے پوچھا کہ حضرت سلامت آپکا آنا اس طرف کیونکر ہوا وہ کہنے لگا آج جمعہ ہے اور میں نے یون
سنا ہے کہ ایک آواز اس جنگل کیطرف سے آتی ہے کہ مین نے وہ کام نکیا جو آجکی رات میرے کام آتا اس بات کی تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور
یہانتک آ پہونچا ہون اب چلا جاونگا رئیس نے کہا کہ صاحب مین ایک مدت سے اس آواز کو یون ہی سنتا ہون پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
کسکی آواز ہے اور کہانسے آتی ہے حاتم اوس روز وہین رہا جب رات ہوئی تب ہی آواز پھر آئی وہ اسے سنتے ہی اوسکی طرف روانہ ہوا
اور کئی دن چلا گیا کہ ایکدن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اوسکی نیچے پانچ چھ سو سوار اور پیادے سے دکھائی دیے کہ چلے آتے
ہین پھر جو اوسنے خوب غور کر کے دیکھا تو نہ وہ سوار ہین نہ پیادے ایک قبرستان ہے حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مزار
صاحب کمالون کے ہین یہ آواز بھی شاید یہین سے آتی ہے یہین بیٹھنا چاہیے اتنے مین رات ہوئی وہ آواز پھر آئی
حاتم یاد خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا فرش پاکیزہ اور

ستھرا بچھاکر نورانی جلد بیٹھکر اپنی اپنی مسند پر بیٹھا اتنے مین ایک شخص بحال تباہ گندے کپڑے پہنے خاک آلود برہنہ پا
ٹولی کے بیچ سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسندنشین ہتو وہ پیالہ کیے تا دسکی طرف کسینے نظر اوٹھاکر دیکھا نہ کسینے ایک پیالہ متھوہ کا لایا
تب اوسنے آہ سرد کھینچکر باواز بلند کہا کہ آہ وہ کام نکیا جو آجکی رات میرے کام آتا حاتم نے کہا کہ احسان خدا کا کہ مین اپنی منزل
کو پہونچا اتنے مین بہشت سے خوان غیب سے اون بزرگون کے آگے آئے اور اوس ہر ایک خوان مین ایک پیالہ کھیر کا اور ایک
کوزہ پانی کا تھا اور ایک وہ خوانون مین سے جدا اونہون نے کھاتے تھے آپسمین کہا کہ آجکی رات ایک مسافر مہمان
آیا ہے اسکو لے آؤ کہ یہ خوان علیحدہ اوسی شخص کا حصہ ہے جلد ایک شخص اوٹھا اور حاتم کو لاکر ایک مسند پر بٹھایا خوان
آگے رکھدیا حاتم نے اوس شخص کی طرف دیکھا جو اون لوگون سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرہ مار رہا تھا اور ایک خوان
اوسکے آگے بھی دھرا تھا مگر اوسمین ایک پیالہ متھوہ کے دودھ اور سنگریزون سے بھرا ہوا اور کوزہ مین پانی کی جگہ پیپ
اور لہو اس حالت کو دیکھکر حاتم سر جھکاکر کھانا کھانے لگا اتنے مین سب کے سب کھا چکے خوان اوٹھا لیے حاتم نے
متفکر ہو کر اونسے کہا کہ مین آپسے کچھ عرض رکھتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون اونہون نے کہا کہو وہ بولا کیا تم مسند عز و وقار
سے بیٹھے ہو ایسے کھانے لذیذ کھاؤ اور یہ غریب روتا ہوا خاک پر بیٹھا متھوہ کا دودھ زہر مار کرے اونہون نے کہا ہم
اس راز سے واقف نہین تو اوسی سے پوچھ حاتم نے اوس سے پوچھا کہ برائے خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات کے سنتے ہی
آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ اے جوان مرد خوشرو مین انھین لوگون کا سردار ہون اور میرا نام یوسف سوداگر
ہے سوداگری کے واسطے شہر خوارزم کو چلا جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ مین کوڑی پیسا نہ دیا نہ کسیکو
دینے دیا اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری سے کسیکو دیتا اور معلوم ہوتا تو اوسے منع کرتا کہ اپنا مال کیون کھوتا ہے بلکہ اکثر غلامون کو
خیرات کرنے پر مارتا تھا وہ کہتے ہم خدا کے واسطے دیتے ہین کہ یہ ہماری عاقبت مین کام آئیگا غرض جو جب اس طرح سب کی نصیحت
کرتی تو مین کان نہ دھرتا اور مطلق نہ مانتا کہ ایکدن چور آ پڑے ہم سبھون کو لوٹا مار اسمین گاڑ دیا اونہون نے اپنی سخاوت
کے سبب ایسا مرتبہ پایا اور مین اپنی بخیلی کے باعث سے اس بلا مین مبتلا ہوا وطن میرا چین ہے اور اولاد میری خراب حال
ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج بھیک مانگتی پھرتی ہے اور ایک درخت کے نیچے میرے حجرے کے پاس بہت سا مال اور جواہر گڑا ہے یہ
میرے طالع کی شومی ہے کہ سب نوکر میری مسند پر بیٹھے ہین شیر برنج اور ٹھنڈا پانی نوش کرتے ہین اور مین خستہ حالی مین گرفتار
اور حق تو یہ ہے کہ اپنے کیے کی سزا پایا ہون حاتم نے کہا کہ کوئی طریقہ تیری نجات کا ہے اوسنے کہا کہ مین تو مدت سے آہ و
زاری کرتا ہون تا کوئی میرے درد کو پہونچے مگر آجکی رات تو آیا ہے اگر تجکو خدا توفیق دے تو شہر چین جا سیدھی حویلی
سوداگرون کے محلہ مین ہے اور یوسف سوداگر نام مشہور ہے وہان جاکر محلہ والون سے میرا حال کہہ اغلب ہے کہ
میرے لڑکے بالے تیرے پاس آئین تب یہ ماجرا تو اونسے بالمشافہ بیان کر اوسکے بعد فلانی جگہ میرا زر و جواہر
بیحد و بے قیاس گڑا ہے اوسکو نکالکر چار حصے کرکے ایک حصہ اونھین میرے فرزندون کو دے اور تین حصے

حصہ خدا کی راہ مین خرچ کریو کونکو کھانا کھلا انکو کپڑا اپنا مسافرون کو خرچ راہ دے امید ہے کہ تیری توجہ سے مین نجات
پاون اور اونکا ہمنشین ہون حاتم نے قسم کھا کر کہا کہ اے عزیز اگر مین تیرا کام بجا نہ لاؤن اور فریاد کو نہ پہونچون تو حلال کے
نطفہ سے پیدا نہوا ہون غرض حاتم رات کو وہین رہا اور دیکھا کیا وہ سب عیش و عشرت مین ہین اور یہ فریاد و زاری مین
جب صبح ہوئی شہیدا اپنے اپنے مکانون مین گئے اور حاتم چین کی طرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور رنج اٹھاتا
سہتا ایک مکان پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کنوئے پر کھڑا ہے اور پانی بھرتا ہے یہ بھی وہان پہونچا اور چاہا کہ
اوسکے ہاتھ سے ڈول لیکر پانی پیے اتنے مین ایک سانپ نے ہاتھی سی سونڈ منہ سے نکالی اور اوس شخص کی کمر پکڑ کر
کنوئے مین کھینچ لیا حاتم دیکھکر حیران ہوا اور ہاتھ ملکر کہنے لگا اے موذی یہ کیا کیا تونے جو اس غریب پردیسی کو لیگیا وہان
اوسکے بال بچے امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھ خرچ بھیجینگے یا آپہی لیے آتے ہونگے تونے یہان اوسکو جان ہی سے کھو دیا
یہ سمجھکر پھر اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اوسکی داد کو نہ پہونچے
پس خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوئے مین کود پڑا تھوڑی دور چلا گیا جب زمین
پر اوسکا پانو لگا تب آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ چاہ ہے نہ وہ پانی ایک میدان وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا
لہلہاتا نظر آیا اور اون درختون سے ایک محل سنہرا سا چمکتا ہوا دکھلائی دیا یہ اوسکی طرف چلا اور کہتا تھا کہ
مسافر کو وہ کہان لیگیا اور یہ محل کہانسے پیدا ہوا اسی سوچ مین وہ حویلی کے پاس جا پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ
ایوان پاکیزہ اور بیٹھکین آراستہ جا بجا تیار ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہے اور اوسکے نیچے ایک مرد دراز قد
درخت کے مانند سوتا ہے اوسکو دیکھکر وہان گیا اور جی مین کہا کہ ذرا آگے جا کر دیکھیے کہ یہ کون ہے جب نزدیک پہونچا
تب اوسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ جب یہ اوٹھیگا تب اس سے حال پوچھونگا اتنے مین وہی سانپ
مسافر کو باغ مین کسی جگہ چھوڑ کر حاتم کیطرف لپکا حاتم مسافر کے باعث سے غصہ مین بھرا ہوا تھا دونون ہاتھ سے اوسکو
پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اوسکے شور سے دیو چونک پڑا اور پکارا کہ اے عزیز کیا کرتا ہے یہ میرا بیٹا ہے چھوڑ دے
حاتم نے کہا جبتک یہ مسافر کو نہ چھوڑیگا مین نہ اسکو چھوڑونگا یہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا خبردار یہ کوئی بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلسم کو بھی توڑیگا اور تیرے منہ مین بیٹھیگا حاتم یہ سنکر سانپ کے پیٹ مین گھس گیا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے یہ حیران ادھر اودھر
دیکھنے لگا کہ اتنے مین ایک آواز اسکے کان مین آئی کہ اے حاتم اس اندھیرے گھر مین جو چیز ہاتھ لگے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈال تو اس طلسمات سے نکلے یہ سنکر ایک طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا کہ اسی مین ایک چیز کانٹے کی صورت
اوسکے ہاتھ لگی وہین اوسنے خنجر تیز سے اوسے چیر پھاڑ ڈالا فی الفور ایک چشمہ دریا سے زیادہ لہرین لیتا ہوا
پیدا ہوا اور حاتم غوطے کھانے لگا دو تین غوطون کے بعد اسکا پانو زمین کی تہ پر جا پہونچا

اور اوسنے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو وہ نہ سانپ ہے نہ وہ پانی نہ وہ باغ ہے مگر ایک صحرای وسیع نظر آتا ہے اور اوسمین ہزارون
آدمی ہین بعضے قریب مرگ پہونچے ہین اور بعضے سوکھکر کانٹا ہوگئے ہین اور وہ مسافر بھی اونہین مین کھڑا ہے حاتم
اوسکے پاس جاکر پوچھنے لگا کہ اے بھائی تجھے یہان کون لایا اوسنے کہا مجھے ایک سانپ پکڑ لایا ہی اور اور لوگون نے
کہا کہ ہمکو بھی وہی لایا ہے تب حاتم نے اس طلسم کا ماجرا بخوبی بیان کیا اور کہا تم اپنے اپنے گھر جاو مین نے تمہارے دشمن کو
مار ڈالا وہ کہنے لگے ہم قیدی ہین مارے بھوک کے مرگئے اور کتنے ہلاکت کے قریب پہونچے حق تعالے تمکو اسکی جزاے خیر
دے کہ ہم تمہاری دستگیری سے اس موذی کے چنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم رخصت
ہوکر چین کیطرف روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عالیشان کے دروازہ پر جا پہونچا اندر جانیکا قصد کیا
دربانون نے روکا کہ کہان جاتا ہے پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اوس سے جواب و سوال کرلے پھر جہان چاہنا
وہان جانا حاتم نے اونسے کہا بھائیو تمہارے شہر کا یہ کیا چلن ہے مسافرون کو ہر شخص آرام دیتا ہے اور تم لوگ
کیسے ہو جو ایذا دیتے ہو دربانون نے کہا اے مسافر اس شہر کے راہ چلنے سے رکگئے اسلیے کہ یہان کے بادشاہ کے
ایک لڑکی ہے کہ اوسکے روبرو مسافر کو لیجاتے ہین اور وہ اوس سے تین سوال کرتی ہے وہ جواب نہین دیسکتا
آخر صبح کیوقت اوسی سولی دیتی ہے اسیواسطے اس شہر کا نام بیداد نگر رکھا ہے کیونکہ یہان کوئی مسافر
جیتا نہین بچتا آخر حاتم اون لوگون کے ساتھ ہوکر بناچاری بادشاہ کے پاس گیا اور جی مین یہی کہتا تھا
کہ دیکھیے وہ کیا پوچھتا ہے جب اوسکے سامنے گیا تب اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے کہانسے آیا ہے اور کیا نام
رکھتا ہے اوسنے کہا کہ مین بنی آدم ہون اور چین کے جانیکا ارادہ رکھتا ہون میرے نام سے تمہین
کیا کام ہے اور کہا کہ اے بادشاہ تیرے سوا کوئی مسافر کو ایذا نہین دیتا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلہ کے
موافق مہمانی کرتا ہے اسواسطے کہ بھلا کہلائے اور نیکی کے ساتھ اوسکا نام تمام عالم مین آفتاب کے مانند
روشن رہے اس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا کہ کیا کرون اوس کمبخت لڑکی کے ظلم سے بیداد نگر
مشہور ہے کیونکہ یہان ایک مدت سے مسافر مارے جاتے ہین اونکا خون میری گردن پر ہے پہلے اس
شہر کا نام عدل آباد تھا حاتم نے کہا پھر تو اوسکو کیون نہین مار ڈالتا وہ بولا کہ آجتک کسینے بھلا ایسا کیا ہی
کہ اپنے اولاد کو مار ڈالے پھر حاتم کو محل مین لیگیا حاتم نے لڑکی کو دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا کہ
اسکے برابر جہان مین کوئی خوبصورت نہین اوسکا پردہ حجاب اوٹھگیا اور ایک تخت مرصع پر حاتم
کو بٹھا کر آپ کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان آج مین اس
مسافر پر عاشق ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگ اور معلوم ہوتا ہے حیف ہے کہ صبح کو سولی دیا جاوےگا دائی نے
کہا اے جان مادر تیرے نصیب نہایت بد معلوم کیا کہین اور بہت غریب غربا امیر امرا تیرے ہاتھ سے مارے گئے

اونکا خون تیری گردن پر رہیگا اور تیری قسمت ہر چند ایسی نیک نہین کہ تیرا کام اوسکے ہاتھوسے نکلا اتنے مین حاتم
نے کہا کہ بھلا مین بھی سنون کہ وہ کونسا کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گئے ہین دائی نے کہا ایجوان خوشتر و
جب راحت ہوتی ہے تب یہ لڑکی علم جلی دیوانی ہوجاتی ہے اور باتین لایعنی بکتی ہے اور سوال کرتی ہے جب مسافر
اوسکو جواب نہین دیسکتا ہے اوسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہے یا سولی دلواتی ہے اوسوقت مین اوسکے پاس نہین ہوتی
غرض اوسکی یہی اوقات اوسکی عادت ہے حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھیے اب مجھے موت یہان لائی ہے یا حیات
اتنے مین دائی باورچیخانہ مین گئی اور کھانا لاکر کہنے لگی کہ اے مسافر اجل گرفتہ کچھ اسمین سے کھا اوسنے کہا کہ کھا تا
جب مین کھاونگا کہ اسکا کام انجام کو پہونچاونگا اب یہ کھانا مجھپر حرام ہے بلکہ جی کا دینا ہے کھانا کھانا نہین اور
یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ اسکے کام کا سرانجام تجھسے
ہو کیونکہ تو حق ناحق سمجھتا ہے اتنے مین رات ہوگئی اور ہر ایک دوا دائی ماما چھوچھو لونڈی غلام نوکر سپاہ کر
محل سے باہر گئے اور دروازے کو بخوبی بند کر دیا پہر رات کے بعد وہ لڑکی دیوانون کی طرح سے کودنے
لگی اور سخن بیہودہ زبانپر لائی پھر حاتم کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگی ایجوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا
جو نامحرم ہوکر یہانتک چلا آیا خیر اگر آیا ہے تو ہمارے سوالون کا جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال
رکھتی ہے اوسنے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ وہ قطرہ کونسا ہے جو جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا
کہ وہ قطرہ دریاے اسرار انسان سے ہے یعنے نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے کہا دوسرا سوال کہہ اوسنے کہا
کہ وہ کونسا میوہ ہے جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا وہ فرزند ہے کہ سب میوون سے شیرین
ہے پھر تیسرا سوال پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہر کسیکو دکھائی دیتی ہے حاتم نے کہا وہ موت ہے کہ کسیکو
نہین چھوڑتی اس سخن کو سنکر لڑکی نے آنکھین نیچی کرلین اور کانپنے لگی آخرکار کرسی سے خاک پر گر پڑی
اور بیہوش ہوگئی اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت ہیبتناک وہان نظر آیا اور پھنپھنا کر حاتم کیطرف
لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو ایذا دہندہ ٹھیرتا ہون اور اگر نہ مارتا ہون تو یہ مجھکو نہین چھوڑتا
جلد سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے کھولکر اپنے منہ مین رکھ لیا اور اوس سانپ کو اپنے
ہاتھوسے پکڑکر ایک ہانڈی مین بند کرکے خنجر کمر سے نکالکر انگنائی مین قد آدم گڑھا کھودکر گاڑ دیا اور آپ تخت پر
جا بیٹھا پچھلے پہر شکو لڑکی ہوش مین آئی اور اپنی منہ پر نقاب ڈالکر کہنے لگی کہ اے نامحرم تو کون ہے اور اس تخت
پر کیسے بیٹھا ہے حاتم نے کہا اے نادان تو اتنے مین بھول گئی مین وہی ہون کہ کل رات تیرے باپ کے لوگ مجھے
یہان لائے تھے [illegible] اس بات کے سنتے ہی اوسنے اپنی دائی سے کہا کہ کیا سبب ہے جو یہ مسافر آج جیتا بچا
دائی نے کہا خدا نے اپنی حفاظت مین رکھا بارے تم اپنا حال کہو کہ اب کیسی ہو اوسنے کہا کہ آج مین اپنا بدن ہلکا

معلوم ہوتا ہے نہیں تو ہمیشہ بیماری رہتا تھا حاتم سے پوچھنے لگی کہ ای جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو کیونکر بچا
حاتم نے کہا مین مجھے اس بات سے ہرگز آگاہ نکرو نکالا اتنے مین نور کا تارہ چمکا بادشاہ آیا اور حاتم سے پوچھنے لگا کہ اے
مسافر تو کیونکر جیتا بچا حاتم نے کہا جب پہر رات گئی تو آپکی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمہ واہی تباہی بکنے لگی اور منہ سے
کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم تو نے اتنا مقدور کہا سے پیدا کیا جو بیدھڑک میری حویلی
مین آیا خیر اگر اب آیا ہے تو میرے سوال کے جواب دے آخرکار اوسنے مجھسے کئی سوال کیے اور مینے خدا کے فضل سے اون
تینونکے جواب بخوبی دیے اس بات کے سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سے گر کر بیہوش ہوگئی پھر ایک شخص اوسکے
پہلو سے نکلکر مجھپر لپکا مینے اوسکو انگنائی مین گاڑ دیا اور پھر جو دیکھا تو پھر وہ لڑکی ہوش مین آئی اور تعجب کرنیلگی بادشاہ
نے پوچھا ای جوان یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پر عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا بارے
خدا کے فضل سے یہ بلاے عظیم تمہارے سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای شخص لڑکی تجھکو دی اور
یہی میرا قول تھا لازم ہے کہ تو بھی قبول کر کہا ایک شرط سے مین جہان چاہون وہان لیجاون میرا مزاحم نہو اوسنے کہا بہت اچھا
تم مختار ہو جدھر چاہو ادھر لیجاو پھر اوسی گھڑی اوسکے باپ نے اپنے گھر انکے رسوم کے موافق اوسکا نکاح حاتم کے ساتھ
بندھوا کر اوسکا ہاتھ حاتم کے ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان ہر ایک رات اوسکے ساتھ عیش و عشرت مین
گذاری جب اوس عورت کو پیٹ رہا تب حاتم نے اوس سے کہا کہ اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ
مین یمن کا رہنے والا ہون اور نطفہ طے کے نطفہ سے ہے اگر لڑکا ہو تو اور مین جانیکا قصد کرے تو اوسکو اس پتے سے
یمن مین بھجوا دینا اور اگر لڑکی ہو تو کسی مرد نیک سیرت فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو ایکبار
تیرے پاس مقرر آؤنگا اس طرح کی دو چار باتین کر کے اوس سے رخصت ہوا تھوڑے دنونکے بعد شہر چین مین پہنچا
اور وہانکے رہنے والونسے پوچھنے لگا کہ اس شہر مین سوداگرونکا محلہ کہان ہے غرض پوچھتے پوچھتے وہان جا پہنچا
اور کہنے لگا کہ اس محلہ مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہے اور اوسکی اولاد مین سے بھی کوئی ہے لوگ دوڑے اور اوسکی
بیٹی کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے وہ اس بات کو سنکر دوڑتی ہوئی حاتم کے پاس آئی اوسنے کہا کہ ای لڑکی
مجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے اس سخن کو سنتے ہی سب لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے ای مسافر معلوم ہوتا ہے کہ تو
دیوانہ ہے جو بیہودہ باتیں بکتا ہے اوسکو مرے ہوے مدت ہوئی اور ہم تعجب کرتے ہین کہ اوسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا ہے حاتم نے کہا
یارو مین کیا جانون کہ یوسف سوداگر سوداگرونکے محلہ مین رہتا تھا ایک بیٹا اوسکی سوا اور بھی بتا دیا ہے کہ فلانی حجرہ مین جواہر
سونیکی جگہ تھی اوس جگہ کو کھدوا دو اوسکے پاس ایکدرخت ہے اوسکے نیچے بیت المال جواہر گڑا ہے لیکن اوسے کوئی نہین جانتا اور جسقدر
زر و جواہر نکلے چار حصہ کرو ایک حصہ تم لو اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کرو یہ کہکر پھر اوسنے سب ماجرا جو دیکھا تھا ابتدا سے
انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اس سبب سے فلانی جنگل مین گیا تھا [illegible] سنکر آیا تب دونون نے کہا

کہ یہ حرکت وے بادشاہ کی خبر کسے کیونکر کرین آخرکار وہ سب اوسکو اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے پوچھا کہ ای شخص تونے
کیا دیکھا کہا جہان پناہ مینے اس سوداگر کو اسطرح دیکھا ہی اور یہ پیغام اونے میری ہاتھ بھیجا ہی اس بات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور
کہنے لگا کہ کیا کوئی تیرے شہر مین جراح فصد کو نہین ملا جو تو یہان آیا تو تو اچھا خاصہ دیوانہ ہی جا اپنی فصد لے کیونکہ اونہین مرے ہوئے
سو برس ہوئے پھر تجھسے ملاقات کیونکر کی ای بیوقوف کہین مردے بھی کسی سے ملاقات کرتے ہین جو اونے تجھسے کی یہ حقیقت تجھسے
کہلا بھیجی ارے ای کوئی اس دیوانہ کو شہر بدر کرو حاتم نے عرض کی ای بادشاہ عادل وای دستگیر درماندگان یہ کیا بات ہے
تم یہ نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یوسف ایک مرد بخیل تھا وہ اس خست سے رنج و مصیبت مین گرفتار ہے
یہ بات مانو کہ وہ غریب عذاب سے چھوٹے ثواب مین داخل ہو اسکے سوا اگر مین دیوانہ ہون تو اس حجرہ کے خزانہ کی کیونکر
خبر رکھتا ہون بادشاہ اس خبر کو سنکر متعجب ہوے اور حاتم کو ساتھ لیکر یوسف کے مکان پر گیا پھر اوس حجرے کو کھدوا دیا تو بہت سا
مال نکلا تب بادشاہ نے اوسکے چار حصہ کرکے ایک اوسکی لڑکی کو حوالہ کیا اور تین حصہ حاتم کو دیکر کہا کہ العزیز تو مرد دیانت دار
اور شخص با امانت ہے اس خزانہ کو اپنے ہی ہاتھ سے راہ مولی مین خرچ کر حاتم نے تھوڑے کر دنو مین اسے خرچ کر ڈالا
بھوکون کو کھانا ننگون کو کپڑا محتاجون کو روپے اتنے دیے کہ مالا مال ہوگئے پھر بادشاہ سے رخصت ہو کر شہر عادل آباد مین آیا
اپنے قبیلے سے ملا کہ ہر لڑکا جو پیدا ہوا تھا اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سالم نام رکھا کئی دنکے بعد رخصت ہو کر جنگل کی راہ لی
کئی دنکے عرصہ مین قبرستان مین پہونچا تین روز وہان رہا شب جمعہ کو وہ شہید سب کے سب بدستور اپنی اپنی قبرون سے نکلے
فرش بکلف بچھا کر بیٹھے وقت سے مین پر اسیطرح سے اونکے آگے کھانے چنے گئے پھر اونکے پیچھے اوس سوداگر کے بھی آگے ویسا ہی کھانا
رکھا گیا اوسکے بعد حاتم نے ملاقات کی سوداگر نے حال پوچھا وہ کہنے لگا کہ ای جوانمرد جزاک اللہ فی الدارین خیر اس تیری ہمت
کا ثمرہ حق تعالی تجھے دے سچ تو یہ ہی کہ ایک جوانمرد راست گو تو ہی نظر آیا اور تیرے ہی باعث سے یہ مرتبہ ملا جو اس بلا سے نکلا اور
اونکے ساتھ فریاد کرتے بیٹھے با فراغت کھانا پانی برابر مجھے پہونچتا ہی لیکن مسندین اور پوشاکین اونکی تکلف ہین کیونکہ اونہون نے
اپنے ہاتھ سے جیتے جی خیرات کی اور مینے مرنیکے بعد پریشانی کھینچی تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہون خدا
تجھکو جزای خیر دے پھر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور ایک جنگل مین جا پہونچا وہان ایک عورت پیر سال فقیرون کی
طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگ رہی تھی حاتم نے اپنے ہاتھ سے الماس کی انگوٹھی اوتار کر اوسکی حوالہ کی اور آپ روانہ ہوا اتنے
مین بڑھیا نے پکار کر کہا کہ اگر دو گھڑی بیٹھو تو کیا خدا حافظ ہی اس آواز کو سنتے ہی سات جوان مسلح تلوارین لگائے جنگل سے دائین بائین سے
نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھ ہو لیے چنانچہ وہ ساتون پہر اوسی چڑیل کے بیٹے تھے اونہون نے اوس جڑاؤ انگوٹھی کو دیکھکر
یہ جانا کہ سونیکی جڑاؤ یا چاندی ہے غرض وہ اوسکے ساتھ ہو لیے اور ادھر اودھر کی بات ہانکتے تھے کہنے لگے کہ ای جوانمرد ہم چاہتے
ہین تیرے طفیل سے شہر مین پہونچین اور وہانکے بادشاہ کی نوکری کرین حاتم نے کہا اچھا چلے چلو کھانے پینے کا کچھ اندیشہ نکرو جب حاتم
اونکے دام مین آیا تب اوسکے پیچھے سے کمند ڈالکر ہاتھ باندھکر وے تین خنجر مارکر پھر کنوئین مین گرا دیا اور جو مال متاع تھا لیلیا مگر وہی ا

ایک بگڑی جسمین چہرہ تھا لپیٹی لپٹائی رہگئی وہ کئی روز تک کنوی مین زخمی پڑا رہا دو تین روز کے بعد جب ہوش آیا تب اوس
تھیر تمکو بگڑ لیسی کھولا اور کنوی مین خشک پتھر پر بیٹھکر اپنی تھوک سے وسکو ترکرا اور اون زخمونپر جو بین لگایا سب بھر گئی اور درد
جاتا رہا پھر اوسنے اپنی جی مین کہا افسوس نادان نامردون نے دغا کی اگر راہ خدا مین مجھسے مانگتی تو قسم ہے سبکا سب بخوشی
دیدیتا اب بھی ملین تو اتنا کچھ دون کہ جبتک جئین کبھی محتاج نہون یہ اسی سوچ مین تھا کہ آنکھ لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا
ہے کہ ایک شخص باواز بلند یہ کہتا ہی اوحاتم غم نکھا خدای کریم نے تجھے یہان پہونچایا ہی یہ بھی اوسکی حکمت سے خالی نہین تھا یہان
ایک گنج عظیم گڑا ہی حق تعالی نے یہ مال تیری ہی واسطے چھپا رکھا ہی اب ڈھونڈ اور لے اوسنے کہا ای بزرگ مین تن تنہا کیونکر لون کہان
لیجاؤن وہ بولا کل دو شخص اس مکان پر آوینگے اور تجھے اس اندھیرے کنوی سے نکالینگے چاہیے کہ اونکو متفق کرکے اس مالکو نکالے حاتم
خوش ہوا اور درگاہ الہی مین سر جھکا کر سجدۂ شکر الہی بجالایا اتنے مین لو پھٹی اور لونڈ کا تڑکا ہوا ایکدم کے بعد دو شخص اوس
کنوی پر آئے اور پکار کر کہنے لگے ای حاتم اگر جیتا ہی تو جواب دے اوسنے کہا کہ ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب اونہون نے
اپنی ہاتھ بڑھا کر کنوی مین ڈالے اور کہا تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر چڑھ آ حاتم دستگیری سے نکلا اور اونسے ملاقات کی کہنے لگا کہ
یہان گنج عظیم گڑا ہے اگر تم نکالو تو ہاتھ آئے اونہون نے کہا تم یہان ٹھیرو ہم آتے ہین یہ کہکر ایک اندر پیٹھا دوسرا اوپر کھڑا رہا
وہ مال نکالکر اوپر پھینکتا تھا اور یہ انبار کرتا جاتا تھا غرض ایکدم مین وہ سبکا سب نکالکر اونہون نے حاتم کے حوالہ کیا
اور آپ رخصت ہوکر کسیطرف کا راستہ لیا حاتم جی مین کہتا تھا اگر اسوقت وہ چور میرے پاس ہوتے تو سبکا سب اونکو
بخشدیتا تاکہ وہ بندگان خدا کو ایذا نہ دیتے حاصل کلام ایک جوڑا کپڑا لیا اوسمین سے پہنا اور تھوڑا سا زر و جواہر اپنی
جیب مین ڈالکر اون چورونکی تلاش مین روانہ ہوا اور دعائین مانگتا تھا کہ الہی اوس بڑھیا کو پھر مجھسے ملا تھوڑی دور
پہونچا ہوگا وہ بڑھیا بر سر راہ بحال تباہ فقیرون کی طرح بیٹھی سوال کر رہی تھی کہ جانیوالے بابا کچھ خیرات دیتے جا
اوسکو دیکھتے ہی دوڑا اور خوش ہوکر مثل گل کھلا اور مٹھی بھر کر روپیہ اشرفیان جیب سے نکالکر اوسکو دین اور اپنا
خادم اوسکے رکھا اوسنے وہ روپیے لیے اور پھر اوسی طور باواز بلند کہا کہ ایک دستے کا راہ باٹ مین خدا نگہبان ہے
اس آواز کے سنتے ہی ساتون چور جیسا انسی گر پھر کسی کسائی ادہر اودھر سے آئے اور اوس سے ملاقات کرکے کہنے لگے
اے جوان تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا اے عزیزو مین تمسے ایک عرض رکھتا ہون اگر قبول کرو تو کہون اونہون نے
کہا کیا کہتے ہو حاتم نے کہا اگر تم سب توبہ کرو اور بعد ازین مردم آزاری سے ہاتھ اوٹھاؤ تو مین اسقدر زر و جواہر دون کہ وہ تمہارے
سات پشت تک کام آئے اونہون نے کہا کہ ہم تو پیٹ ہی کیواسطے اپنے اوپر عذاب لیتے ہین اور لوگونکو اذیت دیتے
ہین اگر اتنا مال و اسباب پاوین تو آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہین کہ تمام عمر یہ کام نکرین حاتم نے کہا تم خدا کی قسم کھاؤ
تو مین تمہین گنج دون کہ نہال ہوجاؤ یہ بات سنکر کہا کہ دکھاؤ تو ہم توبہ کرین حاتم اونکا ہاتھ پکڑکر اوس کنوی پر لیگیا
اور اوس زر بیشمار کو دکھاکر کہنے لگا اب تم اپنے اوپر اپنے وعدہ کو وفا کرو وہ اوسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی

اور ہاتھ باندھکر یہ کہنے لگے کہ آپ جو کہو سو کریں حاتم نے کہا تم اس طرح سے قسم کہاؤ کہ خداوند تو دانا بینا ہے اور ہر ایک کا احوال جانتا ہے اگر اب سے ہم کسیکا مال چرائیں یا کسی پردیسی کو ستائیں تو غضب مین گرفتار ہوں اونہوں نے اسی طور سے قسم کہائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب اونکو بخشا اور رستہ راہ راست دکھا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے سامنے دکہائی دیا اوسنے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا مین کوئی قافلہ اوترا ہے اور یہ کتا اوسی قافلہ کا ہے جب وہ اوسکے پاس آیا تب حاتم نے اوسکو گود مین اوٹھا لیا اور اوسکے واسطے پانی ادھر اودھر ڈھونڈھنے لگا اور جی مین کہتا تھا کہ اس جنگل مین کوئی چشمہ ملے تو اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤن اتنے مین ایک گانو دکھائی دیا حاتم اوس طرف روانہ ہوا وہانکے لوگ گیہون کی روٹیان اور مٹھائی مسافرون کو دیتے تھے حاتم کے آگے بھی لے آئے اوسنے وہ مٹھائی اور روٹیان لیکر کتے کو کھلائین کتے نے پیٹ بھر کر کھایا مگر حاتم اوسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور خوبصورت کتا ہے اور وہ اوسکے سامنے بیٹھا ہوا شکر خدا کر رہا تھا اتنے مین حاتم نے شفقت سے اوسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل مین خدا کو یاد کرکے یون کہا کہ یہ تیری ہی قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور ایک کی شکل کو دوسرے کی صورت سے ملنے نہ دیا اتنے مین ایک سخت سی چیز شاخ کے مانند اوسکے ہاتھ مین لگی جب خوب غور کرکے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ اوسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوش رو خوبصورت ہو گیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا یہ کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اوسنے دیکھا کہ اس شخص نے مجھپر احسان کیا ہے اس سے اپنا حال نہ چھپانا چاہیے اس بات کو سوچکر اوسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا کہ یہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی ہو گئی تھی جوان نے کہا مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین کو گیا تھا وہ مال اوسنے وہان بیچا اور وہان کچھ مول لیکر خطا مین آیا اور اوسکے فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجکو دھوم دھام سے بیاہ دیا چند روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا مین ایک مدت تک اوسکو بیچکر عیش و عشرت کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب مین خطا کا مال خرید کرکے شہر چین مین گیا اور خرید و فروخت کرکے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جبتک مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے اولجھ گئی تھی اور یہ میخ لوہے کی جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب مین گھر مین آ پہونچا اور ایکدن غافل سو گیا تو اوسنے فرصت پاکر یہ میخ میرے سر مین ٹھونکدی مین اوسیوقت کتا ہو گیا اوسنے اوسی گھڑی نکال دیا مین کان پھٹ پھٹاتا بازار مین آیا وہان کتے اجنبی جانکر بھونکنے لگے اور کٹنے ہی دوڑے اونکے دہشت سے آج تیسرا دن ہے کہ مین شہر چھوڑ کر اس جنگل مین بھوکا پیاسا پڑا پھرتا تھا آگے کیا ہوا بارے خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے اس مقام پر بھیجا کہ تو نے کھانا کھلایا پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس بات کے سنتے ہی

سنکر شاد ہوا اور کہنے لگا اے عزیز تیرا گھر کس شہر میں ہے اوسنے کہا کہ اس جنگل سے تین روز کی راہ ہے اور اسکو شہر
ستور کہتے ہیں حاتم نے کہا کہ اس شہر میں تو حارث سوداگر بھی رہتا ہے اور اسکی بیٹی تین سوال کرتی ہے اس لڑکی
نے مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہے کہ بیٹے وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسنے کہا صاحب یہ بات سچ ہے
اور میں بھی اس شہر کا رہنے والا ہوں پھر حاتم نے کہا اے بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بدلا
لینے کو چاہیگا تو فرصت پاکر اسکی جورو کے سر میں گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاویگی اسی ڈھب سے وہ باتیں کرتے ہوے
وہ دونوں وہاں سے چل نکلے تین روز کے عرصہ میں اسمیں داخل ہوے اور وہ جوان حاتم کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا دیوڑھی پر
بٹھا کر آپ اندر گیا لونڈیاں باندیاں پاؤں پکڑ رہی ہیں اور بی بی اس حبشی سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھکر
اسنے تلوار نیام سے لی اور اس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر میخ بی بی کے سر میں ٹھونکی فوراً وہ کتیا ہو گئی
تب وہ اوسی رسی سے باندھکر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لیگیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر دکھایا اور کہا
یہی ہے تیرے سوال کا جواب جسنے مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہ وہی حبشی غلام بدنام ہے جو اسکے سنگ میں داخل تھا اس واقعہ کو دیکھکر
حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا اے عزیز تو نے اسکو کیوں مار ڈالا وہ بولا اسی لیے کہ آگے آپ اس ہستی سے اب کوئی ایسا کام نکریگا بلکہ اسکا
حال سنکر جو کوئی دیکھیگا باز رہیگا یہ حرکت میں نے عبرت کیواسطے کی ہے یہ بات کہکر اسکو اپنے صحن میں گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی غلام کو انعام
سے خوش کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان رکھکر خوب سی ضیافتیں کھلائیں اور صبح تک عیش عشرت میں مشغول رہا جب روز روشن ہوا تب
حاتم اس سے رخصت ہوکر کار روانسر آیا اور اس سوداگر بچے سے ملاقات کرکے پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کہو خوش تو ہو وہ سنکے
کہا بندہ پرور آپکی جان و مال کو دعا دیتا ہوں الحمد للہ کہ پھر وہ آواز نہیں آئی اسواسطے حارث کی لڑکی تیری آنکھ کی منتظر ہے
حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہیں خدا کے فضل و کرم سے میں اسکی خبر لایا ہوں یہ کہکر وہ حارث کی بیٹی کی دروازہ پر گیا
خبر دار نے جا کر یہ خبر پہنچائی وہ دالان کے در پر پردہ ڈال کر اندر ہو بیٹھی اور لوگوں سے کہنے لگی کہ اسکو بلوالو وہ
بلا لائے جب حاتم پردے کے قریب آیا تب اسنے اسکو کرسی پر بٹھا کر سوال کا احوال پوچھا حاتم نے ابتدا سے انتہا تک جو سنا
اور جو جو دیکھا تھا وہ سب بیان کیا اسنے کہا اے جوان راستگو یہ سچ کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہیں آتی مگر جلد جا اور ماہر شاہ
کا مہرہ لا پھر حاتم اس سے رخصت ہوکر سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہا تو خاطر جمع رکھ میں ماہر شاہ کا مہرہ لینے جاتا ہوں اگر
تیسرا سوال بھی پورا کیا تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہوں اس سے رخصت ہوکر بے سر و پا چند روز میں ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا کہ اب بہتر یہ ہے کہ پہلے بادشاہ سے ملئے اور اس ماہر شاہ کا مکان پوچھئے وہ مقرر بتا
دیگا یہ دل میں ٹھہرا کر اس غار میں اترا کہ جس میں پہلے گیا تھا تھوڑے دنوں کے بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا اسکو
طے کرکے اس گاؤں میں پہنچا وہاں کے لوگ حاتم کو دیکھکر بستی میں لیگئے اور مسند پر بٹھایا مہمانی کی اسیطرح ہر شخص اپنے گاؤں میں لیجاتا

اور مہمانی کرتا آخر فرقاش بادشاہ کی محل تک پہنچا اسنے استقبال کیا اور ایک مسند عالی پر توقیر تمام بٹھایا
اور بہت خوشی و عیش کی مجلس جمائی اور پوچھا کہ آپکے تشریف لانیکا سبب کیا ہے حاتم نے کہا ماہرو پری شاہ کے ہاتھہ مین
جو مہرہ ہے اب یہہ فدوی اوسکے لینے کو آیا ہے اوس نے کہا اے جوان وہ مہرہ ہاتھہ سے لینی کی کسکو طاقت ہے دیوون کی
مجال نہین کہ وہان جائین اور سلامت پھر آئین تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار مین ہے حاتم نے کہا کچھہ اندیشہ نہین
یہین تمسے ایک شخص بطور رہبری کے چاہتا ہون اسواسطے کہ کہین راہ نہ بھول جاؤن اسجواب کو سنکر فرقاش دم بخود
ہوگیا اور کچھہ نبولا حاتم تین روز تک وہین رہا چوتھے دن کہنی لگا کہ اب مین رہ نہین سکتا کہین ایسا نہو کہ وہ
عاشق بیچارہ انتظار میرا کہینچکر مرجاے اور اوسکا خون میری گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر مین یہان عیش و عشرت مین رہون
تو خدا کو کیا جواب دون فرقاش نے کئی دیو حاتم کی ساتھہ کردئے کہ تم اسکو ماہرو بادشاہ کی سرحد مین پہنچا دو اور
اوسکے آنے تک وہین بیٹھے رہو حاتم اونکو ساتھہ لیکر وہانسے روانہ ہوا اور ایک مہینے کی عرصہ مین ماہرو پری بادشاہ کے
سرحد مین جا پہنچا انہون نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اسکا عمل شروع ہے اب ہمارے طاقت نہین جو آگے قدم بڑھائین کیونکہ
جو اسکے قلمرو مین جاتا ہے وہ اسکو جیتا نہین چھوڑتا غرض وہ وہین رہے اور حاتم وہانسے رخصت ہوکر اوسکی قلمرو مین داخل
ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان سے باتین کرتا ہوا دکھلائی دیا اور درخت جیسے آسیب زدہ بیٹھے ہون ویسا نظر آیا وہ اوسکی
طرف چلا جب قریب گیا تب ہر ایکطرف سے پریزاد دوڑے اگر گھیر لیا اور کہا کہ آدمی ہے اسکو جیتا نچھوڑنا چاہیئے کیونکہ یہہ پہاڑ پر چڑھنے
کا ارادہ کرتا ہے اتنے مین اور بھی پریزاد پہاڑ سے اوترے اور اوسکا ہاتھہ پکڑ کر اور طوق و زنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے اور یہان
کس لیے آیا ہے اور کون ہے جو تجھے یہان لایا ہے سچ بتلا حاتم نے کہا مجھکو یہان خدا لایا ہے اور مین شہر صورتی سے آیا ہون اسبات کے سنتے
ہی انہون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو ماہرو پری بادشاہ کا مہرہ لینے آیا ہے کیون سچ ہے یا نہین تب وہ اپنے دلمین سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہون
تو یہہ جیتا نچھوڑینگے اور اگر چھپاتا ہون تو جھوٹا ٹھہرتا ہون اس سے یہہ بہتر ہے کہ جسکا ہون سمجھیگا غرض کچھہ جواب نہ دیا
تب پریزادون نے آپسمین مشورت کی کہ اسکو آگ مین ڈالا چاہیئے اور انہون نے ہزارون لکڑیان جمع کرکے آگ بھڑکائی جب اوسکی لو آسمان تک
پہنچی اسکو اوٹھا کر اوس آگ مین ڈالدیا حاتم تین روز اوسی آگ مین رہا وہ جلتی گئی اوسکے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اوسکے
جامے کا نہ جلا تھا وہان سے ایکطرف کو روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ پریزاد ہر طرف سے دوڑے اور پوچھنے لگی کہ اے جوان
تیری صورت کا ایک اور شخص دو چار ہی دن کا ذکر ہے کہ آیا تھا اوسکو آگ مین ہمنے ڈالکر خاک سیاہ کر دیا اب تو آیا ہے
کیا تو بھی دو سر پا اور پیدا ہوا ہے کہ حاتم نے کہا آج تک [illegible] مین پڑی وہ کیونکر جیتا بچے پھر اوسکو اونہون نے ایک
[illegible] پہاڑ کے نیچے تین روز تک داب رکھا چوتھے دن اسکو اسسے نکال کر رسی و رسٹی باندھ پھر اک بھٹکا
کہ وہ وہان سے اٹھارہ کوس پر دریا شور تھا اوسمین جا پڑا اور ایک گھڑیال اوسکو نگل گیا اس صدمہ سے وہ عالم بیہوشی
مین تھا کہ کچھہ سمجھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا اپنکو گھڑیال کے پیٹ مین دیکھکر گھبرایا اور اوسکے دل جگر کو دور دور

پانوں سے کچلنے لگا اوس کے باعث سے وہ عاجز ہو کر خشکی میں گیا اور قے کرنے لگا حاتم اوسکے موہنہ سے نکل پڑا اور سکے
بعد بھوکا پیاسا کسی طرف کو چلا جب طاقت طاق ہو گئی چلکر ریت میں گرا اور ہر ایک سمت کو تکنے لگا اتنے میں ایک غول
پریزادوں کا اٹکھیلیاں کرتا ہوا آپہونچا اور ہر ایک دیکھکر آپسمیں کہنے لگا کہ یہہ آدمزاد کون ہے اور یہاں کیونکر آیا ہے
تحقیقات کیا چاہیے ایک نے آکر حاتم سے کہا اے آدمزاد تجکو یہاں کون لایا ہے جلد بتا حاتم نے کہا مجکو خدای کریم الرحیم
لایا ہے کہ جسنے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا یہ ہے کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجھکو جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا کی توفیق دی ہو تو
کچھ کھانے پینے کی خبر لو اونہوں نے کہا کہ تجکو دانہ اور پانی کیونکر دیں ہمارے بادشاہ کا یہہ حکم ہے کہ جس آدم کو جہاں پاؤ وہاں
ٹھکانے لگاؤ اگر تجکو نہ ماریں اور کھانے پینے کو دیں تو غضب سلطانی میں گرفتار ہوں اتنے میں ایک نے اونمیں سے کہا کہ اے یارو
خدا سے ڈرو کہاں بادشاہ اور کہاں یہ گدا کچھ آپ سے یہہ نہیں آیا واللہ اعلم کہاں سے گھڑیال اسکو لایا ہے اس کے
حیات کے چند روز باقی تھے جو اوسکے پیٹ سے نکلا اور انسان کی قوم ہم سب سے اشرف کہلاتی ہے کہ اسکو گھر لیجا کر
پرورش کریں اونہوں نے کہا کہ اس کو ہم رکھیں اور کھانا دیں سبادا پہونچیگا بادشاہ سنے اور ہمارے گھر دن مارے تو مفت
جان جاتی رہے حاتم نے کہا اے عزیزو اگر میرے مارے سے تمہارا بھلا ہو تو مجھکو قتل ہی کرو اس جرأت کو دیکھکر وہ آپسمیں
مشورت کرنے لگے کہ یہاں سے سات روز کی راہ پر ہمارا بادشاہ رہتا ہے جو اسکا حال بادشاہ سے عرض کرے ایسا کون ہے
یہہ سوچکر وہ سب کے سب متفق ہوئے اور حاتم کو اپنے گھر لیگئے قسم قسم کے میوے اور کھانے اسکے آگے رکھے حاتم نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پانی پیا
اور خوشی سے بیٹھا پھر پریزاد بھی اوسکے گرد بیٹھے اور قیل و قال کرنے لگے اوسکے حسن پر فریفتہ ہوئے پر کئی روز کے بعد ایک دن
حاتم نے اونسے کہا کہ اے یارو مجکو رخصت کرو کہ جس کام کیواسطے آیا ہوں اوسکی سعی کروں اونہوں نے کہا کہ وہ کام کیا ہے
اور تجھے یہاں کون لایا ہے حاتم نے کہا مجھکو فرخ فال بادشاہ کی سرحد میں دیو لائے تھے تمہارے یہاں آنے کو تین دن ہوئے مجکو آگ میں ڈال دیا
خدای کریم نے مجھے بچا لیا پھر اونہوں نے دریا میں ڈالدیا وہاں گھڑیال نگل گیا جب وہ ہضم نکرسکا تب اوسنے بھی کنارے پر آکے
اوگل دیا اتنے میں تمسے ملاقات ہوئی تم اپنی مہربانی سے اپنے گھر لے آئے اور میری تمنے غور پرداخت کی یہہ سنکر اونہوں نے کہا
اے جوان خوشرو ایسا کیا کام ہے کہ جسکے واسطے تونے ایسی مصیبتیں اوٹھائیں اور اتنی جفائیں سہیں حاتم نے کہا کہ میں ماہرو
پری بادشاہ سے کچھ کام رکھتا ہوں اونہوں نے کہا اے نادان تو ہمارے ساتھ ماہرو پری بادشاہ کا نام نہ لے کیونکہ اوسکے ہم
نوکر ہیں اور اوسنے اپنی سرحد تک سی صوبوں تک شہر شہر جو کہ یہاں ہمارے ہیں یہہ خبر پہونچا دیا ہے کہ میرے ملک میں کوئی آدمزاد اور
دیوزاد آنے نہ پائے اگر ماہرو پری بادشاہ سنیگا آدمزاد یہاں آیا ہے تو ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا اور تجھکو بھی مار ڈالیگا سواے قدرت خدا کے
کہ اس گھر میں کوئی آنے نہ پائے اگر تجھکو آجائے تو پھر جانے نہ پائے حاتم نے کہا اے یارو اگر میری حیات باقی ہے تو کوئی نہیں مار سکتا
اور اسی واسطے ڈرتے ہو تو مجھے باندھ کر اسکے پاس لیچلو خدا جو چاہیگا سو کریگا اونہوں نے کہا ہمسے یہہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جسکی
پرورش کی ہو اوسکو مارنے کیسے دیں اسلئے کیونکر دیں حاتم نے کہا میرے مارے جانے پر تم کوئی سوچ نکرو کیونکہ مجکو ماہرو پری بادشاہ کے

پاس چاہتا ہی خواہ مار یا چھوڑ اس بات کو سنکر وہ حیران ہوا اور شش و پنج میں پڑکر کہنے لگا کہ اب کیا کیجیے اور کس طرح اسکی خبر بادشاہ کو پہنچایئے آخر الامر یہ صلاح کی
کہ بہتر ہے اسکو یہیں رکھئے اور بادشاہ کو اس حال کی عرضی بھیجی حضور اعلی سے جو ارشاد ہو کیجیے اس بات پر ہر ایک راضی ہوا
تب ایک کو وکیل رخصت کیا اور اسمیں یہہ مضمون لکھا کہ جہان پناہ ایک آدمی دریاے قلزم کے کنارے ہاتھ آیا ہی اسکو
نظر بندونکے طرح اپنے گھر میں رکھا ہے اگر حکم عالی ہو تو حضور عالی میں بھیجا دیجیے غرض وہان عرضی لیکر چلا اور ایک ہی
ہفتہ میں در دولت پر پہنچا تو بھیجا عرضی بیگمون نے خبر پہنچائی کہ خداوندا ایک پریزاد دریاے قلزم کی چوکیدار یہیں سے
اپنے مالکے حاکم کی عرضی لایا ہے حکم ہوا کہ حضور میں حاضر ہو وہ آیا اور آداب بجا لایا عرضی حضور میں گذرانی
بادشاہ پڑھ کر مسکرایا کہ اُسے جلد حاضر کرو کئی دنکی بعد وہ دیو جواب لیکر آیا اور کہنے لگا حکم حضور یونہی ہے کہ اسکو در دولت
پر پہنچاو اس سخن کو سنتے ہی وہ پریزاد اسکو اپنے ساتھ لیکر چلا اور یہہ شہرہ ہر ایک سمت کو پہیلا کہ ایک آدم زاد گرفتار
ہو کر بادشاہ پریستان کے حضور میں جاتا ہی یہہ سنکر حسنا پریزاد کی بیٹی نے اپنی سہیلیوں سے مشورت کی کہ بادشاہ کے
ملک میں ایک آدمی نہایت خوبصورت اور حسین پکڑا ہوا آتا ہی اوسے دیکھا چاہیے سبہون نے کہا اگر دیکہنا منظور ہے تو
راہ میں دیکھ لو کیونکہ جب وہ حضور میں پہنچیگا تب اوسے کوئی نہ دیکھ سکیگا اس بات کو سنکر وہ اپنی ماں کی پاس آئی اور باغ
کے جانیکا بہانا کرکے رخصت ہوئی اور تھوڑی دور جاکر سہیلیوں سے پوچھنے لگی کہ اسے ان کو کیونکر دیکھیں انہیں سے ایک نے
کہا کہ دریاے قلزم کی چوکیدار فلانی رستے سے لیے آتے ہیں اگر وہیں چلکر دیکھو تو اچھا ہے اس بات کو سنکر وہ سب اوس
سمت کو گئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک مرد نہایت عالیشان پڑا ہے حسنا پری نے کہا کہ تو جاکر اُن سے پوچھ کہ تم کون ہو
اور کہاں لیے آتے ہو اس بات کی تحقیق کرکے جلد پھر آ غرض وہ گئی اور پوچھا اونہوں نے آدم کو دکھا دیا اور کہا کہ وہ چلی
پھر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص نوجوان مثل گل خندان اور حسن میں مثل ماہ تابان ژولیدہ مو نہایت خوبرو قید
میں بیٹھا ہی اور آہیں سرد بہرتا ہی اور وہاں پہر آئی حسنا پری سے اسکی حسن اور خوبی کی تعریف کرنے لگی حسنا پری
یہہ سنکر اسکی دیکھنے کی مشتاق ہوئی اور اپنی سہیلیوں سے کہنے لگی کہ تو ہم کیونکر دیکھیں انہوں نے کہا کہ جب رات
ہوگی سپاہی سو جاوینگی اسوقت ہم جاکر چوری سے اوسے لا دینگی تمہیں دکھلا دینگے اتنے میں آفتاب غروب ہوا
اور رات ہوگئی جب سپاہی سو گئے تب حاتم پر بیہوشی کی دارو چھڑک حسنا پری کے باغ میں اوٹھا لے گئیں اور اس سے
عرض کی کہ ہم اس آدمزاد کو باغ میں لے آئے ہیں وہ سنتے ہی باغ کی طرف متوجہ ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ ایک
جوان خوش جمال بیہوش پڑا ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور اوسکو ہوشیار کیا حاتم نے جو آنکھیں
کھولکر دیکھا تو ایک عورت پریزاد جمیلہ سامنے کھڑی ہے بے اختیار ہکا بکا ہو کر کہنے لگا کہ تو کون ہے
اور مجھے یہاں کون لایا ہے اوسنے ناز سے منہ پھیر کر یہہ شعر پڑھا ۔ یہ گھر گو کہ میرا ہے تیرا نہیں
پر اب گھر یہ تیرا ہے میرا نہیں + اور اپنے دل میں حیران ہو کر کہتا تھا کہ یہاں عورتیں ہیں اور وہ شکل

مردون کا تھا اور مین انکی قید مین تھا اس باغ مین کیونکر آیا آخر گھبرا کر بولا کہ تم
سچ کہو کون ہو یہان کسطرح پر آئے ہو شہزادی نے کہا اے جوان یہہ باغ شہزادی بہرہ ور بانو کا ہے اور مین اس پری کی سہیلی ہون
تیری انکی خبر جو تمام شہر مین اُڑی مجھکو تیری دیکھنے کی نہایت آرزو تھی اسواسطے یہہ یہان تجھکو بلایا ہے اور اگر لائی ہون حاتم نے
سنکر کہا سبحان اللہ کیا سبب ناحق تیرے کام مین خلل کیا پری نے کہا یہہ کون کام ہے مجھے آگاہ کر جسکے واسطے تو ایسا
پھر آیا ہے اوسنے کہا کہ مین ماہرو شاہ کا مہرہ لینے آیا ہون وہ ہنسی اور کہنے لگی اے جوان وہ اسکے ہاتھہ سے لینا ذرا کام کٹھن ہے
اور نہایت مشکل ہے کیونکہ فرشتہ کا بھی جہان گذر نہو وہان آدمی کب پہونچ سکے مگر تیری قسمت سے وہ ہاتھہ لگی لگی
بلکہ مین بھی تا بمقدور سعی کرونگی حاتم اسبات کو سنکر خوش ہوا غرض وہ دونو عیش و عشرت مین مشغول ہوئے اتنے مین جو لشکر
خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چوکیدارون نے حاتم کو وہان نہ پایا حیران و سرگردان ہوئے مگر معلوم کیا کہ پریزاد عاشق ہو کر
اسکو چرا لیگئے اگر بادشاہ نے تو ہماری کہال کھنچی بہتر یہہ ہے کہ کسی کونے مین چھپ رہین اور اسکی تلاش کیا کرین شاید کہین
کھوج ملے تو بادشاہ پاس پکڑ کے لیجائین یہہ کہکر وہ سب کے سب بھاگ گئے اور کسی جگہہ چھپ رہے رات ہوتی تب ڈھونڈتے
دن بھر چھپے رہتے اسی طرح ایکمدت گذر گئی ایکدن ماہرو پریشان ہو نے کہا کہ ابتک وہ آدمزاد نہین آیا کیا باعث ہے
ایک پریزاد جائے اور خبر لائے غرض حسب الحکم ایک پریزاد اڑا اور پلک مارتے مین اس لشکر کے پاس جا پہونچا اور کہنے لگا
بادشاہ منتظر ہے وہ آدمیزاد ابتک نہین پہونچا اسنے کہا مجھے ایک مدت ہوئی گذرے اوسکو اپنے لشکر کے ساتھہ روانہ
کر دیا ہے یہہ بات سنکر وہ پریزاد پھر آیا اور بادشاہ کی خدمت مین مفصل حال عرض کیا وہ اس خبر کے سنتے ہی آگ ہو گیا
اور ایک سردار کو بلا کر حکم دیا کہ تم اپنی فوج سمیت جا کر ان حرامزادون کی تلاش کرو دیکھو تو وہ اسکو کہان لیگئے غرض
وہ اپنے لشکر کو ساتھہ لیکر انکی جستجو کرنے لگا اتنے مین ایک شخص اس لشکر کا بھاگا ہوا انکے جاسوسون کو نظر آیا وہ
اسکے تئین باندھ کے حضور مین لیگئے اور بادشاہ نے اوپر عتاب کیا اور کہا سچ کہہ وہ آدمی کہان ہے اسنے کہا جی جو امان
پاؤن تو اسکا حال عرض کرون بادشاہ نے کہا کیا کہتا ہے جلد کہہ نہین جیتا نہ چھوڑونگا وہ ہاتھہ باندھکر کہنے لگا
خداوند ہم سب اوسکو فلانی مقام مین باحتیاط لائے اتفاقاً ہمکو غافل سو گئے کوئی اسکو چرا لیگیا وہ آپ سے
نہین گیا کیونکہ وہ آپکی ملازمت کا کمال اشتیاق رکھتا تھا غلامونکو اسبات کا بڑا اچنبا ہے لیکن جو
ہمنے نہ دیکھا اسواسطے آپکے خوف سے بھاگ کر جا بجا چھپتے ہین مگر رات کو ڈھونڈا کرتے تھے اس حقیقت کو سنکر
ہر طرف اوسکی تلاش کو گئی قضارا ایک پریزاد کا گذر مینا پریزاد کے باغ مین ہوا وہ وہان ایک گوشہ مین
چھپ رہا اتنے مین حسنا پری حاتم کے گلے مین باہین ڈالے اٹکھیلیان کرتے ہوئی اسکو نظر
آئی جاسوس کہنے لگا اے نمکحرام اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا اور ہم بحفاظت تمام لیے جاتے تھے
غافل پاکر تم اسے اڑا لائی ہو اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتے ہو تو ہمارے حوالہ کرو کہ اسکو بادشاہ کی پاس لیجائین

بہت نہیں پاتی جاتا تھا حاتم بولا اگر شہزادہ اچھا ہوا اور آنکھیں روشن ہوئیں اور درد جاتا رہے تو جو تو مانگی سو مجھکو کیا
انعام ملیگا بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا وہی پاویگا حاتم نے کہا اگر اس بات پر قول و قسم کرو تو میں شہزادہ کی ایسی دوا
کرون کہ اوسکی آنکھیں جیسی تھیں ویسی ہی روشن ہو جائیں تو اوسکو شفا ہو نہ مانگا انعام پاوٗن بادشاہ نے
کہا کہ میرا قول ہے پھر حاتم نے وہ مہرہ اپنی جگہ پر لیٹا رہا لگا کہ بہت ہین گھسکر اوسکی آنکھوں میں لگا دیا شام کی
ہونے لگی اوسکی درد جاتی رہی درد موقوف ہوا لیکن بینا نہوئین بادشاہ نے کہا آنکھوں کا درد گیا اوسکی آنکھیں آگی سے اچھی ہیں لیکن بینائی
جیسا ان میں تھا نہیں ہوئی تب حاتم نے کہا ہر چند ظلمات میں ایک درخت ہے اوسکو زر مہ کہتی ہیں اگر دو تین قطرہ اوس کے
پانی کے لاکر لگائیں تو اوسکی آنکھیں روشن ہو جائیں اس بات کے سنتے ہی ماہرویہ بادشاہ نے کہا اے جوان ایسا کچھ تم مین
کون ایسا ہے کہ اس کام کو کرے جو انہوں نے کہا جہان پناہ اسکے راہ نہایت پر خطر ہے اور اسمین نہایت دلیری چاہیے ہم میں
سے کوئی جا نہیں سکتا کیونکہ وہ کافر بڑی زبردست ہیں ہمکو جیتا نہ چھوڑینگے آگی جو حکم ہو سو کریں اتنے میں حسنا پری اوٹھی اور ہاتھ
باندھکر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند میرا قصور معاف کریں اور اس انسان کو مجھے بخشیں تو میں جاؤن اور اوس درخت کا پانی لاؤن
بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ بخشا اور وہ سر حد تیری پاؤں پڑے اور اوس آدمی کا بھی وہی مختار ہے حاتم بولا اے حسنا پری اگر تو چاہی کہ تمام
عمر مجھ سے پاس رہے اور سیر ہو کر تیرے باغ حسن سے سیر کرون تو جلد جا اور اس کام کو کر اور حسنا پری نے کہا کہ تجھی پہلے یہہ کام کرلے
پھر مختار ہے جلد ہو جا بیٹا اور دہر جا تا کوئی تیرا مانع نہ ہو گا حاتم نے کہا کہ اسطور سے بہتر ہے ای جان قبول کیا اب جلد جا یہہ سنکر
حسنا پری کئی پریون کے ساتھ روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات میں جا پہنچی کیا دیکھتی ہے کہ ایک درخت عظیم الشان کہ اوسکی
پھننگ آسمان تک پہنچتی ہے اور اوس سے پانی کے قطرے ٹپکتی ہیں حسنا پری نے ایک شیشہ اوسکے نیچے رکھدیا تھوڑی سی دیر
میں وہ شیشہ پانی سے بھر گیا تب اوسکا منہہ باندھ کر وہاں سے چلی اور تھوڑی دیر میں خلقا اس کا جو کیدار جو ہزار دیو اوس درخت
کا نگہبان تھا آپہنچا حسنا پری نہایت چست و چالاک تھی بھاگی اور اوسکے ہاتھ نہ لگی چالیس روز کے عرصہ میں بخوبی اقدین آپہنچی
اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی خداوند آپکی اقبال سے یہہ لونڈی اوس درخت کا پانی لے آئی اور اوسکے چوکیدار دیو کے
ہاتھ نہ لگی یہہ کہکر شیشہ کو بادشاہ کے آگے رکھدیا کہ یہہ چند قطرے پانی کے حاضر ہیں اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر
کئے بادشاہ نے حسنا پری کو نہایت مہربانی سے اپنے گلے سے لگایا اور وہ پانی کا شیشہ حاتم کے حوالہ کیا اوسنے فی الفور
اوس مہرہ کو رگڑا اوسکے آنکھوں میں دیا اور پٹی سے سات روز تک باندھ رکھا آٹھویں روز جو اوسکے آنکھوں سے پٹی کھولی
تو آنکھیں ایسی دیکھیں کہ جیسے ماں باپ کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا جو ہیں شہزادے نے اپنے باپ کا دیدار دیکھا
نہایت خوش ہوا اور حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اوس کو گلے لگا کر خدا کا شکر کیا تب ماہرویہ بادشاہ نے
ممنون احسان ہو کر اوس کے آگے انبار زر و جواہر رکھا کہ جسکا کچھ شمار نہیں کیا جاتا حاتم نے
کہا اے بادشاہ غریبوں کے پشت پناہ اسقدر زر و جواہر میں تنہا کیا کرونگا اور کہان

لیجاونگا ہان اگر تم اپنے پریزادونکے ہاتھ قیروقاش بادشاہ کے پاس بھجوا دو تو لائق ہے کہ وہ سرحد چین تک
یا سیر ہی ساتھ کر دینا تب بادشاہ نے اپنے پریزادونکو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تو تم اسباب
اسکا لیجاؤ پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ جو کچھ عنایت ہوئے ہیں سو آپکا تفضلات ہے لیکن امیدوار اسباب کا
ہون جو مجھے کہا تھا سو عنایت ہو بادشاہ نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے حاتم نے کہا یہ مہرہ جو آپکی ہاتھ میں ہے اگر میری
آرزو پوری کرنی ہے تو بخشو اسبات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ شاید حارث سوداگر کی بیٹی
نے یہ مہرہ تجھسے مانگا ہے اور میں نے تجھسے اقرار کیا ہے ناچار ہون یہ کہکے بادشاہ نے مہرہ حاتم کو دیا اور کہا اے جوان جب تک یہ
مہرہ اوسکو دیگا میں اسکے پاس رہنے نہ دونگا کسی ڈھب سے منگوا لونگا حاتم نے التماس کیا جب عاشق کا کام ہو چکی پھر
آپ مختار ہیں حاتم نے اوسکو لیکر اپنے بازو پر باندھ جتنے گنج اور دفینے زمین میں گڑے تھے سو تمہے نظر آنے لگی تب اپنے
اپنے جی میں کہا کہ حارث سوداگر کی بیٹی نے یہ مہرہ مجھسے منگوایا ہے القصہ بادشاہ سے رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے
عیاروں نظربازوں سے کہا کہ جسوقت حارث کی بیٹی کا نکاح ہو چکے اسکے ہاتھ سے لیکے آئیو حاتم
وہاں سے حسنا پری کے گھر آیا اور تھوڑے دن عیش و عشرت کرکے رخصت ہوا تب وے پریزاد زر و جواہر لیکر اسکے
ہمراہ ہوئے اور قیروقاش کی سرحد تک پہنچا کر رخصت ہوئے اور وہ جو حاتم کیساتھ آئے تھے دیکھتے ہی دوڑے
اور شاد ہوئے پھر اس مال و متاع سمیت ایک تخت پر بٹھا کر چند پری زمین قیروقاش کے پاس لیگئی وہ اوسے بغلگیر
ہوا اور بہت سی تواضع کرکے آفرین کی شبکو حاتم وہاں مہمان رہا صبح کو رخصت ہوکر شہر کی راہ لی سویرے میں آ پہنچا
دیوونکو وہ زر و جواہر بخشکر رخصت ہوا پھر آپ سوداگر کی بیٹی کے گھر آیا اور مہرہ اسکے حوالہ کیا وہ اوسکو
دیکھتی ہی نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی اے جوان اب میں تیری ہوں جو چاہے سو کر حاتم نے کہا اے ساقی نا
مطلب میرا یہ نہیں ہے کہ تجھسے شراب وصال پیوں مگر وہ جوان جو ایک مدت سے اس شراب کا پیاسا ہے اسکو پلا اور
تو بھی قبول کر اوسنے کہا میں تیری ہوں تو مختار ہے جو کچھ کہے وہ بجا لاؤنگی حاتم نے اسکے باپ کو بلوا کر اس سوداگر بچی
کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیا اور یہہ کہا کہ اسے اپنا فرزند سمجھو اسنے اوسیوقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو
اوسکے ساتھ بیاہ دیا دس دن کے بعد وہ مہرہ اوس لڑکی کے ہاتھ سے غائب ہوگیا وہ رونے پیٹنے لگی تب حاتم نے
اسکو دلاسا تسلی دیکر کہا تیرے شوہر کو اتنا زر و جواہر دیا ہے کہ وہ سات پشت تک کھاوے
گا اتنا کیوں بلبلاتی ہے غرض اس طرح کی کئی باتیں کہکر حاتم وہاں سے رخصت ہوا اور حسن
بانو کے سوال و جواب کے فکر میں چلا کئی دن بعد منزلیں طی کرتا ہوا اور آفتیں اوٹھاتا ہوا
کسی دریا کے کنارہ پہنچا وہاں ایک محل بادشاہی کے لائق اسکو نظر پڑا اور اوسکی دروازہ پر خط جلی میں لکھا
نیکی کر دریا میں ڈال یہ اس نوشتہ کو پڑھکر خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کیا کہنے لگا الحمد للہ رب العالمین

مین ہمراہ کو پہنچا قدرے آگے بڑہا تو سب سے شخص خواصون کے طور پر محل سے نکلی اور اندر لیگئی وہان جاکر وہ کیا
دیکھتا ہے کہ ایک سو برس کا بوڑہا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹھا ہے حاتم کو دیکھتے ہی اٹھا اور گلے لگاکر
اپنے تخت پر بٹھا لیا اور کھانے طرح طرح کے منگوا کر کھلوائے جب حاتم نے کھانے سے فراغت پائی پوچھا کہ آپنے در دولت پہ
کیون لکھہ رکھا ہے اسنے کہا مین راہزن تھا راہ تو نکو مسافرونکا مال لوٹتا تھا اور تمام دن مزدوری مین کاٹتا تھا
آخر روز دو روٹیان پکوا کر بشکر ڈال کر دریا مین پھینکدیا کرتا تھا اور کہتا یہ کام خدا کیواسطے کرتا ہون ایکمدت یونہی گذر گئی ایک
دن بیمار ہوا اور قریب ہلاکت پہنچا اور ایسا بیہوش ہوا کہ گویا اس حالت مین میری جان نکل گئی کیا دیکھتا
ہون کہ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑکے دوزخ کو دکھلاتا ہے کہ تیری جگہہ یہی ہے قریب تھا کہ مجکو دوزخ مین ڈالدے
دو فرشتے مرد کیصورت آگے آئے میرا بازو پکڑ کے کہنے لگے کہ اسکو ہم دوزخ مین نجانے دینگے اور اسکی جگہہ
دوزخ نہین ہے بلکہ بہشت مین جائیگا چنانچہ وہ بہشت مین لیگئے کہ ایک بزرگ اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا
کہ اسکو کیون لائے ہنوز اسکی عمر کے دوسو برس باقی ہین اسکا ہمنام ایک اور شخص ہے اسکو لے آؤ یہ سنکر پھر وہی
دونون جوان مجکو یہان پہنچا گئے اور کہنے لگے ہم دونو وہی دو روٹیان ہین جو خدا کے واسطے تو دریا مین ڈالتا تھا
اتنے مین ذرا ہوش آیا مین اوٹھہ کھڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ
گنہگار ہون مجکو بخشدے مین توبہ کرتا ہون اور رزق مجھے ہر حال مین تو ہی خزانہ غیب سے پہنچائیگا جب صبح ہوئی تو
معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے لگا کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل آئے مینے انکو اوٹھا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا
پٹوا دیا کہ اگر کسیکا مال دریا مین گر پڑا ہو تو مجھسے لے لیوے اسبات کا جواب نہ پایا پھر بدستور سابق دریا پر گیا اور اسیطرح
دینار نکل آئے انکو بھی لاکر رکھہ چھوڑا اسیطرح سے دن گذرا اور رات ہوئی تو مین کیا خواب دیکھتا ہون کہ ایک شخص کہتا ہے
اے بندہ خدا وہ دو روٹیان تیری شفیع ہوتی ہین خدا کریم نے حکم کیا ہے کہ تجھکو سو دینار روز ملا کرین تو انہین سے کچھہ
خدا کی راہ مین خرچ کر اور باقی سے اپنی اوقات کاٹ اتنے مین آنکھہ کھل گئی سجدہ شکر بجالایا پھر حق مینے یہ عمارت بنائی اور اوسکے
دروازہ پر کلمہ لکھدیا اب بھی اسیطرح سو دینار مجھے پہنچتے ہین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون اور کھانا کھلاتا ہون اور یاد
الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب میری عمر کے سو برس باقی ہین اور اس عمارت کو بنے سو برس ہو گئے ہین آخر تیرے جب مجھے یقین ہوا
کہ خداوند کریم نے مجھے بخشا اور اتنی عمر عطا کی اور رزق سمیت پہنچائیگا تب سے مین خوش و خرم رہتا ہون اور کسیطرح کا اندیشہ
نہین کرتا ایسی ہدایت خدا اسکو نصیب کرے اسبات کو سنکر حاتم نے خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور تین روز
اوسکے پاس رہا چوتھے دن رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین پہنچا کیا دیکھتا
کہ ایک کالا سانپ کسی خوشرنگ سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہے یہ حال دیکھکر للکارا کہ خبردار
کیا کرتا ہے وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا وہ غریب بیٹھا گھبرا گئے کی تاب نہ رکھتا تھا وہی درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور ادہر اودہر

سیر کرتے کرتے یہان بہی آ نکلا ہون تو اپنا حال بیان کر لیا ہکا بکا کیون روتا ہی اور یہان کسواسطے کہڑا ہے
اُس نے کہا ای مسافر تیری طرح سے بہت اشخاص اس راہ سے آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسینے میرے درد کا علاج
نکیا احوال کہنا کچہہ حاصل نہین تو اپنی راہ لے کیون دکہہ دیتا ہے اور مجہے بلا مین کسواسطے ڈالتا ہی حاتم نے کہا جیسا کہ تونے
اکثر لوگون سے کہا خدا اُنکو اسلئے مجہہ سے بہی کہہ کہ تیرے دل مین رنج ہی جب اُونے کہا تو ایکدم میرے پاس بیٹہہ جا مین ہوش مین آؤن
اور اپنا ماجرا کہون اس درخت کے نیچے بیٹہہ گیا جوان کہنے لگا ای شخص مین ستم رسیدہ سوداگر ہون میرا قافلہ روم کو
جاتا تہا اور مین اُسکے ساتہہ یہانتک پہنچا صبحکو اُس سے جدا ہوکر اس پہاڑ پر آیا اور قضاء حاجت سے فارغ ہوکر اس درخت کے نیچے
بیٹہا یہان ایک پریزاد حسین مہ جبین کو دیکہکر فریفتہ بلکہ ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ وہ میرے سر کو اپنے زانو پر رکہکر
گلاب چہڑکنی لگی جب ہوش مین آیا اپنے سر کو اُسکے زانو پر رکہکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہوا پہر کیف اٹہہ کہڑا
ہوا اور مینے پوچہا ای نازنین جان بخش تو کون ہی اس جنگل ویران مین کیا کرتی ہی اوسنے کہا مین پریزاد ہون اور یہہ
پہاڑ میرا مکان ہی تجہسا آدمی چاہتی تہی سو آج خدا نے ملا دیا یہہ دلبری اور دلداری کی باتین سنکر مین ایسا دیوانہ
ہوگیا کہ اپنے مال و متاع قافلہ کی کچہہ خبر نہین ہی اسطرح چندروز الفت رہی یکایک میرے طائر روح کو اوسنے اپنی زلف
مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اس سے صحبت رہی ایکدن مینے اس سے کہا ای پری اس جنگل مین رہنے
سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے گذارین اُسنے کہا اگر تیرا دل چاہتا ہی تو بہتر ہی لیکن بہت نزدیک سے مین
اپنے لوگون سے ملاقات کرکے رخصت ہو آؤن لیکن خبردار تو میرے آنے تک کہین نہ جانا اسنے کہا سچ کہو کب آوگی اوسنے کہا کہ
سات دن کے بعد لیکن تو اگر کہین جائیگا تو پشیمان ہوگا اسی حال سے سات برس ہوئے کہ وہ عہدشکن نہین آئی اور
مین اسکے وعدہ پر کہین نہین جاسکتا مبادا آجائے اور مین نہون خدا جانے میرے حق مین کیا کرے اب میری قوت درختون کے
پتے ہین اور پانی اس چشمہ کا کیا کرون زمین سخت ہی آسمان دور ہی نہ بیٹہنے کو جگہہ نہ چلنے کو پاؤن ہی حسب حال یہ شعر ہی
جدائی تیری کسکو منظور ہی ٭ زمین سخت ہی آسمان دور ہی ٭ یہہ حال سنکر حاتم بہت کڑہا اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا ای عاشق زار
اگر اوسنے تجہے اپنا نشان دیا ہی اور نام بتلایا ہی تو مجہہ سے بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اسکے قبائل کوہ قاف پر رہتے
ہین اپنا پتہ معلوم نہین کہ وہ کہان گئی ہی حاتم نے کہا ای جوان جب تجہسے رخصت ہوئی تہی تو کسطرف گئی تہی اسنے کہا کہ میرے
سامنے دس پانچ قدم داہنی طرف چلی تہی پہر نہین معلوم کہ کس طرف گئی اُسنے کہا کہ اگر تم عشق رکہتے ہو تو ہمارے ساتہہ
کوہ لقا پر چلو خدا کے فضل سے ڈہونڈہ نکالینگے جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آئے اور مجہے نپائے تو پہر نہ یہ جگہہ
پاؤنگا نہ وہی ہاتہہ آئیگی اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو رہیگی نہین تو اوسکے انتظار مین مرجاؤنگا حاتم اس کلام
درد آمیز کو سنکر آنسو بہر لایا اور کہنے لگا اے عزیز اگر اسکا نام جانتا ہے تو بتلا دے اُسنے کہا کہ الگن پری
کہتے ہین حاتم نے کہا ای جوان خاطر جمع رکہہ کہ کوہ لقا پر جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو تجہسے ملا دیتا ہون

یا تجھکو وہان لیجاتا ہون ہے اب مین اسکا مکان تحقیق کرکے آسی پانون پھر آتا ہون وہ بولا ابتک مینے
کوئی شخص ایسا نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑے اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہے کام پر لگ
حاتم نے کہا اے عزیز مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھتا ہون کہ یہ خدا کی راہ مین کسیکے کام آوے اور جسکو درکار ہو سونپے جب
جی تلک بنا مین گنوا دونگا کام اسکا بجا ہی لاؤنگا میرے کہنے کو راست مانو اور جھوٹ نہ سمجھو غرض اسی قسم کی
دو چار باتین کرکے رخصت ہوا اور جسطرف وہ پری گئی تھی اوسی جانب کو روانہ ہوا چلتے چلتے ایک پہاڑ پر جا
پہنچا اور اس پہاڑ پر چڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے درخت میوہ دار لہلہا رہے ہین اور کتنے پھولون سے لدے ہین اور جھوم
رہے ہین اور اس سے ایک جگہہ پاکیزہ نظر آئی ہے وہان چار درخت بڑے لگے ہوے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی حاتم بسبب
تمام اس مکان مین گیا جاتی ہی بے اختیار اُسکی آنکھہ لگ گئی سو رہا شام کیوقت چار پریان آئین اور مسند بچھائی اور اسکو
دیکھکر آپسمین کہنے لگین یہ کون ہے اور کیونکر آیا ہے اس سے پوچھا چاہیے مشورت کرکے اُسکے پاس آئین اور جگا کر کہنے لگین
اے آدمزاد تو یہان کیونکر آیا ہے حاتم اونکی آواز سنکر چونک پڑا اٹھکر ادہر اودہر دیکھنے لگا اور بولا مجھکو میرا خدا یہان
لایا ہے کوہ لقا کی سیر کرنے اور الگن پری کو دیکھنے جاتا ہون اسکا سبب یہ ہے کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے
وہان سے گئی ہے اور سات برس گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اُسکی یاد مین بیقراری سے تڑپتا ہے اور اوسکی جان
لبون پر آ رہی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ اُسکو سمجھاؤن کہ وعدہ کرنا اور وفا نکرنا یہ شیوہ اچھا نہین ہے اسباتکو سنکر
وہ مسکرائین اور کہنے لگین کہ الگن پری کوہ القا کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار
کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہے جو اُس پہاڑ کے دیکھنے اور اسکے ملنے کا قصد رکھتا ہے اسکے قطع نظر اگر تو وہان جائیگا
تو کب جیتا بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو سو ہو وہان گئے بن نہین رہتا ہون انہون نے کہا کہ اگر ہماری نصیحت قبول
کرے آج کا رہنا غنیمت سمجھے تو کل ہم تجھے کوہ لقا کی راہ دکھا دینگی اوسنے کہا بہت اچھا کسیطرح یہ کام ہو غرض وہ
اونکے گھر مہمان رہا اور اس رات کو عیش و عشرت مین بسر کیا صبح ہوتی ہی کوہ لقا کا رستہ لیا وہ حاتم کے ساتھ ہوئین
سات روز تک و تمام رات چلی گئین آٹھوین روز کسی منزل پہنچکر کہنے لگین اب آگے ہم نہین جا سکتے کیونکہ یہان تک
ہماری سرحد ہے تجھے چاہیے کہ سیدھا چلا جا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین کوہ لقا تک پہنچ جائیگا حاتم ان سے
رخصت ہوا اور ایک ماہ کی راہ پر جا پہنچا جہان ایک دوراہا تھا رات کی رات وہین رہا دو چار گھڑی رات گئی ایک بستی
کی طرف سے گریہ و زاری کی آواز اوسکے کان مین آئی وہ چونک کر اٹھ بیٹھا اسپر دھیان کیا اور جی مین کہنے لگا کہ اے
حاتم خدا کی راہ پر کمر باندھا ہے اور گریہ و زاری کی آواز سنکر تغافل کرے بہتر یہ ہے کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ
کی خبر لے یہ دھیان کرکے اٹھا اور تمام رات ادہر اودہر ڈھونڈھتا رہا صبح ہوتی ہی جہانسے آواز آئی تھی وہان پہنچا کیا
دیکھتا ہے کہ ایک جوان سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہے حاتم نے کہا بندہ خدا کیون روتا ہے ایسا کونسا صدمہ پڑا جس سے تو

آدمی ہمیشہ کہا جاتا ہے اس بات کو سنکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ اس بلا کو کسطرح جان سے ہونگو سر پر بلائی ہو چکیہ
کاروانسرا مین آیا اور اونکی پاس میدان مین پڑ رہا گرد ایک گہڑا کہدوایا اور بہت سے سوکہی لکڑیان ڈالکر اوس مین
جا بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آیا دیکھا کہ پہاڑ سا سامنے چلا آتا ہے جب نزدیک آیا حاتم نے جانا اوسکا نام
میمن ہے اور پانون اور سر ہاتھی کا سا ہے اور جسم شیر کی سی چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل ہے اسمین تو آنکھین
ہین اگر اوسکے بیچ کی آنکہ کسی ضرب سے پہوٹ جاے تو یقین ہے کہ یہان سے بہاگ جاے اسلئے مین وہ پہیلا سے شہر کیطرف آپہنچا
لوگون نے دیکھتے ہی قلعہ کے گرد آگ لگا دی اوسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہگیا وہ ادہر ادہر
دیکھنے لگا اور ایک آواز اوسکے سر سے ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہانکی تہرتہرا گئی یکایک وہ اچہل کر قریب حاتم کے
پاس پہنچا اسنے تیر ایک ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکہ مین پار ہو گیا وہ نیم بسمل کیطرح خاک پر تڑپنے لگا اور ایسی
نعرے مارے کہ تمام جنگل گونج گیا یکایک ایسا بہاگا کہ پیچھے پہر کر نہ دیکھا حاتم اوس غار سے نکلا اور باقی رات
وہین کاٹی صبح کو اس بستی کے رہنے والے اسکی پوچھنے لگے الغرض تو اسکو دیکھکر کیونکر جیتا رہا اسنے کہا کہ میرے
سر پر خدا کا سایہ تہا اسنے بچا لیا اور اس بلا کا نام میمن تہا خدا کے فضل سے مینے اوسے مارا اور تمہارے سر سے
دفع کیا انہون نے کہا یہہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آج کی رات تم سب کے سب قلعی کی چہت پر
بیٹہکر جاگو اگر وہ رات کو آوے تو تم مجکو جہوٹا جانیو اور نہین تو سچا انہون نے اسکے کہنے کی موجب کیا جب
وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب کے سب آکر حاتم کے پاونپر گر پڑے اور زر جواہر لاکر نذر کیا اسنے کہا کہ مین
تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کہان جاؤن بہتر یہی ہے کہ اسکو فقیرونکو حوالے کرو خدا کی نزدیک
سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہہ کہکر رخصت ہوا اور اسطرف کو چلا اتفاقاً ایکدن راہ مین کیا دیکھتا ہے
کہ ایک سانپ نیولے کے پیچھے لگ رہا ہے قریب ہے کہ کوئی نہ کوئی اون مین سے مارا جاے حاتم بولا اور للکارا کہ اسے
حیوانون تم دونو مین ایسی کیا دشمنی ہے سانپ نے کہا کہ اسنے میرے باپ کو مارا ہے مین اسے مارونگا
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تہا اسلئے کہا لیا سانپ سے حاتم نے کہا کہ اپنے باپ کا عوض لیا چاہتا ہے تو راہ خدا
مین مجہی مار چاہتا تہا کہ حاتم سر اپنا نثار کرے نیولا پکارا اے جوانمرد تہیر ایسی جلدی نکر یہہ بات سنتے اوس نے
کیواسطے کی تہی آفرین تجکو اور تیری مان باپ کو یہہ کہکر وہ دونو انسان کی صورت ہو گئے حاتم نے کہا انہیر
یہہ کیا سبب ہے کہ تم ابہی حیوان تہے اب انسان ہو گئے نیولا بولا کہ ہم دونو قوم جن مین سے ہین اور
اوسکے باپ نے میرے بیٹے اسکو اسلئے مارا ہے کہ مین اسکی بیٹی پر عاشق ہون اور وہ اسکی شادی
میرے ساتھہ نہین کرتا تہا اور یہہ اوس لڑکی کا بہائی ہے یہہ بہی ویسی حجتین کرتا ہے اسے
بہی مارونگا حاتم نے کہا اے جوان اپنی بہن کی شادی اسکے ساتھہ کیون نہین کرتا

اوسنے کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بہی اسکو اگر میرے ساتھہ بیاہتا
قبول کرے مین بہی قبول کرون نیولے نے کہا کہ میرا باپ جیتا ہے وہ راضی نہین مین ناچار ہون حاتم نے کہا اپنے باپ کے
پاس بہیج بیچ مین آسے سمجہا بجہا کر راضی کرونگا غرض وہ دونو جن اور حاتم روانہ ہوے شہر سے دور جا کر نیولے نے کہا کہ
مین اپنے محل مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہان کے لوگ تجہے پکڑ کے میرے باپ کے پاس لے آوینگے وہان جیسی ہو
ویسی کیجیو حاتم نے اوسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ انکو پکڑ کر مسمی تیرنام بادشاہ پاس لیگئے اسنے کہا ای آدم زاد تو کیا
شہر مین کیون آیا تہا وہ بولا کہ مین بندہ خدا ہون تیرے بہلے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا ای شخص تو کیونکر جن کی
قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا تجہکو تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہی جو ایسا غافل ہے اسبات کے سنتے ہی کہا
العزیز یہ کیا کہتا ہے مینے اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہے اپنی جان سے بہی اسکو بہتر جانتا ہون اور عزیز رکہتا ہون
حاتم نے کہا اگر اوسکی زندگی چاہتا ہے تو میرا کہنا مان نہین تو آج کل ہی مین مارا جاتا ہے اسنے کہا ای دوست
یکجہتک رحمت خدا تجہکو کہ تو نے مجہپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہی بارے اس بہید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے
کسی کے باپکو مار ڈالا وہ اسکو مارا چاہتا ہی آج مینے اسکو جنگل مین لڑتے دیکہا تہا بلکہ قریب تہا کہ اسکی جان جاوے
بیٹے نے زور اسکو بات سے چہٹایا لیکن ایک نہ ایک دن مارا ہی جاویگا کیونکہ یہ اوسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اسکی
بہن پر فریفتہ ہے بہتر یہ ہے کہ تو دونون کی شادی کر دے کہ آپسمین میل ہو جاوے ہیوزر نے حاتم کی یہ بات پسند کی
اور اسیوقت اپنی لڑکی کو اوس سے بیاہ دیا اور اوسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ ایک ایک اپنی مراد کو پہنچا
تب حاتم ہیوزر بادشاہ سے رخصت ہونے لگا اسنے کہا ای جوان اس نیکی کے بدلے مجہ سے کچہ روپیہ جواہر لے اسنے
کہا عوض لینا میرا کام نہین اس نے بہت کہا کہ تو اگر میرا مال متاع نہین لیتا تو میرا عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین
اگر کچہو کاٹی تو زہر اثر نکرے اور سوزش ہو اگر اسکے نیچے سوے تو آگ سے نہ جلے اور اگر کوئی جادو کرے تو وہ بہی
اوسکے رکہنے والے کو اثر نکرے اگر دریا مین حائل ہو تو اسمین اسکو ڈالدے کشتی کے طور پر ہو جاوے اور بیڑا پار
کرے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بہی اپنے پاس رکہ اسکے یہ خواص ہین اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ کہے
اسوقت اپنے منہ مین رکہیو اوسکے دہشت سے ہرگز کسیکا زہر اثر نکریگا حاتم نے دونو لیلیا اور اوس سے رخصت
ہو کر راتدن چلنے کے سوا کچہ کام نکیا کئی منزل کے بعد ایک عظیم الشان دریا دکہائی دیا کہ اسکی لہر آسمان تک جاتی تہی متفکر ہو کر
پایاب کی نشانگاہ کہیں نہ دیکہا آخر مین ہیوزر کے عصا کا خواص یاد آیا اسوقت دریا مین ڈالدیا وہ کشتی کے طور پر ہو گیا
اسپر سوار ہو کر [illegible] جب بیچ منجدہار مین پہونچا تب دریا سے ایک گہڑیال نکلا اور اسکو سات کوس تک نیم غرق کئے پہنچا ہوا
لیکن جب اسکا پانون پر لگا تب آسمی کہنچنے لگے دیکہا تو ایک گہڑیال مانند [illegible] کرتا ہے پیران [illegible] اسکو گہیرا
نے زبردستی چہین لیا [illegible] حاتم نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] نہایت زبردست ہے اور [illegible]

گھڑیال بولا یہہ ستم رسیدہ کیا کہے تم دیکھوگی تو معلوم کروگے حق تو یہہ ہے کہ اگر وہ چاہیگا تو اپنے نیش کے مقراض سے ٹکڑے کر
دو ٹکڑے کر ڈالے اسوقت چراغ گل ہوگیا اور یہہ بات دیکھنے حاتم اور بیٹھا اسی گفتگو میں تھے کہ وہ آپہونچا حاتم دیکھکر
دوڑا اور وہ حاتم کے طور پر دکھلائی دیا چنانچہ ایک طرف کو غرب کو پہونچا تھا اور وہ دوسری جانب کا مشرق کو آتے
میں گیا بیٹے کی نظر جو گھڑیال پر پڑی ایک لیا نعرہ مارا کہ وہ سب کیطرح کانپنے لگا اور حاتم بھی آگاہ ہوا کہ لیٹنے لگا کہ الٰہی
اس بلا سے کیونکر نجات پاؤں پہلے میں کہا اور مہرہ کا عصا لیکر ہاتھ میں اٹھکر کھڑا ہوا لیکن اوسکو دیکھکر جہاں تھا
وہیں رہگیا اتنے میں حاتم نے باواز بلند کہا کہ اے بندۂ خدا کسیکو دکھ دینا اچھا نہیں بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے سو
اپنے حق میں کانٹے بوتا ہے تو کسواسطے اس غریب کو دکھ دیتا ہے کیا تیرے رستے کو اور جگہہ نہیں ہے یہہ سنکر سلطان نے کہا کہ ہم دو
دونو یہاں کے رہنے والے ہیں اسمیں سمجھہ لینگے آدمی کو کیا دخل جو ہمارے بیچ میں بولے حاتم نے کہا یہہ سچ کہا پر جسنے کہ
اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ کوئی سیر ہوکے کسیکی ہاتھ سے ستایا جائے سلطان نے کہا اب تو میں اسے
تیرے کہنے سے چھوڑے دیتا ہوں پھر تجھے کہاں پاؤنگا جو حمایتی بنا کر لائیگا اسکو آخر اسی میں رہنا ہے اور مجھکو بھی تو
وہی مثل ہے دریا میں رہنا اور مگرمچھوں سے بیر حاتم نے کہا اے کافر معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی پر رحم نہیں کرتا نہ خدا سے
ڈرتا ہے خبردار اب بھی کچھہ نہیں گیا اگر زندگی چاہتا ہے تو اپنے فعل سے باز آ نہیں تو ابھی بیجان کرکے اڑا دیتا ہوں اس
بات کو سنکر سلطان ہنسا اور کہنے لگا کہ اس ضد میں ہرگز اسے نہ چھوڑونگا بلکہ تجھے بھی بہکا کر جانتا تھا کہ اپنے نیش سے
بلکہ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اتنے میں مہرہ بادشاہ کا عصا اسکے ور سے مارا کہ اوسکے دو نیش کھیرے کیطرح کٹ کر زمین پر
گر پڑے سلطان نے جب دیکھا کہ میرے پاس حربہ نہیں جان لیکر بھاگا گھڑیال اوسکے پیچھے دوڑا حاتم نے ڈانٹکر کہا کہ اے
نامرد کہاں جاتا ہے اور تو اسے کیوں ستاتا ہے اگر اب تو دکھہ دیگا تو میں مار ڈالونگا یہہ سنکر ڈرا اور وہیں ٹھہر گیا
حاتم آنکھیں بند کرکے اس پتھر پر چڑھا اور دریا کے کنارہ جا لگا پھر پاؤں زیر ران کیطرف روانہ ہوا اور اوسکے قریب جا
پہونچا ایک درخت سایہ کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ میں خدا کے فضل سے یہانتک پہونچا مگر ان جانوروں کے جوڑ کو ڈھونڈنے
کہ وہ کہاں ہے اتنے میں رات ہوگئی اور وہ چرنے گئے تھے وہاں سے پھرے اور ایکدرخت کے اوپر بیٹھکر آپسمیں کہنے لگے کہ آج کی
رات آدمی خدا رسیدہ غریب بیچارہ [illegible] اوپر اوتارا اور دکھہ سہتا یہانتک آیا ہے اور ہمنے بزرگوں
سے اسکا نام حاتم طے سنا ہے اور خدا کا بندہ خاص ہے مگر ایسا نہو کہ ہماری ملاقات سے محروم جائے یہہ بات پھر اگر وہ
سب حاتم کے پاؤں پر گر پڑے وہ ہر ایک جانور کی صورت دیکھکر حیران رہگیا اسواسطے کہ انکا منہ آدمی کا سا تھا اور بدن
طاؤس کا اگر پری بھی انہیں دیکھے تو فریفتہ ہو جائے انہوں نے کہا کہ شاید کوئی شخص سحر جادو کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے پھر
سحر نے ہمارا ایک جوڑا طلب کیا ہے حاتم نے کہا یہہ تمنے سچ کہا اگر تم اپنے میں سے ایک کو میرے حوالہ کرو تو اس بیچارہ کو ملا دو اور مجھے بھی
سوال جبتک جیتا رہونگا احسان مند رہونگا اور نامرد بھی اپنی مراد کو پہنچیگا تمھیں دعائیں دیگا اسبات کو سنکر انہوں نے آپسمیں صلاح کی

کوئی ایسا ہے کہ ایک جوڑا اپنے بچھونے کا خدا کی راہ مین اس جوان کو دے کہ کار خیر ہے اس سخن کے سنتے ہی انہین سے
ایک اوٹھا اور ایک جوڑا اپنے بچھونے کا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اسکا مختار ہے جو چاہے سو کر اور جہان جی چاہے وہان
لیجا حاتم ان دونونکو لیکر رخصت ہوا اور سحر جادو کے شہر کیطرف چل نکلا ایکمدت کے بعد منزلین طے کرتا اور دکھ سہتا
اس جوان کو جا پکڑا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تھا اس سے ملاقات کی اور کہا اے جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا
وہ اس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے پانوں پر گر پڑا حاتم نے اسے گلے لگایا اور وہانکا احوال اور راہ کا دکھ سب اوسکو
سنایا اور کہا کہ تو اسیطرح سحر جادو کے سامنے کہنا کہ یہہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سپاہی اوس جوڑے کو لیکر سحر جادو کے
پاس گیا وہ اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہہ کام تیرا نہین ہے شاید کسی دوسرے نے مدد کی ہے اور اگر
تو لایا ہے تو وہان کے ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہاں کی حقیقت بیان کر کہ جس سے دل کی تسلی ہو جوان نے مفصل
حقیقت بیان کی اسنے کہا تو سچ کہتا ہے یہہ بات درست ہے آب جا اور سرخ سانپ کا مہرہ لا اسنے کہا کہ اگر تب اس
نازنین مہ جبین کا مونہہ دکھا کہ مجھے طاقت ہو اسبات کو سنکر اسنے اپنی لڑکی کا مونہہ دکھا دیا اور عاشق کو وہ جمال دیکھنے کے
واسطے گھڑی کی گھڑی مین تھی الغرض دیدبازی مین وہ دن گذر گیا جوان نے کہا اب مین سرخ سانپ کا مہرہ لینے
جاتا ہون اگر تو اس سے آگاہ ہے تو کہہ دے کہ وہ کس زمین پر اور کہان ہے اسنے کہا کہ مینے اپنے بزرگون کے
زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے دشت سرخ مین ہے جوان معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے
عزیز اسنے سانپ کا مہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا اسکا کچھ بھی بوجھ آیا ہے کہ وہ کسطرح کا ہے اوسنے جو سنا تھا کہدیا حاتم
بولا کہ اب تو فریاد و فغان نکر مین تیرے کام مین اپنی جان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون خدا کریم و رحیم ہے
یقین ہے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہنچے یہہ کہکے اس سے رخصت ہوا اور کوہ قاف کیطرف چلا کئی منزلین گیا تھا کہ ایکدن
صبح کیوقت رفع حاجت کو جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانور ہفت رنگ تکلنگ مرغ کے برابر صحرا مین چلا جاتا ہے
اوسکو دیکھکے ڈرا اور اپنے جیمین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے کہ مینے عمر بھر ایسا جانور نہین دیکھا اور وہ جا کر کسی کونے مین
چھپ رہا یہہ تمام دن اسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا دیکھا چاہیئے کہ یہہ شگوفہ کیا کرتا ہے اس جنگل کے
ادھر اودھر گانو آباد تھے وہان کے لوگون نے جو اس مسافر کو دیکھا آئے وانسے تواضع کی حاتم نے کھانا کھایا
اور پانی پیا اور ایکدرخت کے نیچے بیٹھکر یاد الہی مین مشغول ہوا اتفاقاً میدان مین بہت سی گائین اور گھوڑے جمع
ہوئے اور انکے پاس تین چار نگہبان سوتے تھے کچھہ رات گئے وہ جانور پتھر کے نیچے سے نکلا گانو کیطرف گیا اور اچھلکے
ایک گاے کے سر پر ڈنک مارا وہ تڑپ کر مر گئی غرض اسیطرح سبکو مار ڈالا پھر گھوڑون کے گلہ مین آیا اونکا بھی اونکے
نگہبانون سمیت کام تمام کیا پھر اوسی پتھر کے نیچے چھپ رہا جب صبح ہوئی اوس گانو کے رہنے والے جو اوس جنگل مین
آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ دونون گلے نگہبانون سمیت مرے پڑے ہین اور ہر ایک کے پیٹ سے نیلا پانی بہا جاتا ہے تب

لوگون نے اوس سے کہا تو کیونکر جیتا رہا حاتم نے کہا مین نے ایسا تماشا دیکھا ہے کہ کبھی نہین دیکھا تھا ایک بچھو سات
رنگ کا مرغ کے برابر پیدا ہوا اوسنے یہہ کام کیا اتنے مین وہ پہر اوس پتہر کے نیچے سے نکلا اور اونکے سر پر ڈنک مارا وہ سر پٹکنے لگا
بچھو نے جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے پیٹنے لگے اور حاتم اوسکے پیچھے ہو لیا تہوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہان
لوٹ پوٹ کالا سانپ بنگیا حاتم اور بھی حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا الٰہی یہہ بچھو تھا سانپ کیونکر
بنگیا اور بل مین کسطرح جا بیٹھا یہہ سوچکر وہان بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکلکر شہر کیطرف چلا
حاتم بھی اوسکے پیچھے ہو لیا وہ محل بادشاہی مین بہر ہو کر اوس گھر گیا اور بادشاہ کو ڈسکر وزیر کی حویلی مین پہنچا وہان اوسکے
بیٹے کو کاٹکر نکلا اور اوسی سوراخ مین جا بیٹھا صبحکو شہر مین شور و غل مچگیا کہ رات کیوقت بادشاہ کو سانپ نے کاٹا اور وزیر کے
بیٹے کو بھی ڈسا ہزار حیف کہ دسکے جانین مفت گئین اتنے مین شام ہو گئی سانپ بل سے نکلا اور کسیطرف کو راہی ہوا حاتم
بھی اوسکے پیچھے ہوئے اوسکے ساتھ چلا اپنے جی مین کہنے لگا کہ دیکھئے اب کیا کرتا ہے اور کہان کہان جاتا ہے غرض صبحکو ایک دریا کے
کنارے جا پہنچا وہان شیر کی صورت ہو گیا اتنے مین دس بارہ آدمی پانی پینے آئے انمین ایک لڑکا چودہ برس کا نہایت
حسین مہ جبین تھا اوسپر جا پڑا اور انمین سے اوسکو اوٹھا کر ایک گوشے مین لیگیا وہان اوسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل جگر کو
پرزے پرزے کر ڈالا اور جنگل کیطرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھ چلا تہوڑی دور جا کر ایک عورت نازنین کیطرح بنکر سر راہ بیٹھا
حاتم حیران ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانے یہہ کیا بھید ہے اتنے مین دو سپاہی زادہ اپنے شہر سے روزگار کیواسطے نکلے تھے اور
المدت نوکری کرکے کچھ کما کے اپنے گھر کیطرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اوسی راہ سے نکلے اور ایک درخت کے نیچے پہنچے وہ عورت رونے لگی اوسکے
رونے کی آواز انکے کانمین گئی بڑا بھائی پاس آ کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت نہایت حسین و خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے اوسکے آنسو
بھی آنسو بھر لایا اور پوچھنے لگا اے نازنین تو کون ہے اوسنے کہا کہ فلان شخص کی جورو ہون وہ میکے سے مجھے لیے جاتا تھا اتنے مین
ایک شیر جنگل سے نکلا اور اوسکو نگل گیا مین تن تنہا بیٹھی رہی ہون نہ اپنے باپ کے گھر کا رستہ جانتی ہون اور نہ سسرال کی
راہ پہچانتی ہون حیران ہون کیا کرون یہہ عمر رنڈاپے مین کیسی کٹے گی اوسنے کہا تو کسی کے پاس رہنا قبول کرے تو مین کہتا ہون
اوسنے کہا تین شرطون سے ایک یہہ تیرے گھر مین دوسری عورت نہو دوسرے یہہ کہ مجھسے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسرے یہہ کہ مین
جبتک جیون بیوہ نہ بنا اوسنے کہا مین بھی اکیلا مجرد ہون جبتک جیتا رہون گا تیرے سوا دوسری رنڈی نکرونگا سوا اسکے میرے گھر
مین لونڈیان باندیان ہین تجھے تکلیف نہوگی اور کسیکی آجتک اپنی معشوقہ کو بھی ستایا ہے اوسنے کہا کہ مین اسبات پر جان و
دل سے راضی ہون اوسنے ہاتھ اوسکا پکڑ لیا اور آگے چلا حاتم بھی اونکے پیچھے ہو لیا تہوڑی دور جا کر عورت نے جوان سے
یہہ کہا کہ مین تین دن سے بھوکی پیاسی ہون مارے ضعف کے جی سنسناتا ہے اگر کہانے کی چیز یا ہاتھ نہ لگے مگر
پانی ضرور لانا چاہیے یہہ سنکر اوسنے عورت کو درخت کے نیچے بٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیا تو اوس سے
خبردار ہین کہین سے پانی لے آؤن یہہ کہکر اوسنے چھاگل کاندھے پر رکھی اور پانی لانے گیا

ایکدم کے بعد اس عورت نے اسکے بھائی سے کہا کہ میں نے تیرے واسطے اسکے ساتھ رہنا قبول کیا کہ تیری صورت
دیکھتے ہی میرا دل اختیار میں نہ رہا نہیں تو ایسے بوڑھے کو میں کیوں قبول کرتی اب تجھے لازم ہے کہ تو مجھے اپنی خدمت
میں رکھ اسنے کہا تم ہماری بہن کی جگہہ ہو جیسے بہن ہم ہو گا پھر وہ کہنے لگی بیچارا اگر چہ اسکی جورو ہوئی ہوں پر تیری
ہی محبت میں رہونگی اور تجھے دیکھا کرونگی اسنے کہا یہہ ممکن نہیں اس خیال فاسد کو اپنے دل سے دور کر وہ اسبات کو سنکے
جل گئی اور کہنے لگی کہ اب تجھپر تہمت لگا کر تیرے بھائی سے کہونگی کہ یہہ مجھپر دست درازی کرتا تھا اور لیکے بھاگا جاتا تھا اسنے کہا
بہت بہتر جو چاہے سو کر میں تیری ہرگز بات نہ سنونگا اسی گفتگو میں تھے اور حاتم بھی ایک کونے میں کھڑا ہوا انکی باتیں سنتا تھا آخر
میں بڑا بھائی جنگل سے آیا اوس عورت نے دیکھتے ہی سر کے بال کھسوٹے اور بال نوچے سر پر خاک ڈالکر چلانے لگی اسنے نزدیک آکر پوچھا
بی بی میں تو پانی لینے گیا تھا مجھکو کسی شیر نے کھایا تھا نہ درندے نے پھاڑا اسپر تو کسواسطے اسقدر حال تباہ کرتی ہے اسکا
کیا سبب ہے وہ بولی میاں رحمت خدا تجھپر اور تیرے چھوٹے بھائی پر اے کمبخت کوئی بھی ایسی عورت ایسے بدکار کے پاس چھوڑ کر جاتا ہے
فقط خدای کریم نے میری شرم رکھی جو میں بچ گئی وہیں اس کمبخت ناشدنی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا چاہتا تھا کہ میرا ستر دیکھے
اور خراب کرے میں کھینچ کر ہاتھ اور چھڑالی تھی جب میں نے دیکھا کہ اب بچاؤ نہیں بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری مدد کو نہ پہنچا یہہ
کہتا تھا تو مجھے قبول کر کیا میں تیرے لائق نہیں تو دس پندرہ برس کی ہے اور میں سولہ سترہ برس کا نوجوان ہوں بھائی تیرے
لائق نہیں میں تجھپر عاشق ہوں اگر تو چاہیگی تو بڑے بھائی کو ٹھکانے لگا دونگا اسبات کے سنتے ہی کہنے لگا اسنے آج مرد
آجتک کسنے اپنی ماں بہن سے ایسا کام کیا ہے جو تو کیا چاہتا ہے اسنے ہر چند قسمیں کہائیں مگر اسنے بھائی کا کہنا ہرگز نہ مانا
اور رہا اور نکیا بلکہ گالی گلوچ پر آگیا آخر کار تلوار اسکے سر پر ایسی ماری کہ وہ سینے تک پہونچی اور چھوٹے بھائی نے بھی
ایک خنجر ایسا مارا کہ اسکے ناف تک چیرگیا دونو زخمی ہو کر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہو گئے وہ عورت ہنس
ہو کر آگے ہوئی حاتم بھی اسکے ساتھ ہولیا وہ ایک گانو کے قریب پہنچی اور یہہ بھی ساتھ ہی ساتھ چلا گیا اوس گانو کے رہنے والے اوسکو
دیکھتے ہی بے اختیار دوڑے اور ہونے چاہا کہ اسکو پکڑ کے لیجائیں اس لالچ پر اسکے نزدیک آئے اسنے کتنوں کو لاتوں سے
مار ڈالا اور پھر جنگل میں ایک پیر مرد کی صورت بنگئی تب حاتم نے اپنے دل میں کہا کہ اب اس ماجرے کو اس سے پوچھا چاہئے
کہ کیا سبب ہے جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا اے پیر مرد برائے خدا ذرا ٹھیر جا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے حاتم تو
خوش رہے کیا کہتا ہے حاتم نے پوچھا میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہے میں تیرے باپ کا بھی نام
جانتا ہوں تجھے اسبات سے جو پوچھتا ہے مجھے اسوقت فرصت نہیں ایک ضروری درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس
صورت سے دیکھا تھا اوس اوس شکل کا حال پوچھا اسنے اسبات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا
اے حاتم ایک پتھر سے کیا ایک دن تجھکو بھی اسی صورت سے کہسانے کا حاتم نے کہا کہ جب تک
تو یہہ بھید مفصل نہ کہیگا میں تجھے نہ چھوڑونگا تب پیر مرد نے ناچار ہوکر کہا کہ میرا نام

جس صورت سے حکم ہوتا ہے اُس شکل سے میں ایک ایک جان قبض کرتا ہوں اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ میری اجل کب ہے اور کس طرح سے آئیگی اُسنے کہا کہ ابھی تو تیری آدھی بھی عمر نہیں گذری جب تو سی اس
برس کا ہوگا تب ایک برآمدے سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے لہو جاری ہوگا کہ تو مر جائیگا یہ سنکر حاتم نے کہا کہ شکر ہے
اور سجدہ سے سر اوٹھا کر جو دیکھا تو وہ مرد پیر نظر نہ آیا اور اُسی دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت بعد زمین سیاہ میں جا کر
پہنچا وہاں سانپ بچھو آدمی کی بو پاکر چاروں طرف سے دوڑے وہ مہرہ کا عصا گاڑ کے اُسکے نیچے بیٹھ گیا سانپوں نے اُسکا گرد
حلقہ کر لیا اور ساری رات یہی صورت رہی صبح ہوتے ہی وہ سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی آگے بڑہا زمین سفید پر
جا پہنچا وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا زمین سرخ پر جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین سنگریزوں سے بھی بھری ہے غرض
کہ گئے ہی قدم چلا تہا کہ طاقت چلنے کی نہ رہی جی میں سوچا آگے کیونکر جاؤں پیاس کے مارے جان لب پر آن پہنچی گھڑی بیٹھنے کی طاقت نہیں
ہر طرح مرتا ہوں لیکن خدا کی راہ میں جی کیوں اسواسطے ہارے جان کسی کو ہی بات بھی نہیں یہ سمجھ کر آگے بڑہا شاید دو میں کوس چلا ہوگا کہ
دونوں پاؤں میں پھپھولے پڑ گئے بے اختیار خاک پر گر پڑا بچوں کے تمام بدن پر زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا اتنے میں ایک پیر مرد
پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا کر کہنے لگا اے حاتم یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں لگو ڈہارس دے اور مہرہ جو تجھے اُس خرس کی بیٹی نے دیا ہے
اپنی کمر سے نکال کر منہ میں ڈال لے حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی شدت سے
گھبراہٹ سب دور ہو گئے حاتم اُس پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا اس گرمی کا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ یہ گرمی سرخ سانپ کے زہر کی
ہے اور اوس میں جو اوسکے منہ کی آگ نکلتی ہے اسی سبب سے اس میں کا رنگ لال ہے اور نہیں تو یہ آگے سبز تھی اس بات
کو سنکر حاتم آگے بڑہا اور حاتم مہرہ کی تاثیر سے گرمی سے محفوظ رہا غرض آدہی دور پہنچا کہ سرخ سانپ
نے حاتم کی بو پاکر پہنکار ماری اس زور سے کہ منہ کا شعلہ آسمان تک پہنچا اور اُسکا پھن خیابان کے
برابر قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ شعلہ اُسکی ناک کی نتہنوں سے بھی باد سموم کی صورت نکلتی تھے اور
کوسوں تک تر و خشک کو جلا دیتے تھے حاتم نہایت بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ اس آگ سے ہڈی پسلی
جلکر خاک ہو جائیگی لیکن اُس مہرہ کے باعث سے تھوڑا پانی ٹھنڈا اوسکے حلق میں جاتا
تہا اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم کی نظر سے ملی بے تحاشا پھنپھنا کر رہ گیا اور
شعلہ منہ سے چھوڑنے لگا مگر مہرہ کے عصا کے باعث زہر کارگر نہوا حاتم محفوظ رہا اسی ہیص بیص
میں گذری صبح کے وقت مہرہ سرخ سانپ کے لبوں پر پہنچا حاتم نے دیکھا کہ ایک طلیلہ سرخ سانپ کے لبوں سے
چمکتا ہے اوسنے جزیرہ کو ہلا دیا وہ اپنا سر ٹپکنے لگا غرض ادہر آفتاب نکلا ادہر مہرہ اوگلا اور اپنی
بانبی میں چلا گیا حاتم مہرہ کے نزدیک آیا لیکن اوٹھانے میں ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ مبادا
گرم ہو اور ہاتھ جلجائے تھوڑی دیر کے بعد اسنے اپنی پگڑی سے چیتھڑا پہاڑ کر اوپر ڈالدیا

جب وہ لٹتا ہے چلاتب ہاتھ میں آکر وہ مہرہ پگڑی مین باندھ لیا گرمی جاتی رہی اور اوس جنگل کی
ساری زمین سرد ہو گئی آپ یہان سے روانہ ہوا غرض اوس مہرہ کی پیدایش یون ہوتی ہے جب کوئی
اوسکو لیجائے تب تین برس کے بعد دوسرا پیدا ہو اور اوسکی اکثر خاصیتین ہین کوئی کہانتک بیان کرے القصہ
حاتم الکہ مدت کے بعد اس جوان کے پاس آن پہونچا اور وہ مہرا اسے دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پانو پر
گر پڑا حاتم نے اوسے گلے سے لگایا اور کہا اب تو جا اور مہرہ کو سنجر جادو کے حوالہ کر وہ مہرہ کو لیکر سنجر جادو کے
پاس آیا اور ملاقات کرکے وہ مہرا اوسکے آگے رکھدیا کہ صاحب مین اسکو بڑی مشقت سے لایا ہون اسنے کہا
مین اسکی پہلی آزمایش کرون تب تیری بات پہ اعتماد کرون اسنے کہا بہت اچھا مضایقہ نہین سنجر جادو نے
اسکو ہر طرح سے آزمایا جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اُسنے ظاہر مین خوشی کی اور باطن مین شرمندگی کھینچی
اور یہہ بات کہی کہ ای جوانمرد اب ایک شرط اور باقی ہے اسکو بھی ادا کر اُسنے کہا بہت بہتر آخرکار سنجر جادو نے اپنے لوگون
سے بلوا کر کہا کہ ایک لوہے کا کڑاہا گھی سے بھر کر چولہے پر دہرا دو اور سات روز رات دن اسکے نیچے آنچ کرو تا وہ خوب
کھولتا ہو انھون نے اُسکے کہنے کے موافق کیا وہ کڑاہا ایسا کھولا کہ اگر اسمین پتھر بھی گرے تو جلکر خاکستر ہو جاے تب
اوسنے اوس جوان سے کہا کہ اب تو اسمین کود اگر سلامت نکلیگا تو اپنی معشوقہ کو پاویگا جوان ڈرا اور حاتم سے کہنے لگا
کہ اس آگ سے مین جیتا نہ بچونگا حاتم نے دلاسا دیکر کہا غم نہ کھا خدا کو یاد کر اللہ تعالی مشکل آسان کریگا
یہہ کہکر وہ مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہ
مین رکھکے بے کھٹکے اس جلتے کڑاہا مین کود پڑ اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلے
گا جوان اوس مہرہ کو اپنے منہ مین ڈالکر سنجر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ اس کڑاہا مین کود پڑ جوان
اُسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا حاتم للکارا اور کہا ای جوان اندیشہ نکر غم نکہا یہہ آتش عشق ہے خدا کو یاد کر
جوان آواز سنتے ہی آنکھین بند کرکے کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اوس کھولتے گھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا تب
ادہر ادہر کڑاہا کے اندر پھرنے لگا اور بدستور گھی کو ملنے لگا بلکہ ہنس ہنس کر کہنے لگا اب کیا کہتا ہے باہر آؤن یا
دو گھڑی اور بھی اسمین رہون سنجر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اسمین نہ جلا اور تندرست رہا شرمندہ ہو کر سر جھکا
لیا اسوقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہے اپنا وعدہ وفا کر کیونکہ جو کچھ تو نے کہا اس بیچارہ نے کیا اور اگر اب تو
جادو کر نیکی فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اثر نکریگا یہہ ایک سرخ مہرہ اور بھی رکھتا ہے اس بات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور
اوس جوان کو گلے سے لگا لیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بیاہ دیا اور جوان سے بہت سی معذرت کی یہہ ملک
مال سب تیرا ہے مین اسکے سوا اور کوئی لائق بالا نہین رکھتا تو ہی میرا فرزند ہے حاصل کلام وہ دونو عاشق و معشوق آپس
تب حاتم رخصت ہوا جوان پانو پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا حاتم نے اپنا مہرہ اس سے لیا اور کوہ الفا کا رستہ لیا کئی رات

دن چلا گیا آخر ایکدن کوہ القا کے پاس پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہے پرندے کی طاقت
نہین کہ وہان جا سکے اور چرند کی قدرت نہین جو نظر کر سکے حاتم اس اندیشہ مین تھا کہ کچھ شبہہ گیا کہ اگر کسی بسنے والی کو دیکھون
تو پوچھون اسکی راہ کدہر سے ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک گروہ پریزادونکا نظر آیا حاتم اسکے پیچھے دوڑا لیکن نہ پایا اور وہ غول اسکی
نظر سے غائب ہو گیا اتنے مین ایک بڑا سا غار دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا صاف اوسکے کنارہ پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنے جی مین
خیال کیا کہ یہہ غار کسیطرف کی راہ نہین کہتا اسمین کیونکر جاؤن آخر یہہ تدبیر سوجھی کہ اس پتھر کے سہارے چلیے جو خدا چاہے سو
کرے آخر یون ہی چلمین چلا یا اور صبح سے شام تک لوٹتا چلا گیا جب اسکے پاؤن تہہ پر پہنچے آنکھین کھول کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک
میدان نہایت وسیع اور پُر فضا ہے دیکھتے ہی اسکا دل کھلگیا تھوڑی دور چلا پھر جی مین یہ دہیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدہر
گئے اور اس جنگل کے کسیطرف آبادی ہے یا نہین یہہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑہا کہ ایک عمارت عالیشان اور درخت بہت
نظر آئے گمان کیا کہ البتہ لوگ رہتے ہونگے چلا چاہیے اس فضا مین کئی پریزاد ہونگے دیکھا کہ آدمی ٹہیر کر بیٹھا ہے چلا آتا ہے
وہ اپنی جگہہ سے اوٹھکر بے اختیار رو پڑے اور حاتم پاس آکر کہنے لگی کہ آدمی زاد یہہ مکان تیرے رہنے کے لائق نہین یہان تو کسیکو کیا آیا
اور تجھے کون لایا وہ بولا کہ خدا ہادی اور رہنما ہے آیا انہون نے کہا کہ سچ کہہ غار کی راہ تو نے کیونکر دیکھی اسنے کہا کہ مین نے
تمہین دیکھکر دوڑا تم آگے جاکر ایک ساعت کے بعد آنکھون سے غائب ہو گئے مین فکر کرنے لگا کہ الہی یہان سے کیا ہو
اُدھر کہان گئے بارے خدا کے فضل سے جسطرف تم گئے تھے مین بہی اوسیطرف چلا اتنے مین ایک غار تاریک دکھائی دیا اوسکو
دیکھکر حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اسمین کیونکر جاؤن یکایک یہہ خیال آگیا کہ اس پتھر پر بیٹھ کے پہسل پڑون وہ
اسطرح اندر پہنچون غرض وہی کیا اور تمہاری تلاش مین یہانتک آپہونچا پر اب خدا کیواسطے بتاؤ کہ اس پہاڑ کا کیا
نام ہے اور یہہ باغ کسکا ہے وہ بولی کہ اس پہاڑ کا نام کوہ القا ہے اور یہہ باغ الگن پری کا ہے ہم اسکے نگہبان ہین اب
موسم بہار نزدیک آیا ہے اسواسطے اسکی خبر لینے آئی تھی علاوہ اسکے پرسون تک وہ بہی سیر کو تشریف لاویگی اے جوان تجھے
اس باغ مین کیونکر رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پر ہمکو رحم آتا ہے حاتم نے کہا کہ مین کوئی ٹہکانا نہین
رکھتا کہان جاؤن یہہ میری نصیبون کی یاوری ہے کہ اوسکے واسطے اتنی محنت کہینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا
چاہتی ہے اب جو ہونی ہو سو ہو یہہ بات سنکر اونہون نے پوچھا کہ تو اوس سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے حاتم نے کہا
کہ پری کا طالب انسان اور انسانکی طالب پری ہے اسبات کے سنتے ہی وہ دق ہوئی اور غصہ سے اسکیطرف دوڑی وہ سر جہکا کے
کھڑا ہو رہا پہر وہ آپسمین کہنے لگین کہ عجب آدمی ہے نہ بہگانے سے بہاگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے ایسے شخص کو کیونکر قتل کرے یا
ایذا دیجیے اونہون نے حاتم سے کہا اے جوان ہم اہل مروت مین تیری بھلے کی کہتے ہین کہ یہہ جگہہ تیرے رہنے کی نہین اگر سلامت
جایا چاہتا ہے تو اب بہی کچھہ نہین گیا جلد چلا جا نہین تو رنج اوٹہائیگا بلکہ مارا جائیگا یہہ بات سنکر اسنے کہا کہ جی جانیکا
تمکو غم نہین جسنے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا ہے اور جو خدا کی راہ مین تصرف رکھتے ہین وہ اپنے سر کو ہتیلی پر لیے رہتے ہین ہم وقت

اسکی رضا جوئی کی دعا مانگتے ہین کیونکہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہی اسکی بندگی لازم ہی اسبات کو سنکر وہ مہربان ہوئے
اور کہنے لگے کہ اے جوان ہمارے ساتھ رہ اگر الگن پری کو دیکھنے کا شوق ہے تو ہم تجھے کسی گوشہ مین چھپا رکھینگے دور سے دکھا دینگے
لیکن آفتاب کو ذرے سے کیا نسبت غرض ایک گوشہ مین لیگئے طرح طرح کے کھانے اور قسم قسم کے میوے کھلائے اور اوس سے صحبت
گرم رکھی تین روز کے بعد پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تیرے آنیکا کیا سبب ہے کہ تجھے الگن پری سے ایک کام ضرور ہی اسواسطے
کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کرکے یہان آئی ہی اور سات برس گذر گئے کہ وہ اسکے انتظار مین قریب المرگ
پہنچا آنکھین پتھرا گئین جان بلب ہو رہی ہی بلکہ سانس لینے کی طاقت نہین ہی تو بھی دو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پر
درد سے کھینچتا ہی اور یہہ مصرع پڑہتا ہی ع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی ۔ جو اسکا حال دیکھا بے اختیار پوچھا کہ تیرا
کیا حال ہے اسنے اپنی مصیبت اب اسی انتہا تک پہنچی ہے روبرو یا الگن پری کی ذات کو شکر [illegible] کلیجا جلتا اسواسطے یہان آیا ہون
کہ اسکا قول اسے یاد دلاؤن شاید بھول گئی ہی اور اگر وہ اس صدمہ پر مر جاویگا تو بڑا غضب ہوگا انہون نے کہا اے آدمزاد ہم
اتنی قدرت نہین رکھتے جو تیرا احوال اس سے جا کہین مگر یہہ کہ تجھے باندھکر اسکے سامنے لیجاوین پھر جو ہو تو جانے سو کہو غرض یہہ
ہم وہ تسلی کہتے ہین کیونکہ اگر ہم تجھے یونہی لیجاوین شاید وہ برا مانے اور غصہ ہو کہ آدمی کو خوشی سے کیون لائے حاتم نے کہا کہ جس
طرح سے بنے مجھکو اسکے پاس لیجاؤ آگے مین ہون اور میری محنت یا اس جوان کی قسمت غرض ایکدن الگن پری اپنے محل سے
نکلکر باغ کی طرف [illegible] آئی سبنے استقبال کیا اور آداب بجا لائے الگن پری تخت پر بیٹھی پریان [illegible] ہاتھ
کر سیدھے بیٹھین پھر پرزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو دکھا دین غرض بلا کر ایک حجرہ مین بٹھا دیا اور کہا
کہ وہ جو دیبائی جوڑا پہنے اور آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑہے بیٹھی ہے وہی الگن پری ہے حاتم نے جو اسی تخت پر بیٹھی دیکھی
غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور اوسکی صنعت پر متفکر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بہلا دیا بلکہ اس پری پر آپ دیوانہ ہو گیا یہانتک کہ کہانا پینا بھی چھوڑ دیا اسطرح تین دن گذرے گو اتفاقات کیوقت آنکھ
لگ گئی تو کیا سنتا ہی کہ کسیطرف سے ایک آواز آئی ہی کہ اے حاتم اتنی پہچان اسی منہ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندہی ہی
کہ غیر کی امانت مین خیانت کرتا ہی اور اسکا دم بھرتا ہی کہ مین جو کام کرتا ہون تو للہ کرتا ہون ع اگر یہہ سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے
ہین اسبات کے سنتے ہی چونک پڑا اور ادہر ادہر دیکھنے لگا کہ الہی توبہ ہے گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہی خدا ڈرا اور سر کو زمین پر رکھکے
عجز سے کہنے لگا اور پرزادون سے کہا کہ مجھکو ملکہ کے پاس لیجاؤ کیونکہ وہ غریب بیچارا آپکی راہ دیکھتا ہوگا کب تک انتظار کھینچون اونہون
نے منہ اسکا خوش دیکھا حاتم کے ہاتھ باندھکر باغ کے دروازہ پر آئین پھر اونہون نے جا کر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدمزاد بہت
گردش کا مارا باغ کے نزدیک آگیا تھا ہم اوسکو باندھ کر باغ کے دروازہ پر لے آئے ہین جو حکم ہو سو کرین ملکہ نے کہا کہ اسکو حضور
مین لے آؤ جب پہلے آیا حاتم کے دیکھتے ہی اسی ان کو بھول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑکے اپنی پاس کرسی زرین پر بٹھا لیا پھر پوچھا
کہ اے جوان کہان سے آیا ہے کیا تیرا نام ہے اور کیا مطلب رکھتا ہی اسنے کہا کہ مین طے کا بیٹا ہون یمن سے آیا ہون حاتم میرا نام ہے پرزادون سے اسکا نام سنا

تخت سے اوٹھہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے بھی تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی نیکنامی کی
جو یہان قدم رنجہ فرمایا ہے مارے یہہ کہہ کہ آپکا کیا سبب ہے اور اتنی مصیبت کیون اوٹھائی مین تو تیری لونڈی
کے برابر ہون اور تجھہ اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم نے کہا کہ یہہ تیری مہربانی ہے مین شاہ آباد کو آیا تہا اور ادہر آ نکلا
کسطرف جاتا تہا اتنا راہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان درخت کے نیچے نعرہ مارتا تہا اور آنکھون مین نیند کیسی جگر پہٹا جاتا تہا جو شتاب آکر
نہین تاب جدائی کی رکھتا تو پوچھا کہ اے جوان للّٰہ بیان کر کیا حال ہے اوسنے تمام سرگذشت اپنی اور تمہاری سنائی کہ ایک ملکہ سات
روز کا وعدہ کر گئی ہین اور سات برس گذر گئے نہین آئی ہین اونکی انتظار مین نالان اور گریان ہون نہ چلنے کی طاقت ہے نہ ٹہرنے کی
قدرت ایکے سوا چلنے کی قوت اور نہ ہونے میرا ہاتہہ پکڑ کر یہہ کہا تہا خبردار تو یہان سے اگر کہین جاویگا تو خراب ہوگا مین یہین ہون کہ اب
معشوقہ کا حکم کسطرح ٹالون اگر ملاقات ہوتی ہے تو یہین ہوویگی جب مینے اسکا حال دیکھا او عاشق صادق پایا اپنا مطلب چھوڑ کر آیا ہون
اگر اس بیچارے کے حال پر مہربانی فرماو گو یا مجھی سوال کیا پری نے کہا اے شہزادہ یمن مین تجھکو دیکھکر بھول گئی وہ تیرا لائق نہین
عشق اسکا خام ہے کیونکہ سات برس گذر گئی کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور اسکو لقا پر قدم بہی نہ رکھا حاتم نے کہا کہ
اگر وہ عاشق تمہارا نہوتا تو کہین اور انتظار رہتا اور کسواسطے تیری یاد مین اپنی خراب کرتا اسکے سوا تم خود وعدہ کرکے آئی ہو کہ مینا
سات روز کے بعد آونگی تم ہی نے کہا کہ کہین نہ جانا وہ غریب عاشق نامراد اپنی معشوقہ کی بات بول چال کی سمجھکر ہے اور اسکی
اسیری معشوقہ یہین آویگی اب مجھکو لازم ہے بہوکہ پیاس کے مارے کہین چلا جاؤن ورنہ یہان اچھے یا کہ رنجیدہ ہو جاوے
یہ سنکر کہا مین ہرگز قبول نکرونگی حاتم بولا کہ اے مہر لقا اسقدر خفگی کا کیا سبب ہے اور وہ جبتک مراد کو نہ پہنچیگا مین بہی یہان
سے نہ جاونگا پری نے کہا کہ تو مجھسے یہ امید نرکہہ کہ مین اوسکی پاس نجاؤنگی حاتم نے کہا اے پری خدا لتو میرے
محبت پر نظر کر تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچھا مین تیری خاطر سے اسکو اپنے پاس رکھونگی پر ہم صحبت
نہونگی حاتم نے کہا خیر مین بہی تمہارے دروازہ پر بیٹھا لیتے فاقے کرونگا اور میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا
یہ کہکر اوٹھا اور اوسکے دروازے پر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا دانہ پانی سب چھوڑ دیا اسی صورت سے سات روز
گذرے ایک شب اسنے یہہ خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے حاتم پری نے اسطرح سے کہنگو مانا تو پہلے اوس کہہ کر
جوان کو بلوا اور وہ مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے تجھے دیا ہے اوسکو دیکر اپنے منہ مین رکہکر غرغرہ کرے پیالے مین ڈالکر کسطرح
اوس پری کو پلا دے پہر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھہ کہ معشوقہ عاشق ہو جاوے یہہ بات سنکر وہ چونک
پڑا اتنی مین صبح ہو گئی الگن پری اوسکے پاس آکر کہنے لگی کہ اے جوان تو نے دانہ پانی کیون چھوڑ
دیا ہے اگر بے آب و دانہ مر جائیگا تو مین تیرے گناہ کے سبب پکڑی جاونگی اور خدا کو کیا منہ دکھاونگی
حاتم نے کہا کہ تو اوسکو بلوا کر دیکہہ اور وہ تیرا دیدار دیکھے کہ اوسکا مطلب یہی ہے الگن پری نے کہا
کہ یہہ بات میری قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم بہت مستعد و آمادہ ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آئے اور ملکہ نے

کہ صاحب تم کسواسطے تکلیف سہو میں کئی برس سے اوسکا طالب ہون سیکڑون کوس پہرا ہون فرمایا کہ تم دکہنے پہاڑ کی
طرف جاؤ وہان ایک شخص کسی درخت کے نیچے پتھر کی سل پر آنکہین بند کئے کہڑا ہے اور آہین سرد بہرتا ہے
اوسسے کہو کہ وہان حاتم جا پہنچا اور اوسنے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے الگن پری تجہے بلواتی
ہے غرض وہ پریزاد ایک پل میں وہان جا پہنچی اور یہہ ماجرا اوس سے کہنے لگی وہ اسبات کو سنتے ہی اپنی جگہہ سے اوٹہا اور حاتم کی ہمت
پر آفرین کر کے ساتھ ہولیا وہ ایکدن میں شہزادی کے پاس اوسے لے آئے ملکہ نے پاس بٹہالیا جوان دیکہتے ہی بیہوش ہو
زمین پر گر پڑا شہزادی نے گلاب چہڑکا ایکدم کے بعد ہوش میں آیا تب الگن پری نے آہستہ سے پیار سے کہا کہ اے جوان مجہکو خوب
دل بہر کے دیکہہ لے غرض تمام دن اونہی صحبت رہی شام کے وقت اوسنے اپنی پریون کو کہا کہ مجلس نشاط آراستہ کرو اور
ناچ راگ شروع کرو اسبات کے سنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بہی باہم بیٹہ کے تماشا دیکہہ رہے تہے
مگر الگن پری اوس جوان کی طرف ہرگز متوجہ نہتی یہہ حالت دیکہکر حاتم نے اوس جوان کو کہا کہ تو اوس مہرہ کو پانی مین
رگڑ کر منہ میں لے اور اوسکی پانی پینے کی تہلیان مین حل کر دے اور یہان پہر آکر بیٹہ رہ جوان اوس کام میں مشغول
ہوا اگلی پریون کی اوسپر پانی پینے کی تہلیا کیطرف جاتے ہوئی نظر جو پڑی بے اختیار دوڑ پڑین اور کہنے لگین کہ تجہکو
خاصہ کی تہلیون سے کیا کام ہے اوسنے کہا شدت سے پیاسا ہون اونہون نے اوسکو پانی پلایا پہر وہین آ بیٹہا حاتم نے
جب یہہ دیکہا کہ جوان نے اپنا کام پورا کیا ملکہ سے کہا کہ اسکو نہایت گرمی ہے تہوڑا سا شربت پلاؤ اور اوسکی پیاس بجہاؤ پہر کسی نے
ارشاد کیا جلد شربت طیار کر لاؤ حاتم نے آپ ہی اوٹہ کہڑا ہوا اور اپنے ہاتہ سے شربت طیار کر کے شہزادے کے
سامنے لے آیا اوسنے ارشاد کیا تہوڑا تہوڑا سب پئین حاتم نے کہا پہلے آپ قدرے نوش جان کرین پہر سب پئینگے
ملکہ نے حاتم کے ہاتہ سے شربت کا پیالہ لیا اور منہ سے لگایا دو گہونٹ پیتے ہی پریزاد آدمیزاد پر دیوانی
ہو گئی حاتم نے جو اسکا حال کچہہ اور دیکہا آہستہ سے کہا اے ملکہ اس عاشق بیچارے پر اگر مہربانی فرمائیے تو تیرے
اخلاق سے چندان بعید نہین اوسنے سسکاری لیکے اسنے باد صبا آہ سرد کہینچی اور کہنے لگی نہین جانتے یہہ
آفت کسکی اوٹہائی ہوئی ہے اور یہہ آگ کسکی لگائی ہوئی ہے اب مجہسے جدائی کا درد نہین سہا جاتا اور اوسکے بے ملے
ایکدن رہا نہین جاتا ناچار ہون تیرا کہا مانا اور قبول کیا مگر ماں باپ کے بے رضامندی یہہ کام نہین کر سکتی یہہ کہکر وہ
اوسکی طرف گئی اور محل مین داخل ہو کر والدہ کو مجرا کیا اور سر جہکا کے شرم سے چپکی ہو رہی اوسکی
ماں نے کہا اسقدر جلدی آنیکا کیا سبب ہے ابہی تو چالیس روز نہین ہوئے تب اوسکے مصاحبون
نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدمزاد پسند آیا ہے اور اوسنے بہی اوسکے عشق میں رنج اوٹہایا ہے
اب یہان آ پہنچا ہے اسواسطے چاہتی ہون کہ اوسکو وصال اور محرم راز بناؤں لیکن بے
اجازت یہہ کام نہین ہو سکتا یہہ سنکر وہ اپنے خاوند کے پاس گئے۔

یہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا اس سنگ کے پاس کہ دروازہ پر اسکے یہ مضمون لکھا تھا
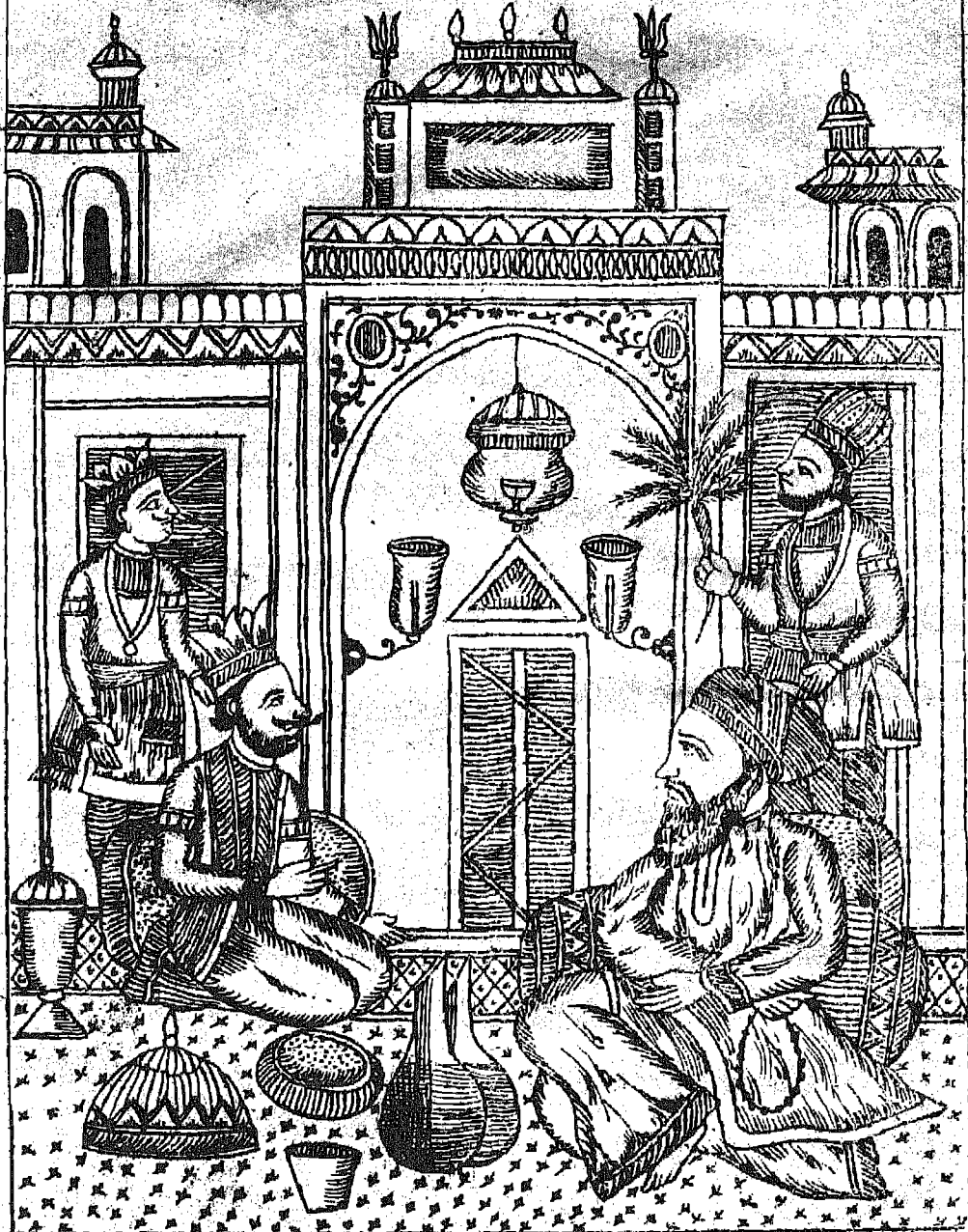
اور کہنے لگی تمہاری بیٹی کی خواہش ہے کہ ایک آدمزاد سے بیاہ کرے اوسنے کہا کہ اوسکی مرضی ہے تو مبارک ہے بچشم ما روشن دل ما شاد۔ القصہ الکن نے اوسوقت حاتم کو اوس جوان کے باغ سے بلا بھیجا اسکی ماں انکو دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے تعریف کی اور اسیوقت بیاہ کا سرانجام کیا اور ملکہ نے بڑی دہوم دہام سے اپنی رسمونکے موافق

آیا اور منیر شامی سے ملاقات کرکے نہایت خوش ہوا دو چار گھڑی کے بعد متفق ہو کر حسن بانو کے گھر گئے وہ
ایک مکان پاکیزہ چین پردے سے پر تکلف ولکہ بیٹھی اور اونکو باہر جواہر کی چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا
حاتم نے تمام و کمال بیان کیا حسن بانو نے اونکی ضیافت کی تیاری کی دستر خوان پر طرح طرح کے کھانے چنوائے
اور قسم قسم کے میوے رکھوا دیے یعنی خوشی اونھون نے نوش جان کیے اور رات کی رات وہین آرام
فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے حسن بانو کونسا مطلب ہے اوس نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ سچ کو ہمیشہ راحت
ہے وہ کیا بیچ لایا ہے اور کیا راحت پائی ہے اسکی خبر لا اوس نے کہا تم جانتی ہو وہ کسطرف ہے حسن بانو بولی
کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ شہر قریہ مین ہے پر یہ نہین جانتی کہ وہ شہر کسطرف ہے حاتم نے کہا خدا یہ مشکل بھی آسان کریگا

چوتھا سوال حاتم کے جانے کا اور اس بات کی خبر لانے کا کہ سچ کو ہمیشہ راحت ہے

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہو کر شہر سے نکلا شہر و بن پھرتا پھرتا ایک دامن کوہ مین پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک دریائے عظیم لہو سے بھرا ہوا نہایت زور و شور سے بہ رہا ہے اوسکو دیکھکر متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ ایسا کبھی
لال پانی کا دریا نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہ کسطرف سے آتا ہے اور اوسکے بہنے کا سبب کیا ہے یہ ارادہ کرکے روانہ
ہوا اتنے مین ایک درخت عالیشان سامنے سے نظر آیا جب اوسکے پاس پہنچا دیکھا کہ اوسکے ہر ایک ڈال مین آدمیون کے
سر سینکڑون لٹکتے ہین اور اوسکے نیچے ایک تالاب نہایت خوش قطع لبالب ہے اور اوسکا پانی جنگل کی طرف چلا جاتا
یہ اوس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور جتنے سر اوس درخت مین لٹکتے تھے بے اختیار قہقہہ مار کے ہنسے یہ دیکھکر
حیران ہوا کہ کٹے ہوئے سر ہنستے ہین اور ہنسی لہو کے قطرے ٹپک پڑتے ہین اور تالاب مین گرتے ہین اور پانی خون
آلودہ ہو کر دریا مین چلا جاتا ہے اتنے مین اوسکی نظر سر پر جا پڑی جو سب سرون سے اوپر لٹکتا تھا اوسکو دیکھتے ہی
بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اس ماجرے کو بے دریافت کیے کیونکر دریافت کرونگا اب بہتر ہے
کہ تھوڑے دن یہان رہیے اور اس حال کو بخوبی دریافت کیجیے کہ یہ کیا اسرار ہے اسی فکر مین وہان تمام دن رہا
اتنے مین رات ہو گئی یہ ایک کونے مین چھپ رہا سارے سر ٹہنیون سے تالاب مین گر پڑے اور حاتم اوس تالاب
کیطرف دیکھتا تھا کہ ایک نفر نکلا نہایت پاکیزہ تھی اسپر فرش شاہانہ لاکر بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہاں پر بتکلف
ایک قرینے سے رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین نکلین بیچ مین ایک پریزاد نہایت البیلی چھبیلی ہوش ربا ملقتی کے
ہی ناز و ادا سے اوس تخت پر آ بیٹھی حاتم نے جو غور کرکے دیکھا معلوم کیا کہ یہ وہی سر ہے جو سب سے اونچا تھا پر کتنی پریان
اوسکے گرد کرسیون پر بیٹھ گئین اور کتنی ہاتھ باندھ کے ادب سے کھڑی ہو رہین ناچنے مین طائفہ ساز ملا کر
کھڑا ہوا اور اس تخت کے سامنے ناچنے گانے لگا حاتم ٹکٹکی لگائے دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہ کیا
اسرار ہے جب آدھی رات گئی دستر خوان شاہانہ بچھا اور اقسام اقسام کے کھانے پاکیزہ لطیف

اوسپر چڑھ گئے پیچھے اوس تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ اوسکو کھانا دو خوان تیار کر کے سر پہ رکھ کر حاتم کے پاس لیگئی اور کہنے لگی کہ یہ تمہارے
سردار نے تجھے بھیجا ہے حاتم نے کہا تیرا نام کیا ہے اور تیرے سردار کا کیا نام وہ بولی کہ تجھے میرے نام سے کیا کام ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا
کھا حاتم بولا کہ جبتک تو اپنا نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتاویگی ہرگز نہ کھاؤنگا یہ بات سنکر وہ نازنین پھر آئی اور ملکہ سے
عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ جبتک تو اپنا اور اپنے سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال کہ اوس
تالاب سے نکلی ہو ظاہر نہ کریگی کچھ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ پہلے کھانا کھا تو پیچھے کہونگی جب وہ کھانا کھا چکیگا سو آج نہیں کل وعدہ حاتم
کے پاس آئی اور جو سکھا دیا تھا عمل میں لائی غرض کہ حاتم نے چاہا کہ وہ اوسکا ہاتھ پکڑے وہ بھاگ کر تالاب میں کود پڑی اور ملکہ کے
پاس جا کھڑی ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ راگ میں مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب میں کود پڑیں ایک ساعت میں
نکلے سر پر تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب میں سے اوچھل کر درخت کی ڈالیوں میں لٹک گئیں اور وہ سر بدستور سب اوسی جالد کا پھیر سب تیس
پیچھے حاتم بھی اوس کو تخت دیکھتا تھا لیکن پیار کر سے تکٹکی لگائے تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اگر بھید کو پاؤں تو اس نازنین سے خوش
ہو کر نکاح کروں اور کہتا تھا یا الہی یہ کیا اسرار ہے کہ ہر رات کو جیتی ہیں اور دن کو اس درخت میں لٹک جاتی ہیں شاید
یہ کام جادو کے سبب یا طلسم سے ہوتا ہے انہیں سوچ بچار میں دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کے وقت پھر وہ سر
تالاب میں گرے اور پھر بدستور سابق فرش بچھا اور مجلس آراستہ ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا اور حاتم منتظر تھا کہ
آج کی رات وعدہ وفا کرتی ہے یا نہیں جب دسترخوان بچھا شہزادی نے ایک پری کے ہاتھ کھانا حاتم کو
بھیجا اوسے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ پری تو نے کہا تھا کہ میں کل اگر کہوں گی اپنا وعدہ وفا کرینگی ورنہ کہا ہو گا سو تو
کھانا کھاؤں اوس نے یہ ماجرا جا کر ملکہ سے عرض کیا اوس نے کہا تو جا کر یہ کہہ کہ جب ملکہ کے حضور میں جاویگا اسوقت
یہ بھید کھلیگا لیکن پہلے کھانا کھا اور اوسکے بعد میرے ساتھ چل حاتم نے یہ بات سنکر کھانا کھایا اور اوسکے ساتھ ہو لیا
حاتم نے جو آنکھیں بند کر کے غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اوسکے پاؤں لگے تو آنکھیں کھول کر دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ وہ
درخت آپ ایک جنگل میں کھڑا ہوا ہے آہیں سرد بھر کر نعرہ مارنے لگا اسی حالت میں سات دن گذر گئے کہ حضرت
خواجہ خضر علیہ السلام بحکم خدا سبز کپڑے پہنے ہاتھ میں عصا لیے نمودار ہوئے حاتم دیکھتے
ہی کہنے لگا پیر و مرشد یہ کونسا مکان ہے کہا یہ صحرا بے خبر پرس ہے تو نے فلانے
تالاب میں فلان پری کے ساتھ غوطہ مارا تھا وہ تالاب طلسم کے علم سے بنا ہے اوسکا یہی اثر
ہے جو آدمی اسمیں غوطہ مارے یہاں آ نکلے چنانچہ وہ مکان اس جگہ سے تین کوس ہے یہ بات سنتے ہی
خاک پر گر پڑا اور رو رو کہنے لگا ہے یہ میرے دل کو کیا ہو گیا اور کیونکر میں وہاں
پہونچونگا اگر میری مراد نہ ملیگی تو سر پٹک کر مر جاؤنگا خواجہ نے پوچھا کہ تیرا کیا مدعا ہے
اوس نے کہا میں جس جگہ بیٹھا تھا وہیں جا پہونچوں انہوں نے کہا میرا عصا پکڑ لے اور آنکھیں بند کر

اوسنے کہنے کے موافق کیا ایکدم مین اوسکا پاؤن تہ پر لگا اوسنے اپنی آنکھین کھولکر دیکھا تو وہی
جنگل ہے اور وہی سرڈالیون پر لٹکے ہین بے اختیار اس درخت کے پاس آیا اور اوپر کو چڑھنے کا قصد
کیا حاتم اوسکی جڑ سے لپٹ گیا پردہ اوسیطرح لپٹا رہا جو ذرا وہان سے اوپر سرا ایک ترانے کی آواز
کان مین آئی درخت بیچ سے پھٹ گیا اور حاتم اوسمین سماگیا اور جب اوسنے دیکھا کہ اب کچھ نہین ہوسکتا
حیران ہوا اور ڈرا کہ کیا آفت ہے انگیز تیرہ تو مین انکو لیکے تالاب مین گرا تو اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑھنے
کا قصد کیا تو یون پھنسا جتنا زور کرتا ہون اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اسکا بدن سب درخت کے
اندر چھپ گیا فقط آنکھین باہر رہ گئیں اوسیوقت حضرت خضر علیہ السلام پہونچے اور کہنے لگے کہ اے جوان
اپنے تئین کیون بلا مین ڈالتا ہے مگر زندگی سے سیر ہو چکا ہے حاتم کا حال ایسا تنگ تھا کچھ نہ بولا تب خواجہ خضر
نے رحم کیا ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ موم کی مانند ہوگیا حاتم نکل آیا پر سست تھا تھوڑی دیر کے
بعد ہوش آیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے حاتم جو انجام اسکا ہے رنج اوٹھاتا ہے اور آپکو مصیبت مین ڈالتا ہے مجھکو
اوسکو کہا مدعا ہے اوسنے کہا کسی صورت سے اسکا حال دریافت کرون خواجہ نے فرمایا کہ یہ سوداگر شام احمر جادو کی
بیٹی ہے اور اوسکا مکان کا نام کوہ احمر ہے ایکدن اوس لڑکی نے اپنے باپ سے خواہش کر کے کہا تھا کہ بابا جان
اب مین جوان ہوئی میری شادی کرو اسبات کو سنکر وہ غضب ہوا اوس لڑکی کو اس [illegible] طلسم مین [illegible]
اور یہہ تالاب اور درخت جادو کا ہے اور یہہ سر جو سکے سرون اوپر لٹکتا ہے اسی کا نام ملکہ زرین پوش ہے اور کوہ حاتم
ہیا لنیسے سو کوئی جا [illegible] ہرگز ایکپری وہان نہین جاسکتی ہے اور شام احمر جادو [illegible] اوسکو بیاہیگا اور یہہ اسی حالت
گرفتار رہیگی کسیکے ہاتھ نہ لگیگی یہہ سنکر حاتم نے کہا معلوم ہوا میری قسمت مین اسی ہے [illegible] خدا مجھے یہان پہونچایا ہے
حضرت خواجہ خضر نے کہا کہ جب تو اسکی بیٹی کی چاہ کرتا ہے تو آپ ہی آپکو بلا مین ڈالتا ہے اس سے بہتر ہے کہ اسکا خیال چھوڑدے حاتم نے کہا مین
اپنی جان سے ہاتھ دھو چکا ہون جبتک یہہ تار زمین پر ہاتھ نہ لگیگی مین اسبات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر نے کہا کہ
اے جوان تیری آرزو ہے اوسنے کہا [illegible] مطلب یہہ ہے کہ اس [illegible] اور انکو [illegible] سلام ہوئی حضرت
خواجہ خضر نے فرمایا اے عزیز دیدہ و دانستہ آپکو بلا مین ڈالتا ہے کیا فائدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجھکو اسی مین نفع
ہے کہ ایکدم آن ہو جاؤن اور جو روز ازل سے میری قسمت مین مصیبت لکھی ہے تو بیشک ہوگا اسبات کو
سنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اوس درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑھکر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑھے
جا یہہ کہکر آپ اوسکی نظرون سے غائب ہوگئے حاتم وہین درخت پر چڑھ گیا جب وہ نازنین کے سر برابر پہنچا اوسکا
سر بھی انھین کے سرون کے برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گر کر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اوٹھا
اور ایک شور زمین سے بلند ہوا جب آفتاب چھپا اور رات ہوگئی وہ سر سبکی سب حاتم کے سمیت اوس تالاب مین گر پڑے

کر پہنچی اور بدستور سابق جسم ملکے جمع ہوکر کاروبار کرنے لگا پہر ملکہ بہی گئی تہی اور حاتم دست بستہ تخت کے برابر
سے لگ کہڑا ہوا یہ بیہوش تہا ملکہ زرین پوش نے کہا اے جوان سچ کہہ کہ کون ہے کیا نام ہے کہان سے
آیا ہے اُسنے کہا مین بہی ایک تیرا خادم ہون اور اسی تالاب سے نکلا ہون اُسنے اسکو طرز کلام سے معلوم کیا
کہ مجہپر عاشق ہوا ہے ایسا تکو سمجہکر کچہہ نہ بولی اور ناچ رنگ مین مشغول ہوئی جب وہی رات ہوگئی تب دستر خوان بچہا
انواع و اقسام کے کہانے لذیذ اور سیر حسن نے شہزادے حاتم کو اپنے پاس بٹہا لیا اور شہر کے سب کہانے اُسکے آگے
رکہدیے اور نہایت مہربانی سے کہا کہ کچہہ کہانا کہا پہر حاتم کہانا کہانے لگا مگر یہ دیکہتا کہ مین کون ہون اور
کسواسطے آیا ہون اور کہان جاونگا جب کہانے سے فارغ ہوئے ناچ رنگ ہونے لگا اور رات بہر یہی عالم رہا جب صبح
ہوئی سب سمیت حاتم کے اس درخت کی ڈالیونپر پہر اپنی صورت سے جا لٹکی اور آنکی دفعۃً تالاب مین غرق ہوگئے
اور اسیطرح کئی برس گذرے ایک روز حضرت خواجہ خضر پہرتے ہوئے وہان پہونچے اور اسکے سر کو اپنی عصا سے اوتار ادہر کو
تالاب سے نکالا پہر بہانک اسم اعظم پڑہا کہ اسمین جان آگئی اور جادو دور ہوا اُسنے آنکہین کہولکر دیکہا کہ وہی مرد
بزرگ ہاتہہ مین عصا لیے سرہانے کہڑا ہے اوٹہا اور پاون پر گر پڑا اور کہا حضرت سلامت باوجود اسحالت کے آپ غور
نہین فرماتے فرمایا اے جوان تو ابتک کہان تہا وہ بولا کہ مین اس درخت پر اس سرو چمن ناز کے تماشے مین
مشغول تہا خواجہ علیہ السلام نے پوچہا کہ اے اُس نازنین کی آرزو تیرے دلمین ہے اُسنے کہا کہ ہان خدا
اتنی دستگیری کرو کہ اپنی مراد کو پہونچون ورنہ اسی بلا مین مرجاونگا خواجہ نے کہا کہ جبتک اُسکا
باپ مارا نجائیگا اس گل غنچی کو کوئی نپائیگا کیونکہ وہ جادوگر ہے اُسنے اسکو جادو مین کر رکہا ہے اور
اسکا یہ طور ہے کہ جو کچہہ مین کہون اُسیطرح اُسنے کہا بہت اچہا اور ہونے فرمایا کہ اسم اعظم سکہلاتا ہون
تاکہ تو احتیاط رکہے اور ناپاکی سے اسکو بچا اور جہوٹ نہ بولے ہر روز نہایا کر اور تمام دن روزہ رکہے اُسنے یہہ قبول کیا
اُسنے اسم اعظم سکہا کر کہا اب کوہ احمر کیطرف جا اور دلمین کچہہ اندیشہ نہ لا وہ بولا کیونکر جاؤن خواجہ نے کہا کہ تو
میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکہین بند کر اُسنے ایسا ہی کیا ایکدم مین اُسکا پاؤن زمین پر جا لگا آنکہین کہولکر
جو دیکہا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ عظیم الشان اور اوسپر لالہ بوستان پہولا ہوا دیکہا خوش ہوکر اوپر چڑھنے لگا
قدم رکہتے ہی اُسکے پاون ایسے لگ گئے کہ اٹہانا محال ہوگیا عجب حیران ہوا دلمین کہنے لگا اب اسم اعظم پڑہنا چاہیے
پڑہتے ہی اُسکے پاؤن پتہر سے چہٹ گئے تب معلوم ہوا کہ وہ احمر بہی پہر تو اسم اعظم پڑہتا ہوا چڑہ گیا اتنے مین ایک میدان
نظر آیا آگے بڑہا ایک چشمہ دیکہا بہت سے اور درخت میوہ دار کہ کبہی نہ دیکہے تہے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اوتار کر اسمین
غسل کیا پہر لباس پاکیزہ پہن اسم اعظم پڑہنے لگا اسکی برکت سے تمام جانور جادو کے گیا اور بد بہاگ گئے یہہ خبر شاہ احمر کو
پہونچی کہ سب جانور بہاگے ہوئے چلے آتے ہین اُسنے نجوم کی کتاب دیکہی معلوم کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس

بھاڑ پھر آجائیگا اور تمام جادو بھی باطل کریگا یہ وہی ہے جو وہان چشمہ پر لکھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہے اور کوئی ہر
اسم کو پڑھتا نہیں اور اسکو اثر نہیں کرتا کیا مدبر سمجھی کہ وہ اسم ہے کہ ایسا کچھ جگہ ایک منتر پڑھا اور چاروں طرف ہوگا کہ
غش کا باعث پریون کا نمودار ہوا اور انمیں ایک پری ملکہ زرین پوش کی صورت تھی صراحی اور پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے کہا کئی
دی شام کو احمر جادو نے کہا کہ حاتم کو شراب پلا کر کام تمام کرے وہ صورت سب پریون کی ہیبت اوس کے بیچ جا بیٹھی حاتم
دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو سب اوس درخت میں لٹکتی تھین یہان کیونکر آگئیں شاید میں سو جاؤں اور اسکے باپ کا مکان آنکلے ہوگی
آخر میں ملکہ زرین پوش کی صورت حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے حاتم تو نے رنج و تعب بہت کھینچے ہیں آج میرے باپ نے مجھے
باغ کی سیر کو بھیجا یا تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہہ کہکر اوسکے پہلو میں جا بیٹھی حاتم نے اوسکی صحبت غنیمت جانی
اور شراب کا پیالہ پیا وہ محبوبہ وہیں شام احمر کی صورت ہوکر پکڑ کے لے گئی اوس نے حاتم کی صورت دیکھکر سر نیچا
کر لیا اور دل میں کہا ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہہ دشمن ہے اسے کچھ سزا دیا چاہیے نوکروں کو فرمایا اس کو چاہ
آتشین میں ڈال دو اسکے چاکروں نے حاتم کو اوسیوقت کنوئیں میں ڈالدیا اور منہ پر زمین کی ایک سل لوہے کی لال
کرکے اوسکے منہ پر دہرا بلکہ غرض حاتم سلطان وہیان جلا جاتا تھا اور مہرہ خرس کی بچی کا جو اوسکے منہ میں تھا
کنوئیں میں سل ہیبت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر کے لوگون نے حاتم کو کہا کہ وہ چاہ آتشین میں جلکر خاک سیاہ
ہوگیا تب اوس نے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہہ جھوٹی ہیں حاتم ایک مہرہ کے سبب صحیح و سلامت ہے ہنوز نہیں پہنچی لگا دم
اوسے کسطرح لیا چاہیے جبتک وہ مہرہ اسکے پاس ہے اوسکو کچھ آفت نہ پہنچیگی مگر مشکل یہہ ہے کہ وہ منہ میں رہتا ہے نہیں نکل سکتا مگر
وہ آپ دیدے یہہ مدت فرمانبرداروں کو کہا کہ جلد اوسے نکالکر اوسی چشمہ پر پہنچا دو وہ پہنچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا سجدہ
شکر بجالایا شام احمر جادو نے منتر پڑھا ایک ساعت میں وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی صورت سمیت حاتم کے سامنے
آئی ملکہ کی صورت نے آگے قدم بڑھا کر کہا کہ اے غمگسار اب میں تیرے پاس بیٹھونگی دور سے دیدار دیکھونگی اوس غم رنج میں
تیرے پاس بیٹھی تھی تو میرے باپ نے سیاہ دیو کو بھیجکر پکڑ منگوایا خدا نے تجھے اس بلا سے نجات دی ہزار امین تیرے پاس
بیٹھون اور بابا جان سن لین حاتم نے ہاتھ پکڑ لیا اور سنبھالا تب وہ نازنین ناز و انداز کرنے لگی کہ اے حاتم تو مجھے سچ مچ
چاہتا ہے اوسنے کہا جان و دل سے بھی عزیز رکھتا ہوں وہ بولی ایک چیز میں تجھسے مانگون اگر دے تو جانون
اگر عاشق صادق ہے اوسنے کہا میں تو مفلس ہوں یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ خرس کی بچی کا مہرہ چاہتی ہوں حاتم
نے کہا کیونکر جانا وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ میرے باپ نے مجھے نجوم کی راہ سے بتلایا ہے حاتم چاہتا تھا کہ
اوس مہرہ کو نکال کر حوالہ کرے کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ اے نادان کیا کرتا ہے بعد پشیمان
ہوگا بلکہ جان ہی جاتی رہیگی یہہ بات سنکر حاتم نے کہا کہ اے بزرگ تو کون ہے جو کار خیر
سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کس کام کا ہے محبوبہ کو ندون مثل مشہور ہے وہی بھول

جو سہرے جزیرے اوسنے کہا مین وہی مرد ہون جسنے تجہے اسم اعظم بتایا تہا حاتم اوٹہہ کر اوسکے پاؤن پر گر پڑا
اور کہا یا حضرت مین جس نازنین کو چاہتا تہا اوسکی توجہ سے باطنہ لگی حضرت نے فرمایا اے نادان یہ کیا کہتا ہے
ہرگز اسبات کا خیال دلمین نہ لا یہہ ملکہ زرین پوش نہین نادان تو یہہ جادو کی تصویر ہے پہلے بہی اسکی شام احمر
نے بلا بلا صورت بنا کر بہیجا تہا اور اسی کے ہاتہہ سے پیالہ بہلوا کے تجہے چاہ آتشین مین ڈلوایا اس مہرہ کی بدولت
بچا اور اسم اعظم پڑہ اگر ملکہ زرین پوش ہے تو بیٹہی رہیگی اور اگر جادو کی تصویر ہے تو جلجائیگی حاتم نے اونکے قدم چومے اور
اور تالاب سے منہ ہاتہہ دہو کر متوجہ ہوا کر کے جونہین اسم اعظم پڑہنا شروع کیا وہین اوس جماعت کا رنگ متغیر ہونے لگا
اور بعد تہوڑی دیر کے لگا یہہ خبر شام احمر جادو کو پہنچی کہ وہ سب صورتین جلکر خاک سیاہ ہو گئین اسبات کے سنتے ہی جادو کے
زور سے اوسنے شیطان کو بلوایا اور نہایت تعظیم و تکریم کر کے اپنے پاس بٹہایا اور کہا کہ مین حاتم کے ہاتہہ نہایت
عاجز ہون کچہہ تدبیر نہین سوجہتی کیا کرون ابلیس نے کہا اے شام احمر ابہی عمر اوسکی بہت باقی ہے وہ کب تیرے ہاتہہ سے
مارا جاتا ہے اور کب کسیکا فریب کہاتا ہے بہتر یہہ ہے کہ اپنی بیٹی اوسے بیاہ دے وہ بولا اوسنے ہماری بہت سی صورتین
جلا کر خاک کردی ہین اسبات کا امیدوار ہون کہ تو اپنی دستگیری سے اسم اعظم کو بہلادے اوسنے کہا کہ مین اس جگہہ کچہہ
نہین کر سکتا کیونکہ حضرت خواجہ خضر اوسکی حفاظت و مدد کیواسطے حق تعالی کی طرف سے معین ہین وہ اسم اعظم
نہین بہول سکتا اور مجہکو اتنی قدرت نہین جو اسکے دلسے بہلادون مگر اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ غافل ہو جاوے اور
محتلم ہو یہہ بات سنتے ہی شام احمر جادو بہت خوش ہوا اوسکے پاؤن پر گر پڑا شیطان لاسا و یکہ غائب ہو گیا اور
حاتم کو غفلت مین ڈالکر محتلم کر دیا وہ گہبرا کر چونک پڑا اور آپ کو ناپاک دیکہکر غسل کا قصد کیا اودہر جادوگر
گہات مین لگ رہا تہا قابو پا کر منتر پڑہنے لگا پہر دیو سیاہ زمین سے پیدا ہوا اور حاتم کیطرف دوڑا حاتم کو احتلام
کا وسوسہ تہا کہ اس سے کیونکر لڑون ایسا نہو کہ مارا جاؤن اتنے مین دیو آ پہنچا اور اوس کو پکڑ کے شام احمر کے
پاس لیگیا وہ اوسے دیکہکر بولا کہ اسکو مارنا صلاح نہین کیونکہ وہ مہرہ ضایع ہوگا جبتک یہہ اپنی خوشی سے نہ
دیوے اور زنجیر پہنا کر دو بہاری ستونون مین کہینچ دو اور ہر صبح اوس کا کہانا لا کر دو چنانچہ
اوسکے فرمانبردارون نے ویسا ہی کیا حاتم اپنے آپ کو گرفتار دیکہکر خداوند کریم کی
درگاہ مین گریہ وزاری کرنے لگا کہ الہی تیرے سوا اسوقت کوئی مددگار نہین اور شام احمر
جادو نے اپنے جادوگرون سے کہا کہ تم اس کے گرد بیٹہو اور باری باری سے چوکی پہرہ
دو وہ اوسکا کہنا بجالائے غرض سات رات دن تک یونہی چوکی پہرہ دیا گیا
جب حاتم پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے مین شام احمر آیا اور کہنے لگا اے حاتم
اب کیا احوال ہے اوس نے جواب دیا ظاہر ہے اوس نے کہا اگر مہرہ دیوے

تو مین تجھے ابھی چھوڑ دون حاتم بولا اپنی بیٹی میرے ساتھ بیاہ دی تو ابھی دیتا ہون اسکا جواب سنکر نہایت غصہ
ہوا اور مسند سے اوٹھکر جادوگرونکو ارشاد کیا کہ تم اسپر پتھرون کو برساؤ کہ اسکا سر پاش پاش ہو جادوگر
پتھر ہاتھون مین لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنی جان پر رحم کر اور مہرہ ڈالدے ورنہ تیرا سر پتھرون سے
پاش پاش ہو جائیگا جادوگر ہاتھون مین پتھر لیکر مستعد ہوے حاتم نے کہا انشاء اللہ مین سردار کو مارونگا اور
اوسکی بیٹی کو اپنی خدمتمین لونگا یہہ بات سنکر وہ جادوگر غصہ ہوے اور پتھرونکا مینہہ برسایا یہانتک کہ حاتم
اوسمین چھپ گیا جادوگرون نے اپنے سردار کو جاکر کہا کہ حاتم مر گیا اوسنے کہا کہ غلط کہتے ہو وہ جیتا ہے انہون نے
کہا کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہو جاتا یہہ تو آدمی تھا کیونکر بچا ہوگا احمر جادو نے کہا کہ اگر تمکو باور
نہین تو پتھرونکو سرکاکر دیکھو کہ اوسکو کچھ آسیب پہنچا جادوگرون نے جو دیکھا سلامت پایا جھلا کر پتھر برسانے لگے
کہ اس پہاڑ سے دونا ہو گیا پھر پتھرونکو جو سرکاکر دیکھا تو اوسے کچھ ضرر نہ تھا سات روز اسیطرح گذر گئے تب احمر جادو
نے ناچار ہوکر اس سے کہا کہ تم ہر روز اسیطرح پتھر مارو اور آپ جاکر منتر پڑھنے مین مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے
عاجز ہوکر مرنے لگا چوکیدارون سے کہا کہ ای یارو اس مہرہ کا خواص یکھا ایسا ہے کہ جسکے باعث آگ مین جلاتے تھے پر
نہ موا اب جو کوئی مجھکو یہان سے اس تالاب پر لیجائیگا یہہ مہرہ مین اوسکو دونگا انہون نے کہا کہ ہمین تیرا مہرہ ہرگز درکار
نہین مگر ایک لالچی نے اشارہ کیا کہ مین تجھکو اس تالاب پر لیجاؤنگا جب رات ہووے حاتم نے اشارہ کیا کہ یہہ مہرہ تجھکو
دونگا جب وہی رات ہو گئی سب کے سب سو رہے مگر ایک وہی چوکیدار اس مہرہ کی لالچ سے جاگتا تھا ایکدم بعد جسکے
سے اوٹھکر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کہے تو مین تجھے اس چشمہ پر لیچلون حاتم نے کہا مجھکو چلنے کی طاقت
نہین چلنا تو ایک طرف ان پتھرون سے نکلون اوسنے کہا کہ مین جادو کے ذریعہ سے نکال لیتا ہون اندیشہ
نکر یہہ کہکر افسون پڑھنے لگا اتنے مین ایک کالا دیو پیدا ہوا وہی ان دونونکو اس تالاب پر پہنچا کر غائب ہو گیا
حاتم نے پہلے کپڑے دہوئے پھر نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا سا پانی پیکے چشمہ سے باہر نکلا کپڑے پہنے جادوگر نے کہا
ای حاتم مین تجھکو اس مہرہ کے لالچ مین ان پتھرون سے نکالا اور اس تالاب پر تجھکو پہنچایا اب تجھکو لازم ہے کہ اپنا وعدہ
وفا کر اور مہرہ مجھکو دے حاتم نے کہا ای عزیز تو نے میرے ساتھ نیکی کی مین بھی سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت
شام احمر کو مارونگا یہانکی بادشاہت تجھے دونگا اوسنے کہا ای حاتم اس مہرہ کے سوا کوئی چیز جہان کی مجھے درکار
نہین اگر دیتا ہے تو دے حاتم نے کہا یہہ مہرہ میرے دوست کی نشانی ہے کسطرح دون اور جو تو یہہ مہرہ مانگتا ہے
کس کام کے لیے اور کسواسطے اوسنے کہا کہ بیچا چاہتا ہے حاتم نے کہا ای نادان اگر خدا کیواسطے مانگتا تو ابھی
تیرے حوالہ کر دیتا اوسنے کہا کہ میرا خدا جادوگر ملاق شام احمر کا استاد ہے تیرے خدا کے واسطے کیون دون حاتم نے
کہا اے بندہ خدا تو بندہ کو خدا کہتا ہے دور ہو مجھکو یقین ہے کہ تو کافر ہے خیر کیا کرون ناچار ہون کہ تو نے مجھے

احسان کیا ہی اور نیکی کا بدلہ بدی نہین ورنہ تو اپنے کئے کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجھسے پھر و لینا کچھہ مشکل نہین
اگر مجھسے دیتا ہی تو دی نہین تو اس چشمہ مین ایسی غوطے دونگا کہ پھر اوسمین نکلنا نہ ہوگا حاتم بولا کہ ای ملعون بیک
تو زبردستی کرتا ہی لیکن جسوقت اس چشمہ مین مجھے دونگا وہ بھی اس شرط پر کہ تو نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو
ایک جانے اور جادو کرنا چھوڑ دے یہ باتین سنکر وہ غصہ ہوا اور افسون پڑھنے لگا اور ادھر حاتم نے اسم اعظم
شروع کیا غرض جتنے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتا تھا کچھ اثر نہ ہوا اور اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ ہی کانپنے لگا تب حاتم کے
آگے سے بھاگا اپنے رفیقون مین آملا اور جادوگر کو دہشت چھا رہی تھی کہ اطلاع ہو اور حاتم اسی چشمہ پر جا بیٹھا اسم اعظم
پڑھا کیا اتنے مین فجر ہو گئی سب کے سب اوسکے آگے سے تو انکو خالی دیکھا حاتم کو نہ پایا ڈر گئی کہ اب شام احمر مجھکو جیتا نہ چھوڑیگا جا سر
پر خاک اوڑاتی اوسکے آگے آئی اور کہنے لگی کہ خداوند حاتم غائب ہوگیا وہ سنتے ہی غصہ ہوا پھر علم نجوم سے دریافت کیا
کہ حاتم اوسی تالاب پر بیٹھا ہے اور سرتنگ جو کہ گیا اور وہ انکو چھڑا لایا اسے بھی دیا ہے حکم دیا کہ مین کسی کو جاؤ اور سرتنگ کو پکڑ کے
سامنے لاؤ کہ مین اسے جیتا نہ چھوڑونگا وہ اسکے حکم کے موافق سرتنگ کو پکڑنے گئی وہ اسی عیار سے دریافت کرکے بھاگا اور حاتم
کے پاس جا کر کہنے لگا کہ ای حاتم تیرے سبب سے میری جان جاتی ہے باوجود اسکے مین نے تجھہ سے بدی نہین کی بلکہ نیکی کی تو نے مجھے
چھڑایا ہے ایک تو پھر ہاتھ نہ لگا دوسرے جان کا خطرہ ہے حاتم اسکے احسان پر نظر کرکے شرمندہ ہوا اور خاطرداری سے کہنے لگا کہ
تو خاطر جمع رکھ اودھر جب شام احمر نے دیکھا کہ سرتنگ بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے مین سرتنگ کو ایک شعلہ آگ کا دکھائی
دیا چلایا اور پکارا کہ ای حاتم جلد بچا نہین تو جلکر خاک سیاہ ہو جاونگا اسنے اسم اعظم پڑھکر اسپر دم کیا شعلہ بجھہ گیا
پھر اسنے کہا کہ تو میرے پیچھے آکر کھڑا ہو اور کچھہ فکر نہ کر سرتنگ نے کہا ای حاتم اب مین تیرا ہوا مجھکو شام احمر کے جادو سے بچا
حاتم نے فرمایا اوسکی کیا قدرت ہے یہہ کہکر حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور اسم اعظم پڑھتا ہوا شام احمر کے طرف
چلا اور سرتنگ بھی اسکے ساتھ ہو لیا جب احمر جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتنگ ادھر آتے ہین
اپنا تمام لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلا اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک گھٹا اوٹھی اور بادل گرجنے لگے اور بجلی چمکنے
لگی سرتنگ نے کہا ای حاتم ہوشیار ہو یہہ جادو کا اثر ہے اوسنے اسم اعظم پڑھکر آسمان کی طرف پھونک دیا
وہ سب آفات اوسکے لشکر پر پڑین اس سبب سے احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بڑا جادوگر ہے کہ جسکی
جادو نے ہمارے سحر کو رد کیا ہے اتنے مین ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب حاتم اور سرتنگ کے سر تک پہنچا سرتنگ نے پکارا
کہ حاتم خبردار رہو کہ یہہ سحر ہے حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ پہاڑ مثل سنگریزہ انھین کے لشکر مین جا پڑا دو ہزار
جادوگر مر گئے اور ایک ٹکڑا اوسکا شام احمر کے سر پر پڑا مگر وہ اپنی جادو کے زور سے بچ گیا پھر حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے
بڑھا شام احمر نے جو دیکھا کہ حاتم سنجیدہ چلا آتا ہے پھر ایک افسون پڑھکر پھونکا چارونطرف سے چار اژدہے پیدا ہوے لیکن
اسکے لشکر پر جا کر گر پڑے اور نگل گئے مگر کئی شخص باقی رہے تھے کہ شام احمر نے پھر منتر پڑھکر پھونکا اژدہون نے

نکلے ہوؤن کو اوگل دیا یہہ حالت دیکھکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے بہاگ گئے احمر جادو نے ہرچند
پکار کر کہا کہ بچاؤ اور دلاسے دیے مگر کسی نے نہ سنا جب شام احمر نے دیکھا کہ کوئی جادو کارگر نہیں ہوتا ایک جادو
ایسا پڑھا کہ وہ سب لوگ وس میدان مین درخت ہوگئے اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا جب دیکھا
کہ کوئی منتر حاتم پر اثر نہیں کرتا ایک شیر پکر آسمان کیطرف ہوا ہو گیا حاتم نے جو دیکھا کہ شام احمر نکلکر اوڑا اور نظروں سے
غائب ہو گیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سہرنگ بولا کہ اب وہ اپنے اوستاد کمانی جادو کے پاس گیا ہو ایسا جادوگر ہے کہ
جسنے ایک آسمان چاند سورج ستارون سمیت بنایا ہی اور ایک پہار کے نیچے شہر عظیم بسایا ہے کہ چالیس ہزار جادوگر
اوسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہی کہ مین نے تمام پیدا کیا ہی خاک اوسکے منہ مین کہ خدائی کا دعوی کرتا ہی اور ہم برس مین
ایک بار اوسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ہی ساحر ہی اور اوسکا مکان یہان سے تین سو کوس ہی حاتم نے کہا توبہ کرو
خدا واحد ہی اوسکا کوئی شریک نہیں اوسنے ہر چیز کو پیدا کیا ہی اور وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ابیت نہ کوہ مین ہی نہ
سنگ مین ولیکن چلتا ہی ہر رنگ مین سہرنگ نے کہا آمنا صدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت سے جادوگر کو بہاگتے ہوئے
دیکھا حاتم نے کہا کہ مین اب کوہ کملاق پر جانا چاہتا ہون سہرنگ نے عرض کی جو آپکی خوشی ہو مین آپکی غلامی مین حاضر رہتا ہون
اور یہہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر کے لوگ ہین مین یقین کرتا ہون کہ یہہ یونہین رہین گے وہ اونکو جادو سے
درخت بنا گیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو انکو صورت اصلی پر لاکے اپنے ساتھ لیچلو اس بات کے سنتے ہی حاتم نے تھوڑا سا
پانی پڑھکر سہرنگ کو دیا کہ اوس پانی کو اونپر بسم اللہ کہکر چھڑک دے کہ قدرت الٰہی کا تماشا دیکھو جوہین درختوں پر پانی پڑھکر
چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے سب اپنی صورت پر آگئے اور سہرنگ سے شام احمر جادو کا پتہ پوچھا اوسنے کہا کہ وہ تم سبکو
اپنی جادو سے درخت بنا گیا تہا اب حاتم نے تمہیں اسم پڑھکر آدمی کیا ہی تم اپنا احوال بیان کرو اونہون نے کہا ہم زمین پر
کھڑے تہے طاقت چلنے پہرنے بولنے کی نہ رکہتے تہے اور بند بند درد کرتا تہا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوے اور نجات پائی حق تو یہی ہے
کہ یہہ عجیب جوانمرد ہے اسپر رحم صاحب ان زور آور ہی جو شام احمر جادو پر غالب آیا گفتگو آپسمین کرکے متفق ہو کر حاتم کے
پاس آئے اور پاؤن پر گرکے کہنے لگے کہ اے حاتم آگے ہم شام احمر کے بندہ و بندے تھے آج سے تیرے غلاموں مین داخل ہوئے تو نے ہم پر بڑا
احسان کیا خدا تجکو اسکی جزا خیر دے یہہ بات سنکر حاتم نے پھر اونپر اسم اعظم پڑھکر پھونکا جو اون مین جادو کا اثر تہا بالکل جاتا رہا حاتم
کہنے لگا اچھا اب وہ کہان جائیگا حاتم نے کہا یارو مجہے شام احمر سے کچہہ کام ہی جبتک وہ میرے ہاتھ نہین آتا ہی مین کچہہ کام نکرونگا جتنا تجہہ
بنتی ہی اوسکے بیاہ کرتا ہون اونہون نے کہا کہ اوسکی بیٹی کو تمنے کہان دیکھا حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر
تک بیان کیا کہ مین صرف اسی آرزو اور اوسی کے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا یہان تک آیا اور
شام احمر نے جو مجہپر ظلم کیا نہ زبان کو قدرت کہ تقریر کرے نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان

خدا کا کہ جسنے مجھے ضعیف کو اپنے زبردست پر فتحیاب کیا اگرچہ وہ یہان سے بہاگا اور اپنی اوستادوں کے
پاس گیا لیکن اوس سے کیا ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی اب مین اوسکو اوسکے اوستاد کو بہت مارونگا اور نام
و نشان اون دونونکا صفحہ عالم سے مٹا دونگا اونہون نے عرض کی کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہے اور اوسکا زیر
کرنا بڑا مشکل ہے حاتم نے کہا اے یارو ہمت نہ ہارو اور اگر تماشا دیکھا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو یا نہین آرام کرو
اونہون نے عرض کی کہ آپ نے ہمپر احسان کیا ہے یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہم تمکو تنہا جانے
دین بہتر یہی ہے کہ ہم سب آپکے ساتھ چلین بالفرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھ مر جاوینگے اور تم جہان جاوگے
ہم بھی ساتھ چلینگے یہان ہمارا کیا کام ہے وہ ہمین ہرگز نہ چھوڑیگا غرض حاتم نے سب جادوگرون کو کوہ کملاق
کا رستہ دیا تھوڑی دور بڑھا کر اونہون نے کہا حضرت سلامت احمر جادو یہان سے اکیلا نہین ہم سبکو لیکر اوس پہاڑ پر
پہنچا ہے حاتم کہنے جواب دیا کہ وہ جادوگر تھا اپنی جادوگری سے اتنا جلد راہ طے کرتا تھا اونہون نے عرض کی اے
خداوند اگر آپ جادوگر نہیں تو اوسپر کیونکر غالب آئینگے کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پہاڑ کر دیتا ہے یہ سنکر بولا کہ اے
نادان تو اپنے آنکھونسے اسکا تماشا دیکھیگا حاتم نے کہا اے عزیز وہ مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان
جادو کا کیا بس چلے سمجھو اس اسم کے اثر سے وہ جلکر خاک ہو جاوینگے پہر وہ سب حاتم کے ساتھ اوس تالاب پر
پہنچے کہ پہلی منزل پر یہ معلوم نہ تہا کہ احمر جادو اسی راہ سے گذرا ہے اور اوس تالاب پر سحر پڑھ گیا ہے تماشا یہ ہوا انہون نے
پانی پی لیا پیتے ہی پانی کے اونکے ناخونسے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہگیا پر ان سے جدا نہوا تھا
اسوجہ سے وہ بیچارے میرے ہی ساتھ آئے ہیں انکو اکیلا کیونکر چھوڑ دون اور اس پانی مین کیا بلا تھی کہ جسکے پینے سے انکو یہ حالت
ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اوسنے نہ پیا جب صبح ہوئی اون سب نے
سب کو مشکل مین دیکھا حاتم اونکی یہ حالت دیکھکر ہاتھ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن یہ سمجھا کہ شام احمر جادو
اس پر بھی جادو کر گیا ہے خیال گذرا شاید اسم اعظم کی برکت سے وہ اچھے ہو جاوین اور اونکی جانین بچین یہ اندیشہ کرکے
وہی اسم مبارک پڑھکر پہونکا انکے سوجن پہلے ہی دفعہ گہٹ گئی دوسری دفعہ پہر پڑہکر دم کیا تب اونکے ناخونسے نیلا پانی
جاری ہوا غرض تیسری بار حالت اصلی پر آگئے حاتم نے کہا یارو یہ کیا باعث ہے وہ بولے خداوند ہمکو یون معلوم
ہوتا ہے کہ شام احمر جادو اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہے حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پہونکا پہلے وہ جوش پر آیا پہر
سرخ ہوکر سبز ہوتے ہی نیلا ہو گیا ایک دم کے بعد صاف ہوا اور اپنی رنگت پر آگیا حاتم نے جانا کہ اس
تالاب سے جادو کا اثر جاتا رہا تب خدا کا شکر بجا لایا پانی پیا اور سبکو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تاکہ سحر کی حرارت
اسم اعظم کے سبب تمہارے بدن سے دور ہو سب اعتقاد لائے خداوند تمہارے ساتھ
ہوکر شام احمر اور کملاق سے لڑینگے اپنے قصد کی خبر سنکر شام احمر وہان سے بہاگا

تو کملاق کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوکیدارون نے عرض کی خداوندا شام احمر ننگے پاؤن پریشان حال
در دولت پر کھڑا ہے کملاق نے اندر بلا کر گلے لگایا اور پوچھا کہ تجھپر کیا حادثہ پڑا اُسنے عرض کی کہ میرے
پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا جادوگر کہین سے آیا ہے اُسنے ان حالون کو پہنچایا ہے کملاق یہہ حال سنکر آگ بگولا
ہوگیا اور کہنے لگا کہ تو مطمئن رہ ابھی جو پہنچا کر کے حوالہ کرتا ہون بعد اس تسلی کے ایک منتر پڑھا اور اسی
پہاڑ کیطرف پھونکا وہین ایک آگ نمودار ہوئی اور اُس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد
کوہ کملاق کی حد مین جا پہونچا رفیقون نے عرض کی کہ قبلہ عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے گرد جو آگ
شعلہ زن ہے جادو کی ہے حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم پڑھکر اس پہاڑ کیطرف دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہہ خبر
کملاق کو پہنچی اُسنے ایک ایسا جادو کیا جسکے زور سے اُس پہاڑ کے گرد ایک دریای عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا
ہوا حاتم کے طرف بڑھا سبھون نے عرض کی کہ یہہ دریا جادو کا ہے ہم بے اجل ڈوب مرینگے حاتم نے کہا
خدا کو یاد کرو ہمت کہان دو پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور وہ دریا ہوا ہوگیا اور زمین خشک نظر
آئی جادوگرون نے کہا کوئی سحر اسپر موثر نہین یہہ کہکر کملاق نے اور منتر پڑھا اسکے پڑھتے ہی کئی دس
دس پانچ پانچ من کے پتھر اسقدر پڑے کہ اس پہاڑ کے بعد ایک اور پہاڑ ہوگیا اور وہ نظر آنے سے رہگیا
اس حال کو ملاحظہ کرکے حاتم بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا کہ اسکی برکت سے ہوا پتھرونکو اوڑا لیگئی پہاڑ
نظر آیا حاتم آگے بڑھا کملاق جادوگر نے پھر ایک فسون پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کی نظرون سے غائب ہوگیا تب
اُنہون نے کہا اس پہاڑ کو کملاق نے چھپایا یہہ سنکر حاتم وہین بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھتا رہا فضل الٰہی سے
دو روز کے بعد وہ پہاڑ نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور مع ہمراہیان اسپر چڑھ گیا جادوگرون نے دیکھتے ہی غل مچایا
کہ یہہ جوان صحیح و سلامت نظر آیا کملاق شام احمر سمیت اُسی ساعت چڑھ گیا جو اس پہاڑ سے تین ہزار
گز بلند تھا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا پھر تو حاتم بیخوف داخل شہر ہوا اور دیکھا کہ ایک شہر عالیشان اور
اوسکی عمارت دلچسپ اور مکان پاکیزہ اور دکانین ستھری صاف درست کشادہ اسمین ہر طرح کی جنس
موجود قسم قسم کے جواہر جگمگا رہے ہین اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیون سے خوانچے معمور قرینے سے جا بجا
چنے ہوئے پر آدمی کا کہین نام نہ تھا حاتم نے یہہ تماشا دیکھکر لوگون سے کہا کہ یہانکے رہنے والے کیا ہوئے
اونہون نے کہا خداوند کملاق اپنے ڈر سے ان سبھون کو لیکر آسمان پر گیا ہے جو اوسنے بنایا ہے حاتم اس بات کو سنکر ہنسا
اور کہنے لگا اب تم کیون بھوکے مرتے ہو انکو مزے سے کھاؤ شکر خدا بجا لاؤ یہہ سنتے ہی وہ بھوکے تو تھے ہی بے اختیار
کھانے لگے جب کھا چکے سو چکر کیا ہوگئے حاتم نے معلوم کیا وہ کمبخت ان نعمتون پر بھی جادو کر گیا ہے یہہ سمجھکر

چھوڑ لیا پانی نکلا یا اور اسم اعظم پڑھکر ہر ایک کو پلایا وہین سحر کا اثر جاتا رہا پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر
پھونکا اور کہا اب شوق سے کہا کرو جادو جاتا رہا سپاہیون نے دلجمعی سے پیٹ بھر کر کھایا پھر حاتم نے
پوچھا کہ جادو گر کا آسمان کہان ہے اونہون نے عرض کی وہ جو ہوا مین شش گنبد نظر آتا ہے حاتم اوسوقت ادہر متوجہ
ہوکر اسم اعظم پڑھنے لگا آخر وہ گنبد بھی ٹکڑے ہو کر سیاہ زمین پر گر پڑا اور سب جادو گر جہنم واصل ہوئے اور کملاق اور
شام احمر سیاہ پہاڑ پر گر پڑے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا اونکے پیچھے چلا اور دونو کو پکڑ کر سیاہ کو
گرے اور پاس پاس ہو گئے حاتم بہت بشاش ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا پھر کہنے لگا کہ مین نے تجھہ سے
وعدہ کیا تھا کہ جب کملاق کو مارونگا تجھکو اوسکے ملک کا بادشاہ کرونگا اب یہہ ملک تجھکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ
وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اوسکی پرستش کرے اور خدا کی بندہ کو تکلیف نہ دے عدل و انصاف مین رات
دن مشغول رہے یہہ کہکر پھر اون جادو گرون سے یہہ کہا کہ تم سب اسکی سرداری کو منظور کرو اور یاد رکھو اگر اس سے تو ان
خلاف کروگے تو اپنی سزا کو پہونچوگے اور مین اب ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہون تم سب یہان خوش و خرم رہو اونہون نے کہا
کہ خوشی ہماری یہی ہے کہ ہم بھی آپکے ساتھہ چلین لیکن حکم سے باہر نہین ہو سکتے غرض حاتم نے اونکو وہین چھوڑا اور آپ
ملکہ زرین پوش کے مقام کی طرف روانہ ہوا چند روز مین وہان آ پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ تالاب جو آگے تھا باقی
ہے مگر وہ جنت اسی طرح ہرا بھرا کھڑا ہوا ہے اور تالاب کے بیچ ایک شیشہ محل عالیشان جگمگا رہا ہے حاتم اسکے
دروازہ پر جا کھڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سب کے سب اپنی جگہہ کھڑے ہین یہہ انکو دیکھکر خوش ہوا اور او
پاس ایک اون مین آکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو کہا مین وہی شخص ہون جو تمہارے ساتھہ تھا اوس وقت
نکلتا تھا اب پیر طرف سے ملکہ کیتئین سلام شوق کہو مین دوڑ کر شہزادی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگی اے شہزادی حاتم ایک
جوان جو شہر مین آیا تھا وہ اب جیتا ہوکر آیا ہے اوسنے سنتی ہی سر نیچا کر لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھا کر کہا پوچھو تو کہان تھا شاید کوہ
احمر گیا تھا جلد دریافت کرو مین اولٹے پھر اور حاتم سے پوچھنے لگی اے حاتم کوہ احمر کے حال سے بھی کچہہ واقف ہے اوس نے کہا
کہ ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تھا اپنے اعمالون کی بدولت مارا گیا اور جہنم مین گیا اتنا تجھسے کہا اور باقی زرین پوش سے کہونگا
اون نازنین نے حضور مین جا کر عرض کی شہزادی سنتی ہی آنسو بھر لائی کہ وہ نازنین تسلی دیکر التماس کرنے لگی کہ اے شہزادی
ایسی باپ کے واسطے غم کہانا اور رونا عبث ہے اوسنے اپنے فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم قید شدید سے چھوٹے اب اوسکو بلوا کر
پوچھ لو ملاقات کرو اس بات کو سنکر اوسنے خوب بناؤ سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن بیٹھی اور اسے اگر شہی پیر اعراض
سے کہا بلاؤ جونہین اوسکی نظر ملکہ پر پڑی بیہوش ہوکر گر پڑا ایکدم کے بعد اسکو سنبھالا اور شہزادی تخت مرصع پر سے
اور اپنے باپ کا حال پوچھنے لگی حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تیری واسطے اسقدر رنج و دکھہ سہی تجھے بھی لازم ہے
کہ میری محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی سے نا امید کی امید بر لا اس بات کو سنتی ہی وہ متفکر ہوئی اتنے مین بھولیون نے

کہا کہ بی بی حاتم یمن کا شاہزادہ ہی تمہارا اچھا نصیب ہے جو یہ خود بخود یہاں آیا تم اس سے شادی کرو گے ہر طرف سے
تمام آدمی ہمراہ اور اپنے باپ کا غم بھول کر چھٹ جاوگی یہ تو خوب ہوا تمام جہان کا منشا و مشار اب سرانجام شادی کا کیا جائے
شہزادی شہربانو کے تخت سے اٹھی اور محل میں چلی گئی مصاحبین اوسکی شادی کی تیاریاں کرنے لگیں سات روز
تک ناچ رنگ کی صحبت رہی آٹھویں روز بعد حاتم نے اپنے آبا و اجداد کی رسموں کے موافق نکاح کیا اور خوابگاہ
میں لیجا کر جلنا ہوا جب ملکہ ہمبستر ہوا اور قربت وصال چاہے کہ منیر شامی شہزادے کا حال یاد آیا خوف الٰہی دل میں آیا
بیٹھ رہا پانی کا ملکہ سے جلد علیحدہ ہو گیا شہزادی حیران ہو گئی کہ اسنے مجھ میں کیا عیب دیکھا کہ عین وصال میں علیحدہ
ہوا اسکو کیونکر پوچھوں یہ سوچ کر چپ رہ گئی جب اسنے اس آئینہ رو کو حیرت میں دیکھا پوچھا پریشان کیوں ہو خدا کے لیے
کہ میری زندگی میں مجھ سے مت چھپاؤ حاتم نے کہا تو اس حسرت کے سبب نکاح منسوب تو سمجھا لیکن میں خدا کی راہ میں کمر باندھ کے اپنے گھر سے
منیر شامی کے لئے نکلا ہوں وہ حسن بانو کا عاشق ہے اور وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے جو اوسکے سوال پورے کریگا وہ
اوسکو قبول کرے گی چنانچہ پانچ سوال پورے کرنے کے منیر شامی کو نکلوایا وہ رو ہمیشہ میں آنکلا اور ملاقات کے
بعد حال بیان کرنے لگا غرض اوسکی بیکسی پر میرا دل بھر آیا اور آنسو ٹپک پڑے آخر کار رقت آئی اور اوسکی ہمراہ شاہ آباد
میں آیا اور حسن بانو کے سوالات کا جواب اپنے ذمہ لیا اور اوسکو کاروانسرا میں بٹھا کر جنگل کی راہ لی چنانچہ بفضل خدا
تین سوال پورے کرکے چوتھے کی نوبت ہے اور اسی اتفاق سے تجھ تک نوبت پہونچی اور تیرے عشق نے بیخود
کر دیا بارے بہت خاک چھانکر بعد محنت تیرا وصال ہوا آرزو سے کہ تیرے باغ حسن سے گل راحت
چنوں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ بھائی میں تیرے کام میں دریغ نکرونگا اور جبتک تو اپنی داد کو نہ پہنچیگا
تب تک مجھپر عیش و عشرت حرام ہے بعید مروت سے ہے کہ میں عیش و عشرت میں مصروف ہوں اور وہ منتظر
رہے مصلحت یہ ہے کہ اپنی خوشی سے مجھکو رخصت دو تاکہ شہر خوارزم کو جاکر چوتھا سوال پورا کروں یہ بات سنکر
شہزادی نے کہا مجھے کہاں چھوڑ جاوگے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ میری خبر لیتا تھا اب کیونکر گذریگی حاتم نے
کہا میں تجھے یمن بھیجدیتا ہوں میرا باپ وہاں کا بادشاہ ہے تجھکو اچھی طرح سے رکھیگا کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی یہ بات
کہکر اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ اے قبلہ کونین کہ اگر میری عمر وفا کرتی ہے تو میں اس کام سے فرصت پاکر قدمبوسی حاصل
کرونگا بالفعل ملکہ زرین کو اپنے عقد میں لاکر خدمت عالی میں بھیجتا ہوں یقین ہے کہ آپ بھی اس کے حال پر
توجہ و الطاف فرماتے رہینگے القصہ جب عرضی تمام ہو چکی مہر کرکے ملکہ کے حوالہ کی وہ اپنی خواص اور
فوج و لشکر سمیت یمن کو روانہ ہوئی اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد شہر میں داخل ہوا اور وہاں جاکر
پوچھنے لگا کہ سچ کہنے والیکو ہمیشہ راحت ہے انہوں نے کہا ایسا تو شخص یہاں کوئی نہیں جو یہ کہتا ہو مگر ایک بوڑھے نے
یہ بات سچ کہتی ہو لکھکر اپنے دروازہ پر لگا دی ہے حاتم نے پوچھا اوس کا مکان کہاں ہے وہ بولے کہ یہاں سے

تو کوس پر شہر خوارزم ہے وہ وہین رہتا ہے یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف روانہ ہوا تین پہر مین جا پہنچا تو کیا دیکھتا ہے
کہ ایک عمارت عالیشان اور بلند کہڑی ہی اور اوسکے دروازہ پر بہی کلام خط جلی سے لکہا ہی یہہ اوسکو پڑہکر نہایت
خوش ہوا اور دروازے پر جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کسی دربان دروازہ کہولکر باہر آیا اور حاتم کو دیکھکر پوچہا کہ تو کہان
سے آیا ہی اور کیون آیا ہے اوسنے کہا مین ایک کام کیواسطے شاہ آباد سے آیا ہون دربان نے یہہ کیفیت آقا سی بیان
کی کہا بلا تو جب حاتم اندر آیا دیکھا کہ جوان خوشتر و مسند پر تکلف پر استیار سے بیٹہا ہی حاتم نے سلام کیا وہ بہی دیکھکر اوٹہا اور
تعظیم سے اپنے پاس بٹہایا انواع و اقسام کے کہانے منگوا کر روبرو رکہے جب کہانے سے فارغ ہوا صاحب خانہ نے پوچہا کہ صاحب
تم کون ہو اور کہان سے تشریف لائے ہو اور کسواسطے دراے سفر اختیار کیا جو اسقدر رنج کہینچا اور وہ کہتا ہے سچ تو یہہ ہے کہ تجہ سے پہلون
کے سوا اس مکان پر کوئی نہین آیا آن مین کا ایک تو ہے یہ سنکر حاتم نے کہا مین یمن کا رہنے والا ہون اور اب شاہ آباد
سے منیر شامی کے کام کے لیے تجہ تک آیا ہون الغرض ماجرا حسن بانو پر عاشق ہونے کا اور اوسکے سوالون کے
پورا کرنیکا اور اپنے مستعد ہونیکا مفصل سنایا پہر سبب اس کتبہ کا دریافت کیا اوس نے کہا اے جوان مردی کے
رہنے والے تو دنیا مین عجب نیکنامون مین مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہین آیا جو اورون کے واسطے اسقدر
بار محنت سہے اور رنج سہے تو ہی ایسا تہا جو یہہ بوجہ دوسرے کے اپنے سر پر لیا آج رہ جا کہ راہ کا تہکا ماندہ آیا ہے قدرے
آرام کر اس کی حقیقت کل کہونگا غرض حاتم تمام رات بآرام رہا صبحکو کہانا کہا کر کہنے لگا ارشاد
کیجیے اوس نے کہا اے جوان اس شہر خوارزم کو سات سو برس ہوئے ہین کہ یہان آباد ہوا ہی اور میری عمر آٹہہ سو
برس کی ہے اور جیسا اب ہون ویسا ہی جب تہا چنانچہ مین مشہور تہا بجز قماربازی کے دوسرا شغل نہ تہا اتفاقاً
ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسا بہی میرے ہاتہ نہ آیا جب رات ہوئی تو چوری کو نکلا اوسوقت یہہ بات
جی مین گذری کہ کسی غریب غربا کے گہر کیا چوری کیجیے بہتر یہہ ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ مین جاکر خوب سامان و
جواہر چرائیے بوقت نیم شب بذریعہ کمند بادشاہ کی خوابگاہ خاص مین جا پہنچا کیا دیکہتا ہون کہ ایک بہی چوکیدار ون
مین سے کیا خواص کیا خواجہ سرا کوئی نہین جاگتا اور بادشاہ بہی ایک پلنگ مرصع پر بیخبر سوتا ہی مین آگے بڑہا
اور اوسکے گلے سے گوہر شب چراغ اوتار کر کمند کی راہ سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب مین جنگل مین
گیا کیا دیکہتا ہون کہ ایک درخت کے نیچے بہت سے چور کہین سے مال چورا لائے اور بیٹہے حصہ کر رہے ہے
اتفاقاً اونہون نے مجہکو دیکہہ لیا اور میرا حال پوچہا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے مین راستگو
تہا سچ سچ کہدیا اور گوہر شب چراغ کو دکہا دیا اوس کو دیکہہ کر چورون کو یہہ لالچ ہوا کہ میرے ہاتہہ
سے چہین لین اتنے مین ایک شخص جنگل مین سے پیدا ہوا اور اوس مہیب آواز سے للکارا کہ تمام
صحرا کانپ گیا وہ اپنی جان کے دہشت سے بہاگ گئی مین تن تنہا وہان گذار رہگیا وہ میرے پاس آیا

اور کہنے لگا تو کون ہے جسنے پہلے ہی سچ کے سوا اور کچھہ نہ کہا تھا اوسنے کہا میں نے سچ سچ کہدیا یہہ سنکر وہ ہنسا
اور کہنے لگا کہ تونے سچ کہا اسواسطے یہہ سب مال و متاع اس گوہر شبچراغ سمیت میں نے تجھکو بخشا لیکن تو
چوری سے توبہ کر اوسکی یہہ بات میں نے مان لے اور جوا کھیلنے اور چوری کرنے کی دل وجان سے توبہ کی
اسکے بعد وہ تو چلا گیا میں اس مال و متاع کا پشتارہ باندہکر اپنے گہر لے آیا اور ایک
عمارت عالیشان بنوائی اور محلے والے میرے دشمن ہوگئے اور کوتوال سے جاکر یوں کہنے لگا
خداوند کل کی بات ہے کہ یہہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج تھا آج اوسکے ہاتھہ اسقدر زر وجواہر
کہاں سے لگا اور تمام محل بنایا اس بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلاکر پوچھا میں نے اوسکے سامنے
بھی سوا سچ کے کچھہ نہ کہا وہ مجھے بادشاہ کے پاس لیگیا میں نے اوسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان
کی دہشت کچھہ نہ کی یہہ سخن سنکر بادشاہ نے میرے حال پر نہایت نوازش کی کہ یہہ شخص عجیب وغریب ہے اسکو دیکھو
کہ اسقدر زر وجواہر کسی سے نہ چہپایا صاف کہدیا اسکی راستگوئی سے میں نے یہہ مال اسکو دیا اور اوسکا گناہ بھی
بخشا بلکہ اسکو اور بھی زر وجواہر اپنے خزانے سے اسقدر دیا کہ مالامال ہوگیا اب بھی اوسمیں سے میرے پاس
بہت ہے اگرچہ بہت خرچ کیا ہے اوسیدن سے یہہ اپنے دروازہ پر لکھکے لگا دیا کہ سچ کہنے والیکو ہمیشہ راحت
ہے اور مجھکو چاہیے کہ سچ کے سوا کبھی جھوٹ نکہوں بقول سعدی علیہ الرحمہ کے راستی موجب رضای خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست یہہ کہکر اوسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ میں یمن کا شاہزادہ
ہوں حاتم بن طے میرا نام ہے یہہ سنتے ہی وہ اپنی مسند سے اٹھا اور بغلگیر ہوا اور نہایت تواضع و تکریم سے پیش آیا کہنے لگا سچ ہے حاتم کے سوا
کون ایسا کر سکتا ہے پہر اوسنے کئی دن تک اوسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام بہت ضروری ہے اب
رخصت کرو اوسنے نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا وہ اپنی منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا ایکدن
ملک زرین پوش کی صورت اوسکی یاد آئی اور ارادہ کیا کہ ملک کو دیکھکر شاہ آباد دیکھا لگا پہر اسکی طرف چلا چند روز کے بعد
یمن کے قریب ایک تالاب پر بیٹھہ گیا اتفاقاً اوسکے کنارہ ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا تھا اور آپسمیں باتیں کر رہا تھا حاتم نے
بھی اپنے کان اودہر لگائے سنا کہ مادہ نے نر سے کہا کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کے کہاں جاتا ہے میرا سے خدا نخواستہ نر نے کہا اری
نادان لوگوں کا خیر میں حرکت کرنی ہی نیات ہے یہہ دن تیرے کیا کام آئیگی جو میں دنیا میں تجھسے مشغول ہوں اور تمام
چھوڑ دوں تو نے نہیں سنا کہ ایکبار ایک بادشاہ ایکدن شکار کو نکلا تھا ہر چند پہرا مگر کوئی شکار اوسکے ہاتھہ نہ لگا اپنے لشکر سے جدا
ہوکر ایک جنگل میں جا پڑا وہاں ایک خوش طرح جگہہ دیکھکر اندر چلا اور شادمان ہوکر سیر کرتا ایک ٹیلے کے پاس جا پہنچا وہاں ایک حوض
تالاب پر نظر آیا دیکھنے میں نہایت پاکیزہ و خوبصورت اوسکا پانی تھا اور جبکہ وہ بادشاہ اوسکو دیکھکر خوش ہوا اور کنارہ اوسکے
بیٹھکر ہاتھہ سے پانی اچھالنے لگا یکایک ایک زنجیر اوسکے ہاتھہ میں لگی اوسکو پکڑ کر جو کھینچا ایک صندوق مقفل کھنچ کے نکلا اوسنے جو اس صندوق

ندا آتی اس سبب اسکا نام کوہ ندا ہے اب اوسکی خبر لا کر وہان آواز کرنیوالا کون ہی اور سیاہ پوش کے اوپر کیا اسرار
ہے حاتم یہہ سنکر رخصت ہوا اور کاروانسرا مین آکر منیر شامی سے کہا کہ اب مین کوہ ندا کی خبر لینے جاتا ہون اگر

یہہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا کوہ ندا پر اور نہانا حوض مین اور ہونا بدن چاندی کے رنگ اور ملنا ایک پریزاد کا

زندگی نے وفا کی تو اس بات کو تحقیق کر کے پھر تجھسے ملتا ہون ورنہ مرضی خدا کی تم کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانیکا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا

غرض حاتم نے وہ چار باتین نصیحت آمیز شاہی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر جس بستی مین جاتا لوگون سے
پوچھتا کہ اے عزیزو اگر تم مین سے کوئی کوہ ندا کی راہ سے واقف ہو تو مجھے بتا دے یہہ بات سنکر لوگ حیران ہوتے
اور کہنے لگے کہ اتنی عمر ہوئی ہم نے نام بھی نہین سنا حاتم جوانمردی سے بے وہمی راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ایک
مہینے کے بعد کسی شہر کے نواح مین جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ تمام مرد و زن اس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے ہین
یہہ اونہین کی طرف چلا اونھون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے وہ سب کے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے
کہ مرحبا خوب ہوا تو کہان تھا ہم تمہارے منتظر ہین حاتم آگے گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح طرح
کے کھانے چنے ہین اور ایک جنازے کے گرد سب لوگ جمع بیٹھے ہین حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ اس مردے کو
کیون نہین گاڑتے اور اسقدر کیون روتے ہین انہون نے کہا کہ ہمارے قوم کی یہہ رسم ہے کہ کوئی شخص کہین
کیا یہہ جا کے تو ہم سب اُسکی جنازے کو جنگل مین لے آتے ہین اور کھانے بہت سے پکا کر ایک دسترخوان
پر چنکے مسافر کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آگیا تو مردے کو گاڑ دیتے ہین اور کھانا اُس
مسافر کے آگے رکھ دیتے ہین سات روز ہوئی کہ یہہ مردہ اسی طرح پڑا ہے اور کوئی اب تک نہین آیا تھا ہم عجب
مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کے وقت غربونکو بھیجدیتے تھے اور آپ یون ہی پڑے رہتے تھے
الحمد للہ سات روز بعد تیری صورت دیکھی اب دفن کرینگے حاتم نے کہا اگر مہینے بھر تک کوئی مسافر یہان
نہ آئے تو اس مردے کا کیا حال ہوا اور تم کس صورت سے جیتے انہون نے کہا ساتوین روز مسافر بالضرور آتا ہے
اور اگر شاید نہ آوے تو تمام دن روزہ رکھکر شام کے وقت پانی پیتے ہین اور مردہ ایک ماہ تک نہین سڑتا
حاتم نے کہا اگر اس سے زیادہ مدت گذرے اُسوقت کیا کرو گے وہ بولے ایسا ہو تو مردے کو گاڑ دین اور
تمام مرد و زن چھہ ماہ تک روزہ رکھین شام کو توبہ کرین اور روزہ افطار کرین اور بہت سے خیرات کرین
تب اپنے کام مین مشغول ہوون یہہ سنکر حاتم حیران ہوا اور اونہون نے اس مردے کو تہ خانہ مین اوتار کر فرش
بچھا کر اوسپر لٹایا اور طرح طرح کے کھانے اور خوشبو کی بتیان روشن کر کے سات بار اوسکے گرد پھر کر قدمبوس
ہوکر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر پہلے تک کھانے مین تو ہاتھ
ڈال اور پیٹ بھر کر کھا یہ قبول ہوا اور تیری توجہ سے ہم بھی روزہ کھولین یہہ سنکر حاتم کہانا کہایا
اور وے سب بھی شریک طعام ہوئے اسکے بعد جو بچا ہر ایک نے اپنے گھر بھجوایا وہ انکی عورتون نے
کھایا پھر وہ نہائے اور کپڑے پاکیزہ پہنکر چلے اور حاتم سے کہا اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو
چند روز ہمارے گھر مہمان رہ حاتم نے کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے اور جا رہا وہ

ہو سکتا ہوں غرض وہ اسکو شہر میں لیگئے اور ایک مکان ستھرا اوسکو رہنے
کو دیکے لوازم خوبصورت لونڈیوں سمیت بہجوا دیے حاتم نے اپنے دلمیں کہا یہاں کے عجب رسم
ہے فراغت پاؤں اور خدا اسیر اسمطلب پورا کرے تو میں بہی اپنے شہر میں جا کر اسیطرح
وہ عورتیں آرزومند ہیں کہ اس جوان کا جی ہم میں سے جسکو چاہے اوس سے لطف و تماشا
خوب ہے لیکن حاتم نے کسی طرف خواہش کے نظر بہی نہیں دیکہا صحبت کی ذکر کیا تو کیا
گذر گئے تب اون عورتوں نے اپنے سردار و نسے حاتم کی نیک ذاتی اور نیک نیتی کی خبر دی حاکم
بلوایا اور عزت حرمت سے مسند پر بٹہایا اور کہا کہ اگر ملک میں ہو دیا ملک اختیار کرو میں مہربانی سے
تیری خدمت میں ہوں حاتم نے کہا کہ مجکو ایک کار ضروری درپیش ہے میں اس سبب سے تا جا
یہ سنکر اونسے کہا کہ اگر مجہہ بہی اوس کام کی اطلاع ہوں تو تیری رفاقت کریں حاتم نے التماس
کہ کوئی میرے ساتھ تکلیف کہینچے وہ بولا کہ ای جوان اگر ساتھ نہیں لیتا تو بہلا کہہ سے کہ وہ امر
کہ ایک عورت حسن بانو نام سات سوال رکہتی ہے جو کوئی اونکا بخوبی جواب دے وہ اسکا
یہہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اوسپر عاشق ہوا ہے نہ جدائی کی طاقت رکہتا ہے نہ وصال
بہی نہیں ہو سکتا کا اوسکے سوال پورے کرے مگر اوسکے فراق میں جنگل جنگل پہرتا ہے
مجہسے ملاقات ہوئی میں جو اوسکو بحال تباہ آہیں بہرتے دیکہا نہایت غمگین ہوا بلکہ
نہ اوسکا یہہ ہے خدا آپکے لیے مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اوسکے چار سوال پورے کر چکا
سوال کی بار یہ ہے اور وہ یہہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہیے اس تلاش میں چہہ ماہ گذر گئے جس
جانا اگر تمکو خبر ہو تو بتا یہہ بات سنکر اوس پیرینہ سال نے کہا کہ میں اپنے بزرگوں سے سنا کرتا
اسی طرف شہر عالیشان آباد ہے وہاں آجتک کسینے مردہ نہیں دیکہا نہ قبر دیکہی اور نہ کوہ
سنا حاتم نے کہا کہ مجہہ اس سمت کو جانا ہے وہ بولا ای عزیز جیسے پہنچیں راہ کیسے طے کرسکتا ہے حاتم نے کہا
وہ وہاں پہنچا ئیگا اس سخن کو سنکر اس دیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر اوسکے نثار کیا
ساتھ ہو لیا اور راہی فقیر و نکو دیکر اسیطرف کا رستہ لیا ایک دن ایک شہر کے قریب جا پہنچا
دیکہا کہ وہ شہر بہی ہے اندر گیا وہاں کے رہنے والوں نے پوچہا کہ ای جوان تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں
سے آیا ہوں اور کوہ ندا کو جاؤنگا اونہوں نے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ یہاں سے بہت دور ہے تو پہنچ سکے
لایا ہے وہ کریم کارساز وہاں بہی پہنچا ئیگا پہر اونہوں نے کہا کہ تو آج کی رات یہیں رہ ہمارا ادال دلیا
ٹہیر گیا وہاں ایک شخص کتنے دنوں سے بیمار تہا اوسکے وارثوں نے لوگ جمع کرکے اوسے دفن کر

ہے غرضکہ کئی روز کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ ای یار مجھکو کوہ ندا کیطرف جانا ہے رخصت کر یہہ بات سنکر
پیر مرد نے کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہان سے بہت دور ہے تو نہ پہنچ سکیگا حاتم نے پھر کہا ای عزیز مجھے رخصت کر
یہہ کہکر چلا تو ملک ملک کی سیر کرتا ہوا اوتر کیطرف پہنچا ایک شہر دکھائی دیا جب اوسکے قریب جا پہونچا
تو لوگونکو دیکھا بہت سے جمع ہین اور شور و غل کر رہے ہین آگے جاکر پوچھا یارو اس شور و غل کا کیا سبب ہے
کسی نے کہا یہانکے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے اور ہم سب چاہتے ہین کہ اوسکے خاوند کو اوسکے ساتھ جیتا گاڑین وہ اسبات کو
قبول نہین کرتا اسواسطے یہہ شور و غل ہے حاتم نے کہا کہ تمہارا رئیس کہان ہے مجھے اوسکے پاس لیچلو تو مین اوس سے
کچھ کہونگا یہہ بات سنکر وہ اوسکو اپنے سردار پاس لیگئے حاتم نے اوسکو دیکھتے ہی کہا اے بزرگ یہہ تمہاری
کیا رسم ہے جو جیتے کو مردے کے ساتھ گاڑتے ہو اور پھر اوسپر کہ وہ غریب راضی نہین زبردستی کرتے ہو
اور خدا سے نہین ڈرتے ہو وہ بولا کہ ای عزیز یہہ جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر مین وارد تھا
چند روز یہان رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور رفتہ رفتہ ہم لوگون مین ملگیا اور اس شہر کا دستور ہے کہ جبتک لڑکی
بادشاہ کی اپنی جوانی پر نہین آتی تب تک سلوک اپنی رضا و رغبت سے نہین بیاہتی جبتک کہ آپس مین عشق و
محبت نہو بلکہ مہینے گذر جاتے ہین یہانتک کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم مین سے مر جاویگا
تو اوسکے ساتھ دوسرا گڑ جائیگا تب ہم دونونکو بیاہ دیتے ہین چنانچہ یہہ جوان بھی ہماری رسم سے آگاہ ہوکر
اس لڑکی کا عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب اوسکو ساتھ دفن کرتے ہین یہہ کیا ناانصاف امر ہے کہ اکمدت
تک چین کرتا رہا اور اوسکے باغ جوانی سے گل مراد توڑتا رہا اب جو وہ مر گئی تو یہہ اپنی خوشی سے اوسکے ساتھ
نہین گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہین رہتا ہمین بتاؤ کسکا قصور ہے کچھ ہم زبردستی کسیکو نہین گاڑتے اگر
اسکو باندھکر قبر مین رکھدین تو البتہ ظلم ہے تو ہی پوچھ کہ اپنے قول سے یہہ کیون پھرتا ہے یہہ بات سنکر
حاتم اوسکے پاس گیا اور کہنے لگا اے جوان تو کسلیے اپنے کہنے پر عمل نہین کرتا کبتک جیگا آخر مرنا ہے
بہتر ہے کہ جو کچھ کہا ہے اوسپر ثابت قدم رہ اوسنے کہا ای جوان تو بھی آن ہی مین ملگیا اپنے شہر کا دستور
بیان کیون نہین کرتا حاتم نے کہا کہ مین کیا کہون تو آپ ہی اقرار کر چکا ہے اب پھرتا ہے تجھے شرم نہین آتی اوسنے
کہا یہہ مجھسے کبھی نہوگا جو مین انکا کہا مانون اور جیتے جی مردے کے ساتھ گڑ جاؤن حاتم نے معلوم کیا یہہ
سب کے سب بیگاری ہو رہے ہین اور یہہ بھی اپنی خوشی سے نہ گڑے گا اسبات کا لحاظ کرکے اپنی بولی
مین کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تجھے نکال لونگا پر اب انکے سامنے گڑ اوسنے کہا کہ تیرے نکالنے
تک کیونکر جیتا رہونگا حاتم نے تسلی کرکے لوگون سے کہا کہ یارو یہہ اجل گرفتہ اپنی بولی مین
کہتا ہے کہ ہمارے شہر کا یہہ دستور ہے کہ قبر حجرہ کے طور پر بناتے ہین اگر یہی اوسیطرح بنا دینگے

جو کچھ اپنی خوشی سے کرونگا اوس شخص کو سمجھ وہ دیکھنے لگا کہ یہہ بات حاکم سے تعلق رکھتی ہے ہم کچھ نہین
کرسکتے وہ جو کہیگا وہی کرینگے حاتم اون سبھونکو اونکے حاکم کے پاس لیگیا وہ کہنے لگا خداوند یہہ شخص
گرچہ پردیسی ہین اور کہتا ہے کہ جسطرح ہمارے ملک مین قبر بنتی ہے اگر اس ڈھب کی بناؤگی تو مین قبول
کرونگا حاکم نے کہا کہ کسطرح کی بنتی ہے حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری کیطرح بہت بڑی کہ جسمین فرش
بیٹھ آدمی اچھی طرح بیٹھین جسمین یہہ بات حاتم کی زبانی سنتے ہی حاکم بہت خوش ہوا اور کہا کہ جسطرح یہہ کہے سمجھو جب اسکے
کہنے کے موافق وہ لوگ بنا چکے اور ایک قبر وہین ایسی بنوائی تب حاتم نے اونکو نکالنا سمجھا اوس سے کہا کہ تو اندیشہ نکر
وقت شب تجھکو نکال لونگا وہ اوس جگہ سے راضی ہوا اور وہ لوگ سب کہنے لگا کہ ای یارو اب در پر دیکھو جو ہم چاہتے ہو سو ہوا
اسکا ہو نصیب دن دونونکو قبر مین گاڑ دیا اور ایک پتھر سے اسکے منھ کو بند کرکے سب حاتم اوس شہر کو گئی پھر اوسکی مہمانداری
کی اور ایک مکان ستھرا سا اسکو دیا پھر رات ہونیکا منتظر تھا کہ کسطرح سے اوس شخص کو قبر سے باہر نکالے جب رات ہوئی
اور گھر والے سو گئے حاتم اپنے بچھونے سے اوٹھا اور اوس گور کیطرف چلا اوس ملک کا یہہ دستور تھا کہ تین روز تک مردہ کی
قبر پر اوسکے وارث تمام رات جاگا کرین اور گھر نہ آئین عورت کا شوہر نہ دیکھین چنانچہ اسی سبب حاتم کو قابو نہ ملا چوتھی
روز حاتم اوس گور پر گیا اور ڈھونڈھ جو قبر مین دفن ہوا تھا حاتم کو بہت سخت گذرتا تھا الغرض حاتم نے جانا
شاید مرگیا پھر پکارا کہ ای جوان مین تجھے نکالنے آیا ہون اوسنے جواب نہ دیا حاتم نے جانا شاید مرگیا پھر پکارا ابھی
بھی نہ بولا حاتم کو یقین ہوا کہ بیشک مرگیا کمال افسوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا تیسری بار آواز بلند سے پکارا
ای جوان اگر جیتا ہے تو جواب دے ورنہ مین اپنا وعدہ وفا کرچکا تا قیامت یہین رہیگا وہ بیچارہ کہ جو تنگ
اوٹھا اور تابدان کے پاس آکر کہنے لگا کہ ای شخص تو کون ہے حاتم نے جب اوسکی آواز سنی سجدہ شکر بجالایا اور کہا
مین وہی ہون جو تجھسے وعدہ کر گیا تھا یہہ کہکر خنجر سے قبر کھود کر اوسکو نکالا اور بعد ایکساعت کے کھانا کھلا کر کہا
کہ اب جدہر تیرا منہ اوٹھے چلا جا اوسنے کہا کہ میرے پاس خرچ نہین حاتم نے کئی درم دیکر رخصت کیا اور اوس
قبر کو درست کرکے اپنی جگہہ پر آکر سو رہا صبح کو اوٹھکر لوگون سے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ بتلاؤ مین جاؤنگا
اونہون نے کہا کہ جاؤ یہان سے قریب ہے تھوڑے فاصلہ پر ایک دروازہ ملیگا اگر داہنی طرف جائیگا منزل مقصود
پہنچیگا حاتم اونسے رخصت ہوا اور دس دن تک رات دن گیا بعد طے منازل گیارہوین دن اوسی دروازہ
پر جا پہونچا اور اوسکی نصیحت کو بھولکر بائین طرف چل نکلا حیف ہے کہ جس راہ کو اوس نے منع کیا ہے
اوسی جا پہنچا دو دن کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ تمام جانور کیا درندے کیا گزندے بھاگے ہوئے چلے آتے
ہین یہہ دیکھ کر وہین کھڑا ہوا دیکھنے لگا کہ شاید کوئی بھیڑیا یا کوئی درندہ پیچھے پڑا ہے جو اپنا
جی چھوڑ کر گرتے پڑتے چلے آتے ہین یہہ سمجھکر ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے

ہاتھی اور گینڈے بھی گھبرائے ہوئے بے اختیار دوڑے چلے آتے ہین اور اونکے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور مہیب صورت چراغ
سی آنکھیں سر پر دم چھتر کیے ہوئے چلا آتا ہی حاتم دوڑا کہ کوئی بلاء عظیم ہے کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور
درندے بھاگے چلے آتے ہین مین غریب بیچارہ کس شمار مین ہون مستعد ہوکر خنجر نکال لیا اتفاقا وہ جانور اوسی درخت کے نیچے آیا اور
آدمی کی بو پائی بہت غرا کر اوچھلا حاتم نے ایک خنجر ایسا مارا کہ دو ہاتھ قلم ہو گیا گر پڑا اور پھر سنبھلکر نہایت غضب سے
لپکا حاتم نے پھر اوسکے پیٹ مین ایک خنجر مارا کہ انتڑیان نکل پڑین زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی پیشاب کر کے
دم کو اوسمین بھگو کر ہلانے لگا جہان جہان اسکی بوندین پڑین وہان آگ لگ گئی جب اوس درخت کے پاس آگ پہنچی
حاتم جست کرکے ایک چشمہ مین جا پڑا اور وہ جانور مر گیا جب آگ بجھ گئی تب حاتم اوس پانی سے نکلکر اوس درخت کے نیچے آیا
اور اوس جانور کے دانت جو خنجر کی طرح تیز تھے اوکھاڑ لیے اور حاتم دو دانت سمیت کاٹکر کشتی مین کہال کر چل
نکلا کئی دن بعد ایک قلعہ دکھائی دیا اوسی طرف متوجہ ہوا جب نزدیک پہونچا تو شہرستان دکھائی دیا اوسکی
کنگورے آسمان سے لگے دیکھے اور بڑی بڑی عمارتین بلند اوسمین بنی ہین اور چوک کا بازار نہایت ستہرا اور صاف
بازار آراستہ ہو رہا ہی اور ہر شے دوکانو مین موجود ہی مگر آدمی کا پتہ مفقود دیہ دیکھکر حیران ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کوئی بلا
یا دیو اس شہر مین آتا ہو گا جسکے ڈر سے یہان کے لوگ دوکانین چھوڑ کر بھاگ گئے یہہ سوچ کر آگے بڑہا یہانتک کہ
خاص قلعہ شاہی تک پہنچا اوسمین بادشاہ اپنی آل و عیال و اقربا سمیت رہتا تھا دو چار نوکر بھی باہر
دروازہ کی کھڑکیون مین چھپ رہے تھے حاتم کو دیکھ کر بولا کہ مدت کے بعد ایک مسافر شہر مین آیا ہے دوسرے نے
کہا اسکو پکارو کہ ادھر آوے یہہ بات سنکر ایک شخص نے پکارا حاتم ایک دریچہ کے پاس کھڑا ہو رہا بادشاہ نے
کھڑکی سے سر نکال کر کہا اے جوان تو کہان سے آیا اور کہان جاویگا حاتم نے کہا کہ مین یمن کے رہنے والون
مین سے ہون شاہ آباد سے آیا ہون کوہ ندا کو جاؤنگا یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ اے جوان
تو راہ بھول گیا جو اس طرف سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہان لائی ہے حاتم نے کہا
مرضی حق پر راضی ہون لیکن اے شخص تو اپنا ماجرا کہہ اوسنے کہا مین یہانکا پادشاہ ہون اور اس ملک
مین چند روز سے بلاے عظیم آتی ہے اوسکے سبب سے کیا رعیت کیا سپاہ چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور
شہر ویران ہو گیا لیکن وہ بھی بے قصور ہین کیا کرین کیونکہ کسی بشر کی طاقت نہین جو عہدہ برآ ہوسکے
اور مین اپنی شرم و حیا سے اہل و عیال سمیت قلعہ مین بند ہو گیا ہون اتنی طاقت نہین رکھتا کہ اوسکو
ماروں ناچار ہو کر گوشہ گیری توکل بخدا کی حاتم نے کہا اے بادشاہ وہ بلا سے تمکو معلوم ہی کیا کہ وہ
دیو ہے یا کوئی درندہ عظیم ہے کہ کوئی اوسکی تھاہ نہین بادشاہ نے فرمایا کہ
اوسکا مسکن کوہ قاف مین سنا ہے مگر تھوڑے دنون سے یہان اوسکا گذر ہونے لگا ہے

اسکے باعث سے تمام ملک ویران ہوگیا ہے ہر روز ایکوقت اوسکو آنا اور دو چار آدمیونکو
کہا کر چلے جانا آج تک قدم قلعہ مین نہین آیا اسواسطے کہ گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام
بہری رہتی ہے معلوم نہین وہ کیا ہے یہہ سنکر حاتم بولا بادشاہ تجہے مبارک ہو مینے فلانی جنگلمین
اوسکو مارا خدا مسبب الاسباب ہے کہ مین کوہ ندا کی راہ بہولکر باٸین طرف آنکلا حاتم نے پہر تمام ماجرا اوس جانور
کا اور اپنا بیان کیا اس بات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ سے اوترا اور حاتم کو اپنے گلے لگا لیا اندر لیگیا بتوقیر
بعزت تمام مسند پر بٹھایا اقسام اقسام کے کہانے منگوا کر اوسکے سامنے چنواٸے حاتم نے بخوبی تناول فرمایا
اور بادشاہ بہی اوسکا شریک طعام رہا پہر آپ خاصہ منگوا کر نوش جان کیا اور اوسکو بہی کہلایا اوسکی بعد
کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا مار لیگٸی حاتم نے اوسکے دانت اور دم اور کان ترکش سے نکالکر دکہاٸے
بادشاہ انکے دیکہتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت شکر گذاری کی پہر ہر طرف لوگونکو شقے پروانے بہیجے کہ وہ بلاد فع
ہوٸی تم سب شہر کے آکر اپنے ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی
اور عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتھ کردو کہ کوہ ندا کا رستہ بتادے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان یہہ شہر اب
خدا کے فضل سے آباد ہوجاٸیگا اسے اپنا ہی سمجہو یہین بود و باش اختیار کرو مین ابہی تمہارے چتر
دیتا ہون بادشاہ ہو اسکو قبول کرو حاتم نے کہا جبتک مین بندگان خدا کے کام سے فراغت
نہین پاتا عیش حرام جانتا ہون بادشاہ نے یہہ کلام سنکر کہا آفرین تیری ہمت پر ایک رہبر رخصت کیا
حاتم اوسکے ساتہہ ہوا تہوڑی دور جاکر وہ کہنے لگا ای حاتم کوہ ندا کی یہی سیدہی راہ ہے حاتم وہ رستہ پکڑ
پہر ایک شہر آباد مین پہونچا وہانکے لوگ اوسکو حاکم کے پاس لیگٸے اوسنے اوسکی تعظیم کی اور پوچہا کہ ای
مسافر تو کہانسے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ تشریف لاٸے تہے اب تجکو دیکہا اسکا حال سچ
کہہ حاتم نے کہا کہ مجکو حسن بانو بنت برزخ سوداگر کی بیٹی نے بہیجا ہے کہ تو جاکر کوہ ندا کی ٹہیک ٹہیک خبر لا حق اوسکا
کہینچ بہت رنج اوٹہاٸے اب اس بات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اس بہید سے واقف ہو تو عنداللہ کہدو
عین بندہ نوازی ہے اور مسافر پروری کیونکہ میرے نصیب اسے مبدل ہوجاٸین کس شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا
راز نہین جو سرسری بیان ہوسکے اگر تو چند روز یہان رہیگا تو معلوم ہوجاٸیگا حاتم نے کہا بہت اچہا
حاکم نے اوسکو رہنے کو مکان عالیشان دیا اکثر آپ بہی شریک صحبت رہا کرتا ایک دن سو
دوسو آدمیون سمیت حاتم بیٹہا ہوا کچہہ باتین کررہا تہا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا بیان
کرنے لگے جس قلعہ کی ہر ایک دیوار آسمان سے باتین کررہی ہے اور اوس سے خود بخود
ایک آواز ہوتی ہے یہہ اسم گفتگو مین تہا کہ ایک آواز اس پہاڑ کی طرف سے آٸی کہ (یا اخی) اوس

مجلس میں سے ایک جوان خوش رو دوڑا لوگوں نے اوسکے وارثوں سے جاکر کہا کہ فلاں شخص کی
کوہ ندا سے طلب ہوئی ہے وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے کہ اوسکا تمام شہر مسخر ہو رہا ہے لوگ
اوسکے گرد ہیں وہ بے اختیار کوہ ندا کیطرف چلا جاتا تھا یہہ حال دیکھکر حیران ہوکر حاتم پوچھنے لگا کہ اے
یارو اس جوان کو کیا ہوا کہ دوڑا جاتا ہے کچھہ کہتا ہے نہ سنتا ہے لوگوں نے کہا اسکو کوہ ندا سے ندا آئی ہے حاتم
کہا بارے معلوم ہوا کہ کسنے بلایا ہے جو دوڑا جاتا ہے اس بات کو سوچکر اسکو پکڑ لیا اور کہا اے بھائی یہ مروت سے
دور ہے جو تو نہیں بتاتا برائے خدا کہدے کسکے بلانے پر ہم سبکو چھوڑ کے جاتا ہے غرض ہرچند حاتم نے سر پٹکا
اُسنے کچھہ جواب نہ دیا اور ہاتھہ جھٹک کے بھاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پہونچا حاتم بھی لپکا مگر وہ نظروں سے غائب ہوگیا
اُسنے ہرچند دیکھا پھر ویسکے سوا کچھہ نظر نہ آیا بہت حیران ہوا آخر سب لوگوں کے ساتھہ شہر میں آیا حاصل یہہ ہے
کہ ہر شخص اپنے گھر کو آیا پر کوئی اوسکے واسطے نہ رویا بلکہ بہت سا کھانا وغیرہ دیا حاتم نے پوچھا تم میں سے کسیکو معلوم ہے
کہ اُسپر کیا گذری اونہوں نے جواب دیا تو بھی موجود تھا جو تونے دیکھا سو ہمنے دیکھا یہہ ہنگامہ ہر روز رہتا ہے اور اس جوان
کیواسطے آبدیدہ ہوکر کہنے لگا افسوس دنیا ہیچ ہے اونہوں نے کہا اے شخص ہمارے ملک کی یہہ ہی رسم ہے اگر ایسا
کریگا تو نکالا جاویگا دلمیں کہنے لگا کہ حسن بانو کو کیا جواب دونگا غرض چھہ مہینے حاتم کو اور گذرے اور اوس عرصہ
میں اسیطرح سے پندرہ آدمی پہاڑ کیطرف گئے اتفاقاً ایک شخص حاتم کا جسکے یہاں تھا حاتم میں اور اوس میں نہایت
دوستی تھی کہ ناگاہ کوہ ندا کی طرف سے آواز آئی یا اخی یا اخی اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ متوجہ ہوا اور اوسکے
خویش و اقارب کو خبر پہونچی حاتم بلایا گیا وہاں سب اگر جمع ہوے اور اوسے گھیر لیا تب حاتم کہنے لگا یہہ بھی
اوسیطرح جاویگا افسوس ہے کہ مجھے اس سے محبت ہوگئی تھی یہہ بھی جدا ہوتا ہے میں اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسکا
ساتھہ دونگا مجھکو ضرور ہے جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہاں کے لوگوں کو کوہ ندا کا حال مفصل معلوم نہوا یہہ بات
ٹھہرا کر کمر کسکر باندھی اور اوسکا ہاتھہ پکڑ کے پہاڑ کیطرف دوڑا اور کہتا تھا بھائی کیا احوال ہے تجھے
کون کھینچے لیے جاتا ہے وہ کچھہ جواب نہ دیتا تھا آخر خفا ہوکر کہا اے بے مروت یہہ کیسی دوستی تھی آخر ہم
تم ایک مدت سے آپسمیں ہیں تیری زبان کیوں بند ہوگئی سچ کہہ تجھے کون لیے جاتا ہے اور کدہر جاتا
ہے اُسنے کچھہ دہیان نکیا بلکہ حاتم سے اپنا ہاتھہ چھوڑانے لگا اور اتنا زور کیا اسکے ہاتھہ چھٹ گئے
اور حاتم زمین پر گر پڑا لیکن حاتم اُسکے پیچھے چلا گیا اور دونوں آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا
پہونچے حاتم اچھل کر زور سے اوسکی کمر پکڑ لی ہرچند اوسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن
چھٹ نہ سکا آخر اسی طرح سے دونوں گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہونچے جہاں ایک
قلعہ کے نزدیک گئے ایک کھڑکی دکھائی دی جو لوٹتے لپٹاتے اوسکے اندر چلے گئے

لوگون کے نظرون سے غائب ہوئے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے ہوئے شہر
مین آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اوسی پہاڑ پر چلا گیا اسبات کے سنتے ہی حاکم غصہ ہوکر
کہنے لگا کہ نادان آج تک کوئی بے بلائے اوس پہاڑ پر نہین گیا تم نے اوسکو کیون چھوڑا اور کسواسطے جانے دیا یہہ
باپ اوس غریب کا تمہاری گردن پر ہے اونہون نے عرض کی خداوند ہمنے اوسکو بہت سمجھایا کہ تو وہان نجا مگر ہمارا
کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہے مین اوسکو ہرگز تنہا نچھوڑونگا بلکہ جو مصیبت اوسپر پڑیگی مین بھی اوس
مین شریک ہونگا غرض ایک میدان وسیع مین پہنچے وہان ایک سبزہ زار نظر آیا کہ آنکھ کام نکرتی تھی گویا فرش
زمرد بچھا ہے چار طرف بہار ہے تھوڑی سی زمین وسمین خالی تھی وہان وہ جوان اوسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤن رکھتے ہی چاہے
گر جائے حاتم نے چاہا کہ اوسکا ہاتھ پکڑکے اوٹھاوے اتنے مین اوسکا منہ زرد ہو گیا آنکھین پتھرا گئین ہاتھ پاؤن سخت
ہوگئے اوسکا یہہ حال دیکھکر حاتم نے اپنے دلمین کہا یہہ مرگیا آنکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا کہ زمین مین غرق
گئی وہ جوان اسمین سما گیا اور وہ جگہہ برابر ہوگئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے صبر کیا اور کہا کہ دنیا فانی
ہے سبکو مرنا ہے واقعی ابکو وہ بلا کی کیا حقیقت معلوم ہوئی لیکن آب ہوا لیسے جلد یہہ قصد باندھکر روانہ
ہوا اور تمام دن پھرا مگر اس کھڑکی اور قلعہ کا کھوج نملا خدا جانے کہان گیا ہون اور تعجب سے پھر گیا سات روز
تک حیران و سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہوکر دلمین کہنے لگا کہ اے حاتم تیری موت
یہان لائی ہو تو بے بلائے آیا کیونکہ نہ وہ قلعہ نظر آتا ہے نہ وہ پہاڑ نہ وہ شہر اتنے مین ایک دریا کے کنارے
جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑے شور سے بہہ رہا ہے اور اوسکا اور چھور نہین ملتا یہہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ
الٰہی اب اس سے کیونکر پار ہون تیرے سوا کون شیر اپار کریگا اتنے مین ایک ناؤ نظر آئی کہ ادہر ہی چلی آتی ہے اوسنے
جانا کہ کوئی ملاح لیسے چلا آتا ہے جب کنارے آلگی تو اوسپر دیکھا کہ کوئی ملاح نہین متعجب ہوکر شکر خدا کا بجالایا سوار ہوکر
کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان مین کچھ لپیٹا دھرا ہے جب کا تو بھوکا ہی فوراً ہاتھ بڑھاکر کھولا تو دو روٹیان و
مچھلی کے کباب گرماگرم تھے چاہتا تھا کہ کھانے ساتھ ہی نیچے یہان آیا کہ شاید ملاح کا ہو اپنے دلمین کہا ہوا اتنے مین ایک
مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا کہ اے حاتم یہہ تیرا حق ہے بے اندیشہ کھا یہہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے کھا کر پانی پیا اور شکر کیا وہین یکبیک
ایسی آندہی چلی کہ وہ کشتی کنارے پر جا لگی حاتم اوترا اور متوجہ شہر کا ہوا حاتم نے چاہا اگر شہر ملے تو اوسکی حقیقت لوگون سے پوچھون
حتی کہ سات شبانہ روز چلتے چلتے گذر گئے کہین سراغ نملا سرگردان چلا جاتا تھا کہ پہاڑ نظر آیا بہتون کو بعد اوسکے نیچے پہنچا اور جس جگہہ
کو اوٹھا کر دیکھا اوسکے نیچے لہو بہتا ہوا تھا فکر کرنے لگا کہ کس سے پوچھون ناچار پہاڑ پر چڑھا اور بڑی دیر کے بعد اوسپر جا پہنچا
تو ایک میدان کف دست دکھائی دیا کہ وہان کی خاک اور جانور جتنے اور یہہ سبزہ بوٹی کیطرح لال ہورہے ہین حاتم بھوک پیاس
سے گھبرا گیا اور قدم اوٹھاتا جسکو شک چلا ہی گیا دیکھتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہرین مار رہا ہے اور اسمین جتنے جانور ہین

ایسے سرخ ہو رہے ہین گویا لہو سے بھری ہین گھبرایا کہ اس دریا سے کیونکر پار ہونگا ناچار کنارہ کنارہ چلا
کہین سے اوترنیکا قابو ملیگا جب بھوک لگتی تو شکار کرکے کہاتا جب پیاس لگتی تو پتھر منہ مین رکھہ لیتا
ایک مہینہ اسی طرح گذر گیا یکایک ایسی جگہ پہنچا کہ جہان دریای خونی سوا نہ زمین تہی نہ درخت نہ چرند تھے نہ پرند
دلمین کہنے لگا اے حاتم ایک مہینہ تک تو نے یہہ رنج سہے کہ پاؤن چلنے سے رہے پر گھاٹ نظر نہ آیا اگر دس برس
تک یون ہی پھریگا دریاے خونی سوا کچھہ نہ دیکھیگا خدا کے کارخانہ مین دم مارنا آسان نہین ہے اور جن جن چیزونکو
اوسنے چھپایا اونکا کہولنا امکان نہین اگر وہی فضل کرے تو یہان سے صحیح و سلامت منزل مقصود کو پہنچے ورنہ
کچھہ تدبیر نہین ہوسکتی افسوس کہ وہان آپ پہنچکر شہزادی تیری راہ تاکتی ہے اور تو اس گرداب بلا مین پڑا سسک
رہا ہے لیکن اس سے سخت یہہ حیرانی ہے کہ خدا کی خبر حسن بانو کو کیونکر ملے جو اوسکی وہ خبر لانیکو بھیجتی ہے اور بیابان
محبت مین ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر خبر لینے آئے ہونگے پھر ناچار صحرا و بیابان مین پھرے ہونگے اتنے مین سوچکر کہنے لگا کہ تو کچھہ
اپنے حظ نفس کیواسطے یہہ کام نہین کرتا بلکہ ایک بندہ خدا کے لیے تو یہانتک آیا ہے اوسکے کرم سے امید رکھہ
اس بلا سے نجات دیگا البتہ وہ مراد کو پہنچا دیگا اس تفکر مین تہا کہ کوئی چیز دریا مین نمودار ہوئی حاتم اوسطرف
بغور دیکھنے لگا ویسی روٹیان اور کباب بدستور پائے بے تامل وہ نہین کہایا اور خدا کی حمد بجا لایا جب کشتی [illegible]
مین بیٹھی ہر طرف سے ہوا چلنے لگی اور لہرین مانند شعاع کے بلند ہونے لگین حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آنکھین بند
کرکے ناؤ مین لیٹ رہا قریب تہا کہ بیحواس ہوجاے اور خوف سے ڈوب جاے غرض سات روز تک اسیطرح گذرے
آٹھوین روز کشتی کنارہ پر لگی حاتم اوترا اور کشتی اولٹی پھر گئی یہہ کنارہ کنارہ چلنے لگا اور افسوس کرتا تہا کہ یہہ بھید
نہ کہلا کہ یہہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی وہ پھر گیا کئی روز تک اوٹھتے بیٹھتے چلا گیا کہ دور سے ایک چیز سفید نمودار
حاتم حیران ہوا آگے بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ گویا
چاندی گلا کر بہا دی ہے حاتم تشنگی سے جان بلب تہا کنارہ پر آ بیٹھا اور اوسمین پانی ہاتھہ ڈالا جسوقت پانی
نکالا تو پانی نپایا بلکہ ہاتھہ چاندی کا ہوگیا ہر چند کہ اوسکو اپنے ہاتھہ سے پاک کیا لیکن وہ اسیطرح پر رہ گیا
بلکہ بوجھہ ہوگیا حاتم نے کہا یہہ عجب دریا ہے اگر تھوڑا سا اور دن چاندی کا ہوجاؤن پھر چلنا
مشکل ہوگا اضطراب مین چارون طرف دیکھا کہ ناگاہ اوسی طرح ایک کشتی
آئی یہہ بسم اللہ کہکر چڑھ گیا یہہ ایک طبق
گرما گرم حلوے کا نظر آیا اوس نے ہاتھہ سے اپنی طرف کھینچ لیا اور خوب کہایا پھر پاؤن پھیلا کر
آرام تمام سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارہ پہ جا پہنچی ادہر کے آگے بڑھا ہر وقت [illegible] دیکھا کہ
تہا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اوس سے جانا کہ یہہ وہی [illegible] کی راہ ہے

تھا غرض شکار کرتا ہوا اور میوہ کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب تین دن کی راہ پر گیا تو سنگریزے رنگ برنگ کے
اور طرح طرح کے جواہرات نظر پڑے طمع دامنگیر ہوئی تھوڑا سا جواہر جیب میں ڈال دیا تھوڑی دور چلا اوس سے
زیادہ بیش بہا پڑا دیکھا اسکو پھینک کر اوسکو جیب میں ڈال لیا تھوڑی دیر کے بعد دلمیں یہہ خیال آیا کہ اگر
یہہ جواہر شہروں میں پہنچے تو اوسکی قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال میں چلا گیا آخر اسکی بوجہ سے تھک کر کسی جگہ بیٹھ گیا
اور کہیں لعل اور زمرد و الماس بیش قیمت جو سب سے بہتر تھے چن لیئے باقی وہیں پھینک دیئے پھر آگے چلا ایک چشمہ پر
جا پہنچا اوسکے کنارے بیٹھ گیا اپنے ہاتھ پاؤں دہونے واسطے اسمیں ڈالے ہاتھ پر جو نظر پڑی تو اوسکو جیسا
تھا ویسا پایا مگر ناخن چاندی کے رہے خدا کا شکر ادا کیا اور دریا میں ہاتھ چاندی کا ہو گیا تھا
اس چشمہ میں حالت اصلی پر آ گیا اسمیں کیا بھید ہے اتنے میں رات ہو گئی اور وہ اسی جگہ پڑ رہا ایکبارگی ایک
دو شخص اس چشمہ پر نکلے کہ اونکے سر آدمی کے تھے اور پاؤں ہاتھی کے اور ناخن شیر کے رنگ نہایت سیاہ
حاتم دیکھکر ڈرا اور اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہہ کیا بلا ہے اگر بھاگوں تو شرم دامنگیر ہے اور ٹھیروں تو ٹھہر نہیں
سکتا دیکھیے تقدیر میں کیا ہے یکایک حاتم نے تیر و کمان اوٹھا کر ایک تیر مارا ایک نے اوسے ہی پکڑ لیا چاہتا تھا کہ
دوسرا تیر مارے اونہوں نے فریاد کی اے حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمیں مارتا ہے ہم بھی خدا کے
بندہ ہیں کچھہ تجھے ایذا دینے نہیں آئے حاتم تیر و کمان ڈالکے بیٹھ گیا اور دلمیں سوچنے لگا کہ انکو سمجھ
کیا کام ہے جو ادہر آئے ہیں تیر تو اونہوں نے درمیان ہی میں پکڑ لیا اگر دوسرا تیر مارونگا تو کاہیکو کارگر
ہوگا اتنے میں وہ نزدیک آکر کہنے لگا اے حاتم تجھکو شرم نہیں آتی جواہر کی طمع کی وہ بولا کہ میں نے کسکا
جواہر لیا اونہوں نے کہا کہ فلان نے جنگل سے جواہر لایا ہے اب تک تیرے پاس موجود ہے یہہ سنکر حاتم نے جواب دیا
کہ تمہارا تو نہیں وہ بولے کہ یہہ اور خلقت کیواسطے اللہ نے رکھا ہے کہ وہ اپنے کام میں لاویں حاتم نے کہا لینے
خدا کی نعمت کو کہا تنکا اوٹھا لیئے ہیں یہہ سنکر دیووں نے کہا اگر سلامت جانا چاہتا ہے تو اچھا جو سب ہاتھہ اوٹھا
یہہ سنتے ہی حاتم نے سب پھینکدیا اور کہا کہ تم لیجاؤ حیف ہے کہ میں اسکو بہت دور سے اوٹھا کر لایا تھا تم نے
بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھہ سے لیلیا میں کچھہ چور اگر نہیں لایا اونہوں نے کہا یہہ کیا چلن ہے کہ بے کہے
اسقدر مال اوٹھا کر لایا تھا اپنے پاس رکھنا یہہ کب روا ہے بلکہ محنت کی کہنگاری ویسی ہی پڑی ہے
حاتم یہہ سنکر سر جھکا کر چپ ہو رہا وہ ایک لعل الماس ایک زمرد
اپنی اپنی قسم میں سے جو بیش بہا تھے اسکو دینے لگے اور کہا تجھے یہی
بہت ہے اوسکو لے لیا اور کہا اے بندگان خدا

بر اے خدا مجھکو مراد پر پہنچا دو جو مین کسی طرح اپنے ملک کو پہنچوں وہ بولی اے
جوان غنیمت سمجھ تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس حد سے
آج تک کوئی جان سلامت نہین لے گیا اسقدر اندیشہ نکر کہ تیری عمر بڑی ہے
اوس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا اوسکے بعد دریاے آتش آئیگا اگر اوس سے صحیح و سالم
اوتر گیا تو بقدر اپنے ملک مین پہنچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نکیجیو اسمین تیری سلامتی ہے خدا حافظ اگر کسی چیز
پر دل دوڑائیگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا یہہ کہکر وہ پانی مین اوتر پڑے اوسکی نظر سے چھپ گئے حاتم اوسی
مقام پر تمام رات بیٹھا رہا صبحکو تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دریا دکھائی دیا یہہ اوسکو دیکھکر نہایت
شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اوسکے پاس پہونچا نگاہ کی تو ہزاروں موتی بیش قیمت پڑے
ہین لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا کہ انکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم
نے لالچ مین آکر چاہا کہ دس بیس اوٹھا لے کہ اسی مین اون دیووں کی نصیحت یاد آئی ڈرا اوس حرکت سے
باز رہا اور اوسکے کنارے پر بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ اوسکا پانی دودھ اور شہد کی مانند ہے پیاسا تو تھا خوب
پیٹ بھر کر پیا غرض اوس سے بخوبی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی کہ سونیکا گویا ایک تختہ ہوا مین
چمک رہا ہے اوسی طرف چلا ایک مہینہ کے بعد جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سونیکا ایک پہاڑ آسمان سے
لگا ہوا چمک رہا ہے یہہ اوسپر چڑھ گیا وہان ہر ایک درخت سونیکا پھلا پھولا دیکھا متعجب ہوا اونہین دنوں اوسکو
جنگل ایک میدان نظر آیا اوسکی زمین پر ہزاروں درخت سونے کے چمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران
ہوا اور صانع کی صنعت دیکھنے لگا اور خدا کا شکر کرنے لگا پھر تھوڑا میوہ توڑ کر کھایا آگے چلا ایک حوض نظر
پڑا اوسکا پانی مثل بلور صاف تھا اوسکے کنارے پر جا بیٹھا اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یہہ باغ کسکا ہے کس سے
پوچھئے اتنے مین کئی پریان پوشاک اور زیور سے آراستہ چلی آئین حاتم کو دیکھکر حیرت زدہ ہو رہین اور
حاتم اونکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الٰہی یہہ کیا حسن ہے اوسوقت ملکہ زرین پوش یاد آئی اور دل مین کہا خدا
اوس سے ملائے القصہ اونسے کہا کہ تم کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون ہے اونھون نے کہا کہ یہہ محل
پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آپہونچی حاتم اوسکو دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا اور وہ اوسکے
سرہانے آکر کھڑی ہو رہی کہنے لگی ارے کوئی ہے جلد آ کر اسکے منہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک
نازنین دوڑی گئی اور گلاب پاش لیکر اوسکے منہ پر گلاب چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر
پری نوش لب ایک تخت مرصع پر جا بیٹھی اور اوسکو کرسی جواہر نگار پر بٹھا کر کہنے لگی اے
جوان سچ کہو کہانسے آیا ہے اور کس کام سے یہانتک پہنچا اور کدھر جائیگا

حاتم نے اپنا تمام احوال ابتدا سے انتہا تک اوسکے سامنے بیان کرکے پوچھا کہ اس مکان کا مالک
کون ہے اور اس پہاڑ کا نام کیا ہے پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زمردین کہتے ہین اور اس مکان کا مالک
شاہ بال بادشاہ ہے اور اوسکی بیٹی آسیا نام ہے مین بہی اوس لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان
روز میری باری کا ہے اس روز مین حاضر ہوتی ہون اور اس مکان کو کوہ قاف سے تعلق ہے اگر دنیا کی
حد مین ہے اور یہہ جو دور سے دکہائی دیتا ہے اوسی قلعہ کا حصہ ہے غرض چار روز تک حاتم وہان رہا
اور طعامہاے خوشگوار سے متلذذ ہوا پانچوین روز کہا کہ روز تمہارے رہنے کے قابل نہین بہتر یہہ ہے کہ یہان
سے تشریف لیجاو حاتم اوس پری سے رخصت ہوکر پہاڑ ہی پہاڑ چلا اوس روز کے بعد پہاڑ سے اوترکر کسی
جنگل مین جا پہنچا وہان سونیکا سا ایک دریا دکہائی دیا کہ اوسکا پانی گلے ہوے سونے کیطرح لہرین لے رہا ہے
اور اوسکی موجین آسمان سے ٹکرین کہا رہی ہین یہہ دریا کی فکر مین غرق ہوکر اوسکے کنارہ پر بیٹھ گیا
کہ اوس سے کیونکر پار ہو جیے اتنے مین ایک ناو طلائی دور سے نظر آئی اور فوراً کنارہ پر پہنچی حاتم شکر کرکے اوسپر
بیٹھ گیا اور وہین ایک طباق حلوا تر بہ طبب نظر آیا بہوکا تو تہا ہی کمال رغبت سے کہانا چاہتا تہا کہ دریا
مین ہاتھ ڈالکر پانی پیجئے ڈر کہ مبادا یہان سونیکا نہو چاہے کہینچ لیا پہر ایک کٹورہ بغل سے نکالکر بہر ادہر
تہوڑا سا حلق مین ٹپکایا اتنے مین کیا دیکہتا ہی کہ کٹورہ اور چار دانت سونیکے ہو گئے غرض چوتہے دن ایک کنارہ
پہنچے حاتم نے اوترکر شکر کا دوگانہ ادا کیا اور آگے بڑہا سات روز تک چلا گیا اور رہ گیا تہا سات دیکہے کہ
آٹہوین روز پتہرون کے میدان مین پہنچا اور ایک پتہر ایسا گرم تہا کہ گویا آگ سے ابہی نکلا ہے مشکل سے قدم چلا
تہوڑی بیٹھ گیا گرمی کے سبب لب خشک ہو گئے بدن جل اوٹہا بیقرار ہوکر مہرہ منہ مین رکہ لیا مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا
نکالکر پہینکدیا مثل ماہی بے آب بیتاب ہوکر بیہوش ہو گیا زبان باہر نکل پڑی قریب مرگ پہنچا اتنے مین
وہ دونون شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہے کہ وقت پر پہنچے اور بڑی مدد پہنچی کہو اب کسطرف جاؤن یہہ
گرمی کس وجہ سے ہے اونہون نے کہا اس سے آگے دریاے آتش ہے یہہ گرمی اوسکے سبب سے ہے اور راستہ یہی ہے
چلا جا خدا کی قدرت سے اپنے ملک کو پہنچ جائیگا راہ بتانا ہمارا کام ہے ہان یہہ ممکن ہے کہ تمہاری آگ ہلکی ہو جائیگی
اونہون کہا جو ہو سکے وہ بہتر ہے احسان سے خالی نہین تب اونہین نے ایک مہرہ نکالکر حاتم کے حوالہ کیا اور کہا آگے دریاے
آتشین مین اگر اسکو اپنے منہ مین رکہیگا تو آگ تجہپر کارگر نہوگی آرام سے چلا جائیگا پر یہہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی
یہہ مہرہ پہینکدیجیو یہہ کہکر حاتم کی نظر سے غائب ہو گیا وہ رات کی رات وہین رہا صبحکو اپنے منہ مین مہرہ رکہکر آگے
چلا تین دن کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے یہہ ڈرا اور اللہ ہی اللہ کہکر آگے بڑہا جب کنارہ پر پہنچا تو
کیا دیکہتا ہے کہ شعلہ کی لہرین آسمان تک جاتی ہین اتنے مین ایک ناو بہی کنارہ پر آ لگی وہ دل مین خدا کی حمد کرنے لگا

اور کہا کہ یہہ دیدہ و دانستہ اپنکو آگ مین ڈالنا ہے پر کیا کرون راہ یہی ہے خدا آسان کریگا جو اوسکی
رضا ہے وہ راضی رہا چاہیے تن بتقدیر کشتی پر جا بیٹھا اور منہہ مین مہرہ رکھہ لیا اتنے مین ایک ناؤ کباب سے
بھری ہوئی دیکھی اوسکو بے اختیار کھینچا اور پیٹ بھر کر کھایا غرض کشتی چلی جاتی ہے یہہ ڈر کے مارے کبھی
آنکھین نہ کھولتا تھا جو کبھی آنکھین کھل جاتی تھین تو جان نکلنے لگتی تھی وہین بند کرلیتا تھا قصہ کوتاہ ناؤ بیچ بار
مین دریا کے کنارے آپہنچی اور چکر کھانے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبتے ہی خدا کی یاد مین مشغول ہوا اور
آنکھون پر پٹی باندھکر بے ہوش ہو گیا کہ اب نہین بچیگا بارے فضل الہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارہ پر جا لگی
حاتم اوتر پڑا آنکھین جو کھولکر دیکھتا ہے تو نہ وہ دریا ہے نہ وہ کشتی ہے ایک تنہا جنگل نظر آتا ہے مہرہ کو منہ سے
نکالکر پھینک دیا اور آگے چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سودہ مین سے کسی گانون کیطرف چلا اور ایک کھیت پر کھڑا ہوکر کہنے
لگا کہ یہہ نواح کس شہر کی ہے اوسنے کچھ جواب نہ دیا اور ٹکٹکی باندھکر اوسے تکنے لگا حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے
کہ نہین سنتا اوسنے عرض کی کہ تیری صورت مین اپنے حاتم بادشاہ کی سی دیکھتا ہون حاتم نے یہہ سنکر کہا کہ
کون ہے اور کہان جاتا ہے وہ بولا اے جوان یہہ ملک یمن کیہے اور حاتم شاہزادہ ہے کہ اوسکا باپ طی نام یہانکا
بادشاہ ہے لیکن شاہزادے کو سات برس ہوئے کہ اس ملک سے نکل گیا ہے البتہ اوسکی خبر ملکہ زرین پوش
سے پہنچی تھی اوس سے ہر شخص کو تسکین ہو لی تھی اب تو اوسکے مان باپ اور اقربا کا برا حال ہے کہ اب ایک
چلپی زندگی وبال ہے خصوصاً ملکہ زرین پوش کی تو جان پر آبنی ہے دیکھیے اوسکی ملاقات ہونے تک جیے
حاتم نے کہا کہ چند روز ہوئے ہین کہ تمہارا شاہزادہ راہ مین ملا تھا وہ خیر و عافیت سے ہے تو یمن جا کر
اوسکی خدمت مین دعا و سلام پہنچا اور یہہ کہنا کہ حاتم شاہ آباد کیطرف گیا تھا اور یہہ کہا اے دہقان مین بہت
پیاسا ہون تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چھاچھہ کا لے آیا حاتم نے نہایت فرحت
سے پیا اور کہا ہزار شکر ہے کہ مدت کے بعد مینے اپنے ملک کو دیکھا اور یہہ نعمت کھائی پھر اوٹھکر روانہ ہوا اور
شاہ آباد کو چلا تھوڑے دنون مین وہان جا پہنچا اور حسن بانو کو اوسکے آنیکی خبر دی اوسنے پردہ کرکے اندر بلا لیا اور
ایک سونیکی کرسی پر بٹھایا کہا اے جوان صد آفرین ہے کہ جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر کہہ وہان کا بھید مجھے آگاہ کر حاتم
سر سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو نے کہا سچ کہتا ہے کچھ نشان دکھلا حاتم نے اپنے بائین ہاتھ کے ناخن دکھلائے
اور کہا اگر ذرا کسی چشمہ آب لال پر پہنچا اور اوسکو دیکھا یہہ اصلی صورت پر آگیا اور دوسری نشانی یہہ ہے کہ جب دوڑ
دریای زرین پانی سے سونے کی ہو گئی ہین اور وہ تینون رقعین جواہر کی بھی دکھا دین تب حسن بانو نے بہت سی اوسکی خاطر داری کی اور
کھانا پر تکلف منگا کر کھلایا حاتم نے کہا اسکو میرے ساتھ کر دو مین کاروانسرا مین جا کر منیر شامی کے ساتھ کھاؤنگا
غرض ان لوگون کو ساتھ لیکے کاروانسرا مین آیا اور منیر شامی کے باہم کھانا کھایا اور تینی سرگذشت مفصل سنائی اوسنے حاتم کی جوانمردی کی

تعریف کی اور بہت سا عذر کیا حاتم نے ایک رات دن آرام کرکے حمام کیا اور نئے کپڑے پہنکر حسن بانو کے
پاس گیا دربانون نے خبر کی اوسنے اوسیطور سے پردہ کے اندر بلا لیا

جانا حاتم کا پاس بادشاہ ماہ یار سلیمانی کے واسطے لینے موتی برابر انڈے مرغابی کے
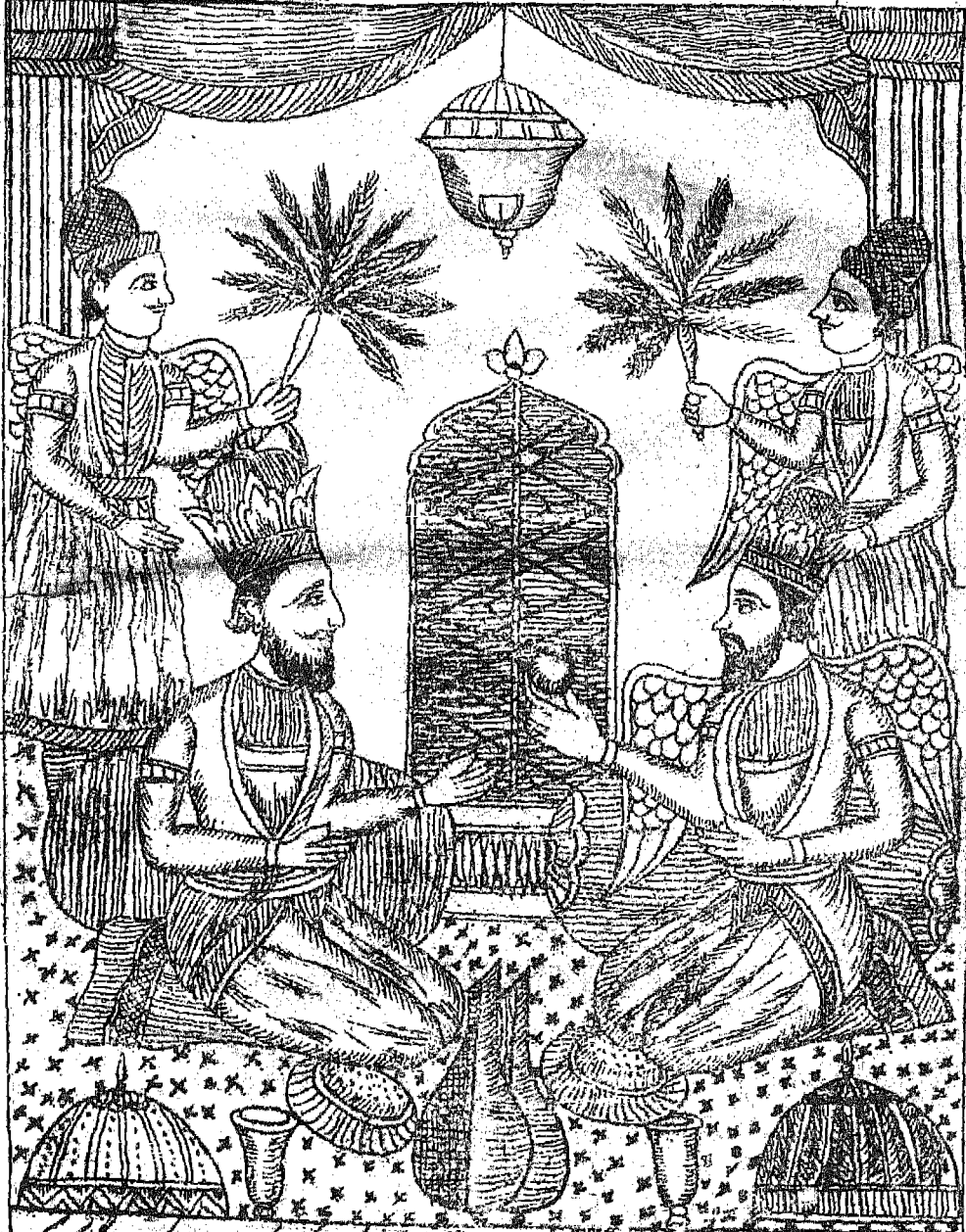
اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا صاحب جیسا سوال کیا ہی اوسکو بھی کہو تاکہ مین پورا کرون کہا کہ ایک
موتی میرے پاس ہے اسکے برابر کا دوسرا لا دے حاتم بولا مین اوسے ذرا دیکھہ لون اوسنے منگوا کر

آنے دکھا دیا حاتم نے کہا مین چاہتا ہون کہ مجھکو اسکے نمونہ کا حوالہ کرے جسکے برابر کا تلاش کرون حسن بانو نے
ایک موتی چاندی کا اوسیقدر بنوا کر حاتم کو دیا اوسکو لیکر مہا نسرا مین آیا اور منیر شامی کو دکھا کر کہنے لگا کہ حسن بانو
اب اتنا بڑا موتی مانگتی ہے مین نے ایسا بڑا موتی اپنی تمام عمر نہین دیکھا خدا جانے کہ کس دریا مین کہان پیدا
ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بھائی جس جگہہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہے پہلے اُس مقام کو تحقیق کر تب جا حاتم نے
کہا کہ پوچھنا کچھ ضرور نہین مجھکو میرا خدا وہان پہنچا دیگا جس نے اتنی مشکلین آسان کی ہین وہ
اسے بھی آسان کریگا یقین ہے کہ اوس دریا پر پہنچون گا اور ایسا موتی لاؤن گا منیر شامی
نے اس بات پر بہت آفرین کی اور کہا چند روز آرام کرو ناچار حاتم نے کہا بھائی آخر
یہہ کام ہمارے تئین کرنا ہے پھر دیر ہی لگانی کیا ضرور ہے آخر حاتم منیر شامی سے
رخصت ہوکر ویسے ہی موتی کی تلاش مین روانہ ہوا جب حاتم شاہ آباد سے

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور مرغابی کے انڈے کی برابر موتی لانے کا

پانچ چھہ کوس جا کر ایک پتھر پر سر زانو پہ جھکا کے بیٹھ گیا اور دل مین متفکر ہوا کہ ایسا موتی کہان ملیگا مگر شام ہو گئی ایک
جانور کا ناطقہ ہفت رنگی کہ جسکے بسیرے کا مقام دریاے قہرمان کے کنارے پر تھا قدرت
الٰہی سے وہان ایک درخت پر آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب و ہوا خوش نہین آتی ہے اگرچہ
یہان ہمارے کھانے پینے کی چیزین طرح طرح کی بہتر بہتر ہین مگر یہان سے اوٹھ چلین نر نے کہا میرا
قصد تھا کہ چند روز اس جنگل مین رہون پر تیرے کہنے سے ابھی وہین چلون گا خاطر جمع رکھہ مادہ نے
ایک ساعت چپ ہوکر کہا وہ شخص کون ہے جو اس جنگل مین سوچ کے متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ حاتم یمن کا شاہزادہ
ہے کہا کرے حق بجانب اسکے ہی جسقدر غمگین ہو بیجا نہین کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے کے برابر موتی
کی تلاش ہے اپنے لیے نہین بلکہ خدا کی راہ کے لئے ہے چنانچہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو پر عاشق
ہوا ہے اوسنے احوال اس سے کہا حاتم نے ترس کھا کر اوسکے واسطے غربت اختیار کی اور یہہ مصیبت
اپنے سر لی چنانچہ اوسکے پانچ سوال پورے کر چکا ہے اب چھٹے سوال کی باری ہے اور وہ ایسے موتی کا
لانا ہے یہہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین بیٹھا ہے کہ کدھر جاؤن حقیقت مین دیکھا کیونکر
چلے اگر تو کہے اوسکو بتا دون وہ بولی اس سے بہتر کیا جو انسان پر حیوان کا احسان ہو اور کہنے لگا
کہ اگلے زمانہ مین کتنے پرندے تیس برس کے بعد دریاے قہرمان کے کنارے پہنچ گئے تھے شمس شاہ

ماجرا کیون عبث یاد رکھے کہ قبول نہ جاوے مطلق نہیں کہا پر سلیمان ایسے قول سے پہرے کیونکہ وہ وعدہ کا
بہت سچا ہے مقرر اپنی بیٹی کو بیاہ دیگا مادہ نے کہا بے پر ہمارے کیونکر پاؤنگا اپنے پنچھے کہ کتنے ہی گرد کے
حاتم نے اسکے سبب میں پوچھا نہایت خوش ہوکر مادہ سے کہا مگر تو نے کیونکر جانا کہ یہہ شخص سلیمان آیا ہے اور اتنی قصہ تو نے
کیونکر یاد رکھے ہیں اوسنے کہا ہماری قوم میں جتنے ہیں تمام جہان کا احوال ابتدا سے انتہا تک جانتے ہیں اور وہ بات
جیسے ہوگی سو اکثر نہیں جانتے ہیں سب جانور فریاد کرنے لگے کہ ہے کوئی خدا کا بندہ ہماری داد کو نہیں پہنچتا اس آواز
کو سنکر حاتم اپنے جی میں کہنے لگا ای حاتم تو بہی خدا کا بندہ ہے پس تجھکو لازم ہے کہ تو چلکر اس بات کا احوال پوچھے
اور مدد کرے یہہ سوچکر اوس طرف اوٹھکر قریب گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لومڑی ہاتھ پانوں زمین پر مارتی ہے
اور چلاتی ہے اسکو اس حال سے دیکھکر حاتم نے نہایت دلسوزی سے پوچھا کہ تجھکو بندگان خدا سے کس سنگدل نے ستایا
ہے جو اس طرح بلبلاتی ہے لومڑی نے کہا ای جوان رحمت خدا کی تجھپر اور تیری ہمت اور دلاوری پر جو تو اس بری وقت
مین میرے پاس آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہہ ہے کہ ایک صیاد میرے بچون سمیت پکڑ لیگیا ہے مین انکی جدائی مین
روتی ہون پہاڑ پہاڑ پر کہاتی ہون ہر ایک طرف فریاد کرتی ہون لیکن کوئی میری آہ و زاری نہیں سنتا مگر ایک
تو آیا ہے سو دیکھو کیا ہو کیونکہ تو انسان ہے اور مین حیوان ہون حاتم بولا یہہ کیا کہتی ہے ہماری قوم مین انسان ایک
سے نہیں کتنے ہی ہونگے کہ تم سنگدل اور مردم آزار اگرچہ مین بہی انسان ہون لیکن تو سچ کہہ تیرے بچون کو کون شخص
لیگیا ہے لومڑی بولی یہان سے دو پہاڑ کوس پر ایک گاؤن ہے اسمین بسا ہوا ہے اوس کمبخت کا یہی کام ہے پر یہہ کچھہ
معلوم نہیں کہ ہم غریبونکو دکہہ دینے سے کیا فائدہ ہے یقین ہے کہ خدا کے غضب سے نہین ڈرتا حاتم نے کہا ایذا دہندونکو
مردم آزاری کا کیا اندیشہ ہے اونہون نے اپنا پیشہ وہی اختیار کیا ہے لازم ہے کہ تو مجھے راہ بتاوے تو مین تیری
خاوند کو جاکر بچون سمیت چہڑا لاؤن لومڑی نے کہا اے جوان تیرے ساتھہ چلون مبادا تو اس سے
لڑ کے مجھے پکڑے تو میرا حال بہی اسی بندریا کا سا ہوگا حاتم نے کہا اوسکی داستان بیان کر لومڑی بولی
کہ ایک بندریا نے کسی جنگل مین جاکر ایک گڑھے مین بچے دیے اتفاقاً ایک صیاد جا نکلا بچے اوس گڑھے مین
اپنے باپ کے پاس بیٹھے تھے صیاد نے گہات سے پکڑ لیا اور ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہر چند بندریا حیوانون
مین بڑی دانا اور ذو فنون تھی لیکن بچے دن جو آگرا نے ہوشیاری کچہ کام نہ آئی بلکہ ... اوسکی صورت یہہ ہے کہ
وہ بندریا اپنے شوہر اور بچون کی جدائی مین سر ٹکرا کر روتی پہرتی تھی ایکدن لاچار ہوکر رئیس کے پاس
فریاد کو گئی اوسنے ترس کہا کر کہا کہ اسکو کسنے ایذا دی ہے کسیکی ... اسکو شاہزادہ بچون سمیت پکڑ لا کر لیا ہے
لیگیا ہے اور فلانے جنگل مین رہتا ہے زمیندار نے کہا ای تو جاکر ابہی جلد چہڑا دے حکم کے بموجب
وہ شخص اودہر کو روانہ ہوا بندریا بہی ساتھہ ہوئی جب وہ بندریا سمیت گاؤن مین پہونچا

صیاد کے دروازہ پر جا پکارا ادھر وہین جنگل یا بندر نے چاہا کہ اسکے جالے کو اوچھلکر پھاڑ ڈالے اتنے مین اس
جوان نے دیوانخانہ سے نکلکر کہا اے عزیز تو ڈر اسکے نر اور بچونکو کیا کیا اوسنے عرض کی خداوند کل کی بات ہے
کہ جیسا آپ ہی کے ہاتھ سے یہ بچے ہین اگر اسکی بیکسی پر رحم کرتے ہو تو اسکے حوالہ کرو قیمت مجھسے پھیر لو
اوسنے کہا اے جوان انسے اپنا جی بہلاتا ہون کیون دون کوئی تدبیر اور بتلا کہ جسسے اسکو بھی رکھون اور وہ
بھی پاس رہین صیاد نے سنا سب یہی چاہتا کہ اسکو بھی پکڑ کر اونہین مین بند ہوا ویسی حاصل کلام یہہ کہ صیاد
نے بطریق فریب کے بندر کو بھی پکڑ وادیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بھی پکڑے گئے اسکو کہلا بھیجا کہ تو بندر اور اوسکے
بچونکو سمیت حاضر ہو وہ اون سبھونکو لیے ہوے زمیندار کے پاس آیا اوسنے دیکھتے ہی بندر کے بچونکو پسند کیا کہ یہہ
یہان رہین نر اور مادہ کو تم لیجاؤ آخر بچون کی جدائی سے بندریا مر گئی نر اوسکے غم مین ہلاک ہوا اے جوان انسان
کی جفاکاری ہستی تو تجھپر بھی اسیطرح ہے اور کون شاید ایسا ہی سلوک تو مجھسے کریگا ایک دن بلا مین ڈالدے
حاتم نے کہا اے لومڑی خاطر جمع رکھ مین اون لوگون مین نہین ہون خدا کی قسم تجھسے بدسلوکی نکرونگا تو
بیٹھ ہر ک مجکو بس گانو تک لیچل کہ مین اوس شخص سے تیرے خاوند اور بچونکو چھڑا دون اسبات کو سنکر
وہ خوش ہوئی اور اوسکی ہمت پر آفرین کرکے آگے ہوے حاتم پیچھے پیچھے چل نکلا پھر رات گئی اوس گانو کے
قریب جا پہونچا حاتم نے کہا اب تو یہین کہین چھپ رہ مین بستی مین جاتا ہون صیاد کو ڈھونڈھ نکالتا
ہون وہ کسی جھاڑی مین دبکر بیٹھ رہی حاتم صبح تک یاد الہی مین مشغول رہا جونہین آفتاب نکلا اوٹھکر صیاد
کے دروازہ پر آیا دستک دی وہ نکلکر پوچھنے لگا اے جوان تجھے مجھسے کیا کام ہے جو ایسا صبح ہی آیا ہے
تو چاہے گانو نکا نہین معلوم ہوتا حاتم نے کہا اے صیاد مجھے ایک ایسا آزار ہوا ہے کہ جسکا علاج مجھہ
مسافر سے نہین ہو سکتا کیونکہ ایک حکیم نے بتایا ہے اگر تو لومڑی کا تازہ لہو اپنے بدن سے ملے تو ابھی
اچھا ہو جائے اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون کہ تو اکثر لومڑیونکو پکڑ کر شکار کرتا ہے اگر تیرے پاس
ہون تو لومڑیان چار بچے ہون تو مجھے دے اور اونکی قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان پکڑی ہین
جتنی درکار ہون اونکو پسند کر یہ کہکر ساتون کو حاتم کے روبرو لے آیا اوسنے سات دینار دیکر ساتون کو لیا
اور جنگل مین لاکر چھوڑ دیا بچے چھوٹتے ہی اپنی مان کے پہلو سے جا لگے وہ اونکو پیار کرکے نر کے پاس جا آئی وہ بولا کہ
آج تیرے سر کا تاج ڈھلا جاتا ہے یہہ بھوک پیاس سے مرا جاتا ہے اگر اب علاج کرنا چاہتی ہے تو اغلب ہے کہ لہو اوسکے
بدن سے نکالو تو ابھی توانا ہو جائے حاتم بولا کہ مجکو آدمی سے کیا دشمنی ہے جوان کسواسطے اوسے مارون اگر مجکو
آدمی کا لہو درکار ہے تو کہہ کس جگہ کا چاہتی ہے ابھی حوالہ کرون اوسنے کہا کہین کا ہو گرم ہو حاتم نے چاقو نکالکر
بائین ہاتھ کی ہفت اندام کھولی اور کہا اے روباہ جتنا لہو تجکو درکار ہو لے وہ اپنے بچونکو اوسکے پاس لیگئی

اور کہا جسقدر اسکے منہ مین ڈالوگے عین مہربانی ہے حاتم نے اسکے کہنے کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اوسکا
پیٹ بہر گیا تب حاتم نے ہاتھہ پر پٹی باندہی اور کہا اے روباہ اب تو مجہسے راضی ہوئی لومڑی حاتم کی ہمت
اور اسکے پاؤن پر گر پڑی حاتم اوسکو دلاسا دیکر آگے بڑہا جب بہوک لگتی تہی جنگل کا میوہ کہا لیتا تھا اور پیاس
مین وہین کے ندی نالونکا پانی پی لیتا تہا ایک مدت کے بعد کسی جنگل مین پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر
ہوئی کہ مارے پیاس کے بیتاب ہوگیا ہر طرف پانی ڈہونڈنے لگا ایک چشمہ برف سا سفید دور سے نظر آیا حاتم
اشتیاق سے بے اختیار اسکی طرف دوڑا جب نزدیک پہونچا کچہہ نہ دیکہا مگر ایک سانپ سفید کنڈلی مارے بیٹہا ہے
چاہتا تہا کہ پہر جاوے پر وہ بولا اے جوان سنی کیون پہر چلا تو یہان کسکام کیواسطے آیا حاتم نے جو اوسکو باتین
کرتے دیکہا گہبرا کر کہنے لگا اے بندہ خدا مین شدت سے پیاسا تہا دور سے تیری رنگ کی سفیدی پانی کیطرح نظر آئی
ادہر چلا آیا اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکہکر پہر چلا سانپ نے کہا الغرض تجہکو یہان سب کچہہ میسر ہوجائیگا
خاطر جمع رکہہ القصہ سانپ روانہ ہوگیا اور حاتم بہی اپنے دل مین سوچتا تہا ہر چند کہ یہہ سانپ باتین کرتا ہے پر اسکے
ساتھہ جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہے اتنے مین خیال آیا جو کچہہ تقدیر مین ہے وہی ہوگا چلنا چاہئے اوسپر بہی آہستہ آہستہ
قدم رکہنے لگا سانپ نے جو دیکہا کہ جانے مین آہستگی کرتا ہے کہا اے مرد خدا کچہہ وسواس نکر پاؤن اوٹہا حاتم
بیکہٹکے اوسکے ساتہہ روانہ ہوا آخرش ایک گلزار جنت بہار مین جا پہونچا وہانکی فضا اوسکے جی مین اچہی
معلوم ہوئی نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اسطرح کا باغ کہین نہ دیکہا تہا مگر پریونکے ملک مین پہرا ادہر ادہر کی
سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان فرش شاہانہ سراسر بچہا تہا اور حوض کے کنارے پر ایک مسند
پر تکلف لگی ہوئی تہی سانپ نے کہا یہان ذرا توقف کرو مین پہر آتا ہون یہہ کہکر حوض مین گر پڑا ایکدم کی بعد
کئی پریزاد سونے چاندی کے خوان زر و جواہر سے بہرے ہوئے اُس حوض سے نکلے حاتم نے پوچہا تم
کون ہو اونہون نے عرض کی ہم اوسکے خدمتگار ہین جو تمکو اپنے گہر لایا ہے یہہ قبول کرو اوسنے کہا یہہ
جواہر میرے کس کام کا ہے اتنے مین کئی پریزاد اسیطرح اور خوان میوہ جات سے بہرے لیکر نکلے حاتم نے
پوچہا اس مین کیا ہے اونہون نے دکہا کر کہا آپکے لئے لائے ہین حاتم نے کہا بہت اچہا
مہمان حاضر ہے پر صاحب خانہ کہان ہین سانپ ایک جوان حسین بنا ہوا حوض سے
نکل آیا حاتم اور وہ مسند پر بیٹہے حاتم پوچہنے لگا اونے کہا بعد کہانا کہانے کے سب بہید
کہل جائیگا پہر دستر خوان پر کہانا چنوایا پریزادون نے اوسکے ہاتہہ دہلوائے دونون کہانے مین
مشغول ہوئے پریزاد سب اپنے کامون مین لگ گئے حاتم کہاتا جاتا تہا اور جی مین کہتا تہا کہ مینے اس مزے کا
کبہی نہین کہایا تہا ہر چند شہر شہر اور ملک ملک اور جنگل جنگل پہرا لیکن ایسے مزے کا

کھانا یہان کھایا ہے یا پری نوش لب کے ساتھ کوہ ندا پر کھایا تھا اغلب ہے کہ یہہ قوم پریزاد
سے ہو جب خاصہ نوش کر چکے خوان عطر و پان مرصع لیکر آئے حاتم نے جو عطر ملا اوسکا دماغ
مہک گیا حیران ہوا کہ بارخدایا ایسی نعمتین اور ایسی خوشبوئین تو نے اس قوم کو عطا کی ہین انسان کو
میسر نہین بعد صاحب خانہ سے پوچھا پہلے تمہاری سانپ کی سی شکل تھی اب پری کی سی ہوئی اسکا
کیا سبب ہے وہ بولا اے جوان مین پری کی قوم سے ہون اور میرا نام شمس شاہ ہے ایکدن مین حضرت سلیمان
کے وقت مین اپنے باغ کی سیر کر رہا تھا یون خیال آیا کہ مع لشکر ملک انسان پر چڑھ جاؤن اور اونکو قتل کرکے
ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک نہایت پاکیزہ اور آراستہ ہے یہہ سوچکر اہلکار سے کہا کہ تمام فوج تیار رہے صبحکو
ایک مہم درپیش ہے اتنے مین رات ہو گئی فراغت کرکے آرام کیا صبحکو جو اوٹھا آپکو مع لشکر سانپ کی صورت پایا
تمام روز بیقراری سے گذرا شام سے صبح تک جناب الٰہی مین توبہ کی بارے فضل الٰہی سے میری تمام فوج صورت
اصلی پر آئی لیکن میری [illegible] شب کو بہت سی گریہ و زاری کی تب یہہ آواز آئی جو کوئی اپنے قول سے پھر جاتا ہے
اوسکا یہی حال ہوتا ہے مقصد کوتاہ ہر رات یہی صدا آیا کرتی تھی ایکرات مینے بہت عجز و زاری کی اور کہا
کہ اب ایسا دھیان نلاونگا الٰہی میرا گناہ بخش حکم ہوا کہ تھوڑے دن صبر کر پھر گریہ و زاری سے
اور عہد کیا کہ پھر ایسا خطرہ کبھی دلمین نلاونگا تب یہہ ندا آئی کہ ایکدن جوان آدمی تیرے پاس آویگا اور تو اوسکا
اوسکے دیکھتے ہی اپنی صورت اصلی پر آجائیگا چاہیے کہ تو اوسکی خدمت مین بدل مصروف رہنا کیونکہ جب وہ دعا
کریگا تب صورت اصلی پر آئیگا ورنہ پھر سانپ ہوجائیگا تبسے برس تک تیرا منتظر اس جنگل مین تھا اب تیرے آنے سے جانا کہ
تو وہی ہے اسلیے تیری خدمت دل و جان سے کی تاکہ تو میرے حق مین دعا کرے حاتم نے پوچھا وہ قول کونسا تھا
جس سے پھر گیا وہ بولا کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان سے اقرار کیا تھا کہ اگر تمہارے بعد ہم آدمی کو ایذا دین یا اونکے ملک کا قصد
کرین تو خدا کا قہر ہم پر پڑے اوس دن سے کسیکو ہماری قوم نے تکلیف نہین دی ایکدن میرے دلمین یہہ خیال فاسد گذرا تھا
جسکی کہ یہہ سزا پائی اب تیرے سامنے صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ پھر ایسا خیال فاسد بار دیگر ہرگز نہ
لاونگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اوٹھکے غسل کیا اور کپڑے پہنے اور پریزاد کے حق مین دعا کی اوسکی دعا
درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی حاتم اگرچہ قوم یہود مین سے تھا پر خدا کو واحد جانتا تھا چنانچہ مرتے وقت اون
اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہمارے قوم نے گمراہی مین راہ پائی ہے خبردار تھوڑے دنون کے بعد پیغمبر آخر الزمان صلعم
پیدا ہونگے یہہ حق پیمبر راستی کے وہ لوگون [illegible] ایمان لاوینگے تم بھی اسلام لانا اونکو کہیو کہ وہ
حق ہو دعا کیجیو لوگون سے کہا کہ اوسوقت تک [illegible] تو میرا سلام پہنچا دینا [illegible] تمہارا اولاد مین سے کوئی
ہوگا حاتم لیکن مین خوب جانتا ہون کہ کوئی میری اولاد مین ایمان لاویگا اور میرا سلام ادب سے پہنچاویگا جب حضرت

بعد اسکے پریزاد کہڑے رہے دو چار ہزار تو کشتوں کے گرد ہو گئے چھ سات ہزار غل مچانے لگے
کہ یہہ آدمی زاد کہاں سے آیا ہے وہ پریزاد دونکو دیکھکر ڈرا جاتا تہا کہ حاتم کو چھوڑ کر بھاگ جاؤں کہ چار
دیو اس سے لڑنے لگے دو تین کو اسنے مارا آخر پکڑا گیا پہر وہ دیو اوس پریزاد سمیت حاتم کو اپنے گہر لے آئے
اور پوچہا کہ اس آدمی کو کہاں سے لایا ہے اور کہاں لئے جاتا ہے اُسنے کہا یہہ جوان ہمنی شمس شاہ کا ایک
بڑا دوست تہا اسکو نہ ستاؤ نہیں تو خراب ہو گے اونہون نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہے اسکا کچہہ
حال معلوم نہیں اب کہاں سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیوونکے سرداروں نے سنکر کہا اور کہا اس
آدمی کو کنوئیں میں قید کرو رات کیوقت کہانیکے بعد کہاونگا اونہون نے ویہی کیا چہہ دن پریزاد اونکو چھوڑ کر
قوت کی فکر میں گئی تہی اس درخت کے نیچے آکر کیا دیکہتے ہیں کہ دو تین لاشیں دیوونکی پڑی ہیں نہ حاتم ہے
نہ وہ پریزاد نہایت حیران و پریشان ہو کر آپس میں کہنے لگا کہ یہہ دیو کس نے مارے ہیں اونہون نے چاہا کہ کوئی کولی کر
دیوان کشتونکو اوٹہا لے آئیگا اتنے میں جو غور سے دیکہا تو ایک سسکتا پایا اوسکے منہہ میں تہوڑا پانی
چوایا آنکہیں کہولدیں تب وہ سب نے پوچہا تیرا اِدہر آنا کہاں سے ہوا اوسنے کہا میں مقرنس کے دیوون میں سے ایک پریزاد کے ہاتہہ
سے میرا یہہ حال پہنچا ہے پیارا وسکو بہی ایک آدمی سمیت دیو پکڑ کر اپنے ملک میں لیگئے بادشاہ کی دادگاہ
مین داد چاہی اُسنے کہا دیکہو تو اوسنے کسپر ظلم کیا ہے اور وہ جوان بہی جسکے ساتہہ وہ گئے تہے وہ کہاں
ہے اونہون نے آداب بجا لاکر عرض کی جہان پناہ ہم دو تین رات دن جو ہم چلے تہے نہایت بہوک پیاس سے
ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب سے آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹہایا اور ایک پریزاد کو اوسکے پاس چہوڑ کر قوت
کی تلاش میں گئی ایک آن کے بعد آکر جو دیکہا تو نہ پایا مگر کئی دیو کشتہ دیکہے حیران ہوئے کہ انکا احوال
کس سے پوچہیں اتنے میں اس دیو کو جو تامل سے دیکہا تو ادہموا پایا اسکے منہہ میں تہوڑا سا پانی ٹپکایا
بارے یہہ ہوشیار ہو کر اوٹہ بیٹہا اسکے ساتہی اونکو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے ہیں ہم بہی پیچہے حضور
میں چلے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے روبرو لاؤ وہ سامنے آئے پہر
ارشاد کیا کہ مقرنس اب تک کیا جیتا ہے ہمیں بہول گیا اسنے عرض کی کہ جہان پناہ وہ ایک
مدت سے غائب تہے آج ان پریزادون سے آپکے ظاہر ہونیکا حال معلوم ہوا لیکن مجہے اعتبار
نہ تہا اب جانا یہہ سچے ہیں بادشاہ نہایت پر غضب ہوا اور تین ہزار پریزاد لشکر اوسکے ملک میں
دوڑایا اور کئی جاسوسونکو کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ وہ کہاں ہے وہ سنتے ہی ایکدم میں سے کے بعد عرض
کرنے لگے فلان جنگل میں شکار کہیلتا ہے بادشاہ سر پر جا پہونچا ہمت سے دیوونکو مارا آخر
مقرنس کئی ہمراہیوں سمیت گرفتار ہو کر حضور میں آیا بادشاہ نے فرمایا اکافر تو ہمکو بہول گیا یہہ سمجہا کہ اوسکے ملاقہ

سندونکو پکڑ کے قید کرونگا تو بادشاہ کب جیتا چھوڑیگا اب بہتر اسمین ہے کہ اوس آدمی کو جلد حاضر کرو وہ بولا
کہ آدمی کو کب دیو جیتا چھوڑتا ہے بادشاہ نے طیش کہا کر کہا اے روسیاہ حضرت سلیمانؑ نے تمکو منع کیا
تھا کہ نہ ستانا اور یہہ قول نہین دیا تھا کہ ہم اونکو ایذا نہ دینگے اور کہا نہ کہائینگے وے بولے کہا وہ بات حضرت
سلیمانؑ کی ساتھہ گئی بادشاہ مارے غصے کے کانپنے لگا اور کہا جلد لکڑیون کا انبار لگاؤ اور اس کافر کو ہمراہیون
سمیت جلادو مقرنش نے جب دیکھا کہ اب کچھہ بس نہین چلتا اور یہہ بغیر جلائے نہین رہتا کسیطرح بالفعل
اسکے ہاتھہ سے چھوٹئے پہر آگے سمجھہ لینگے پہر وہ سوچ مین تھا کہ بادشاہ نے کہا کہ اے ظالم اس آدمی کیساتھہ مجھے نہایت
الفت ہے جو اسکو صحیح و سلامت میرے حوالہ کرے تو میری تیری کچھہ کدورت نہین کسیطرح کا تو اپنے جی
مین اندیشہ نکر ورنہ الا جان سے مارونگا مقرنش نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی تب وسنے حاتم کو پریزاد
سمیت حاضر کردیا شمس بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک اس ملعون مقرنش کے تئین چھوڑنا مناسب نہین
جلد اسکو انبار مین رکھکر جلاؤ یہہ سنتے ہی مقرنش کو دیوون سمیت آگ مین جلادیا وہ پکارا کیون صاحب تمنے
قول کیا کیا تھا بادشاہ نے فرمایا اے دغاباز ہرگاہ تو قول دیکر پہر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر مینے تجھسے بد عہدی کی
تو کیا تعجب ہے اسکے سوا تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل کلام یہہ کہ دیوون سمیت جلادیا اور چھوٹے
بہائیکو وہان متعین کرکے فرمایا کہ تم اس ملک سے خبردار رہو پہر حاتم سے پوچھا اب آپکا ارادہ کیا ہے اوسنے
کہا ہے جو مینے پہلے کہا تھا بار بار کہنے سے کیا فائدہ جسطرح سے ہو سکے مجکو اوس جزیرہ مین جانا اور اس موتی کو
لانا تب بادشاہ نے اپنے لوگونکو فرمایا کہ اے عزیزو تم مین جو کوئی دیرینہ سال ہو تجربہ کار ہو اسکے ساتھہ جاوے اور
وہان پہونچا آوے یہہ سنکر چار پریزاد اسی عمر اور وضع کے اوٹھہ کہڑے ہوے کہ یہہ خدمت ہمارے ذمہ ہے اسباتکو
سنکر بادشاہ نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتھہ رخصت کیا وہ سب اوڑان کہٹولے پر اوڑے
راتدن چلے جاتے تھے جب بہت بہوکے پیاسے ہوتے تھے تو محفوظ جگہہ کہین دیکہکر اوتر پڑتے تھے کچھہ کہا پی لیتے
تہے اس صورت سے پندرہ روز تک پہاڑ چلے جاتے تھے سولہوین دن پہاڑ پر جا اوترے وہان شہزادہ طوفان
نے ایک پریزاد خسرو پرخ کی بیٹی پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تھا اور اوسکے فراق مین دھاڑین مار کر
روتا تھا اتفاقاً اوسکی آواز سنتے ہی حاتم بی اختیار ہوکر پوچھنے لگا اے عزیز اس درد سے کیون روتا ہے
اور اسجگہہ اس حالت اضطراری مین کیا گریہ و زاری کرنیکا سبب ہے کہ جسکے سننے والے کے ہاتہین ہوش و
حواس باختہ ہوتے ہین اوسنے آنکھہ اوٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت حسین خوبصورت کہڑا ہے
بولا اے شخص تو یہان کہان سے آیا حاتم نے کہا مین آدمی ہون اور نہایت تکلیف اوٹھا کر
مرغابی کے انڈے کے برابر ایک موتی ڈھونڈتا ہوا آیا ہون کیونکہ تیرے تمام جہان مین اسکی تلاش کی

پر کہیں موتی کا پتا نملا آخر قدرت خدا سے مجھکو معلوم ہوا کہ موتی جزیرہ برزخ کے بادشاہ ماہرو پری شاہ کے
پاس ہے اسواسطے اوسکو یہ سنکر وہ شخص ہنس پڑا اور کہا اے شخص یہ امر محال ہے اسلئے کہ اوسکا بادشاہ کچھ سوال کرتا ہے اور ہر ایک سے پوچھتا ہے کوئی
ہوسکا جواب نہیں دے سکتا بلکہ ہم عہدہ برا نہیں ہوسکتے اور تو تو آدمزاد ہے حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت کہہ کس حال سے
کیونکر یہاں پہنچا اوس نے کہا کہ اس جزیرہ کی بادشاہزادی پر عاشق ہوں اور میرا نام شاہزادہ قہر آور ہے اور یہ حال ہے کہ ایکدن میں
مجلس میں بیٹھا تھا کہ کسی نے اوسکے حسن کی تعریف کی میں بیخود ہوگیا پھر اوس کی تعریف سنکر بیتاب ہوکر سامنے گیا اور پوچھا کہ یہ
موتی کس دریا کا ہے اور اوسکی پیدایش بیان کر یہ بیان کیا میں نے اوسکی بیقراری دیکھ کر کہا اسی باعث سے میں دوڑ آیا ہوں وہ آفت جان ہے جسکی خاطر گردش میں
کوٹھی پر جلوہ گر تھی میری نگاہ اوس پر جا پڑی نیم بسمل ہوکر گر پڑا جب ہوش آیا تو دیکھا کچھ تدبیر نہیں علاج اوسکا نہ کر سکا
غیرت کے مارے اپنے ملک میں گیا ایک مدت کے بعد پھر یہاں آیا اور خبر شماری میں مصروف ہوں ہمیشہ یہاں رہتا ہوں ملاقات ہوتی نہیں
حاتم نے سنکر کہا تو خاطر جمع رکھ اگر وہ موتی لونگا تو موتی وہاں سے بھی لونگا اور پری زادوں سے اسکی پیدایش سے آگاہ ہوں تو دیکھیگا کہ
پری زاد کس طرح وسکا احوال بیان کرتا ہوں پری زاد نے کہا کہ مجھے باور نہیں آتا غرض حاتم بولا وہ کدھر ہے وہ نہیں ہے اور وہ
جزیرہ بھی آگے اوس سے آباد اور تصرف میں تھا اوس سے ساتھ چل پری زاد یہ بات سنکر حاتم کو کچھ سمجھا کیا اور کہا ایسا شخص
ہوگا تب حاتم نے اون چار پری زادوں سے پوچھا کہ تم بھی اس شاہزادے کے ساتھ ہو وہ دونوں اس کھٹولے پر بیٹھا کر لیجاویں اگر تم ایسے
چاہتے ہو تو ہمیں لیجائیں مطلق نہ گھبرائیں یہ سنکر وہ دونوں کھٹولے پر جا بیٹھے وہ پری زاد لیکر اڑے راہ میں جہاں کال اعظم
کا باغ تھا جو ان کا گذر ادھر سے ہوا وہ بیٹھا سیر کر رہا تھا اوسکی نگاہ اوس چارپائی کی طرف پڑی اونکو حکم ہوا اوس کھٹولے سمیت
ان پری زادوں کو میرے پاس لے آؤ وہ سب چہاکال کے پاس لے آئے اوس نے پری زادوں سے پوچھا کہ آدمی کو کہاں سے لائے ہو اور کہاں
لیے جاتے ہو انہوں نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہیں وہ بولا کہ وہ ملک بہت عجائب ہے اور اسکا مالک بہت سیانا ہے کیا آباد ہے
پری زادوں نے کہا سچ ہے لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر آیا ہم سب بھی پہنچے وہاں دیکھتے ہو اور کہاں
جاتے ہو وہ بولے جزیرہ برزخ کو پھر اوس نے پوچھا کہ یہ پری زاد کون ہے مہر آور آپ ہی بولا تو مجھے بھول گیا میں مہر بادشاہ
مہر آور کا بیٹا ہوں اوس نے کہا اے شاہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام ہے اپنی راہ لے میں تجھے کچھ نہیں کہہ
سکتا کیونکہ تو حضرت سلیمان پری زاد کی اولاد سے ہے یہ کہکر حاتم کو کھٹولے سے کھینچ لیا مہر آور
بولا اے دیو حضرت سلیمان سے جو قول کیا تھا بھول گیا اوس نے جواب دیا اب کہاں ہیں جو ہم
اسیر ہوں میں اسکو تو چھوڑونگا نہیں اسے ساتھ لیکر کرونگا مہر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھکر
بھول گیا ہے اسکو فریب دیا چاہیے بولا اے کالکال اس آدمی کے کھانے سے کیا فایدہ میں
آدمی تجکو دونگا جو میرے قول پر رہیگا اور اس آدمی کو میرے حوالہ کریگا کیونکہ میرا
کام اس سبب سے سر انجام ہوگا دیو نے کہا اے شاہزادہ میں تیرے خاندان سے قسم کھاتا ہوں سکے تیرے

اوترکر جا اونکو رخصت کیا اور کہا کہ مجھکو یہہ منظور نہین جو میرے باعث سے یہہ ایذا پہونچی مگر اتنا دریافت کیا چاہتا
ہون کہ اس جنگل سے گذر کیونکر ہوگا اوسنے کہا آگے تو پریزاد بھی اوسطرف نہ جا سکتے تھے کہ دیو انکو ستاتے تھے
بلکہ جانکی خطا ہان ہوتی تھی چنانچہ ایکدن پریزاد جمع ہوکر دیوون سے لڑے طرفین سے ہزارون مارے گئے مردم آزار
ایذا دہندہ لوگ بہت ہین حاتم نے کہا اگر مین دیو بنکر اس جنگل سے چلون تو کیونکر راہ طی کرون مہر آور بولا
مین تمام دن ہوا مین اوڑونگا رات کو جہان تو اوتریگا مین بھی اوتر پڑونگا تب حاتم نے لال پر جانور کا
نکالکر جلایا اور پانیمین اوسکی راکھہ گھولکر اپنے بدن پر ملی وہین دیو کی صورت ہوگیا جنگل کے چرند اور پرند بھاگنے
لگے غرض تمام دن چلتا شام کو رہجاتا وہین مہر آور بھی آملتا ایکدن مہر آور نے پوچھا ای حاتم یہہ کس چیز کی فکر مین
اوسنے کہا مجھے اوس موتی کی پیدا ہونی کی حقیقت اور جس صورت سے ایک موتی ماہیار کے ہاتھہ لگا تہا اوسکی کیفیت
سنی گئی تھی اوسکی تہیا مہر آور جب مین شاہ آباد سے نکلا نہایت متفکر تھا ناگاہ ایکدن ٹہیرکر سرسبز کو بیٹھہ گیا کہ
ایک جوڑا خوشرنگ جانورونکا اوس درخت پر آبیٹھا مادہ نے پوچھا تو اس جنگل کی آب ہوا کو اپنی نظر کے سامنے
بہتر کہا پھر دریا و مرجان کا ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچھا کہ یہہ کون ہے اوسنے میری سرگذشت اور موتیونکی
پیدایش کی صورت اور اونکے پیدا ہونیکی جو جنکی یہہ انڈے ہین بیان کی اور میرا اپنا پہونچنا اور مفصل
احوال ماہیار سلیمانی کی روبرو کہونگا تو مین سمجھونگا اصل سارا ماجرا اسلیے نہ کہا کہ مبادا آگے چلا جاوے
اپنا کام کرنے مین محروم رہجاونگا غرض مہر آور سے اتنے احوال سے خاطر جمع ہوگئی کہ میرا کام بھی اسکی بدولت
ہوگا اسکے بعد حاتم تو آگے چلا اور مہر آور آسمانکیطرف اوڑا غرض راتکو تو ایک جا ہوتی اور دنکو اپنے اپنے طور پر
راہ طے کرتے ایک رات کا ذکر ہے دونو خوش فضا جگہہ مین سورہے تھے کہ ملوک ساز کی دیوونمین کا ایک
دیو وہان آپہنچا اوسنے دیکھا کہ ایک دیو اور ایک پریزاد پاس سوتے ہین اوسنے جاکر اور دیوون سے خبر کی جب وہ
آئے دیکھکر آپسمین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے پاس لیجانا چاہیے انمین سے ایک نے کہا کیا ضرور ہے
ہمارے سے نہین ہین اور نہ انہون نے کچھہ تقصیر کی اور کسی کی پیروی مین کسی کام کو جاتے ہین رات کا وقت دیکھکر سوگئے
ہین لیکن پریزاد اونکی گفتگو سے جاگتا تہا انکی باتین سنین دیوون نے کہا انکو جگاکر پوچھو شاید برزخ کی سرحد مین ہو
ایک دیو نے کہا اگر وہین کے ہین تو تمہین کیا دوسرے نے کہا کہ بادشاہ ملوک کہتا تہا کہ بہت دنونسے پردہ
برزخ کی خبر نہین مگر مجھکو اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہو اگر کوئی بات جاکر بادشاہ سے کہدیگا کہ جنگل مین
سے ایک دیو اور ایک پریزاد سوتے تھے اور بادشاہ نے کہے کہ تمنے حضور مین خبر نہ پہنچائی تو
کیا حال ہوگا آخر دونو انکو جگا دیا حاتم نے کہا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرہ کو جاتا ہے اوسکی تلاش ہے
سے شمس بادشاہ نے مقرنش کو تو جلا دیا اور اوسکا ملک چھین لیا ہم اوسکو تلاش کرتے

بادشاہ کے پاس لیجائینگے دیوؤن نے پھر پوچھا کہ یہہ پریزاد کس پر دیکھا ہے حاتم نے کہا بردہ
طوفان کا ہے یہی خبر لیے جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور مقرلنس کو مار کر اوسنے اوسکا ملک لے
لیا ہے یہہ سنکر وہ بولی تم آرام کرو ہم اسے ڈھونڈھنے جاتے ہین غرض اور راستہ بتا کر آپ بھی اپنی راہ لی بعد چند روز کے
دریا پر پہونچی مہر آور نے کہا دریائی قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا اوسکا ادہر کا کنارہ نظر نہین آتا موجین
آسمان کو پہنچ رہی ہین اور آبی جانور کنارے پر لوٹ رہے ہین اور ہزارون پرندے رنگ برنگ کے پہاڑون اور ٹالو پر
کلیلین کر رہے ہین یہ قدرت الہی کا اوہی قائل ہو پھر گھبرا کر مہر آور سے کہنے لگا کہ بہائی ایسے دریا پار کیونکر ہونگے مہر آور
بولا مجھسے تیز پرندہ کی بھی مجال نہین کہ سات روز مین اسکے کنارے پر پہونچ جائے مین پریزاد ہون کہ نہین اوڑ سکتا
حاتم نے کہا کچھہ ہم نہین برزخ کی جزیرہ مین جانا ہے مہر آور بولا اگر چند روز یہان ٹھیرو تو پار اوتارنے کی تدبیر کرون
حاتم نے کہا اچھا مہر آور بولا کہ یہان سے کئی کوس پر ایک میدان ہے وہانکی بادشاہت شمسان بادشاہ کرتا ہے اوسکے
پاس بہت سے دریائی گھوڑے تیز رفتار ہین حاتم اور مہر آور ایک مدت کے بعد وہان پر پہونچا
اور بادشاہ سے ملا بادشاہ نے اوسکے آنیکی کیفیت دریافت کی مہر آور نے کہا مجھکو گھوڑون کی ضرورت ہے
اگر عنایت فرمائے تو مین متوجہ ہے بہرہ ور بولا کہ تم کہانسے آئے ہو کہا ہمیشہ طوفان کے بادشاہ بولا مین تجھے پہچانتا
ہون اغلب ہے کہ مہر آور لعان کا شہزادہ ہے تمہارا آنیکا کیا سبب ہے اوسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین
گرفتار ہون اسلیے مین جزیرہ ہوا ہون تم مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر بہرہ ور ہونگا شمسان اوٹھکر اوسکے گلے ملا اور اپنے
تخت پر بٹھایا اور کہا سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو گھوڑے چالاک وزین سمیت مہر آور کی حوالہ کیے شہزادہ
گھوڑون سمیت طرفۃ العین مین آ پہونچا اور کہا اوٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ بیٹھا پھر
پیر مہر آور سوار ہوکر کہنے لگا خبردار اسکی باگ چھوڑنا اور تھامے رکھنا یکایک ہوا ان پہونچا اور وہ دونون گھوڑے ایکدم
ہوا ہو گئے کئی دن کے بعد بھوک پیاس کی شدت ہوئی پریزاد نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ
اور ایک صراحی پانی موجود ہے جاہو کہا پی لو حاتم نے لیکر دو چار دانے میوہ کے کہائے اور پانی پیا قدر
توانائی آئی پھر سنبھل بیٹھا چند روز کے بعد کنارہ نظر آیا پریزاد نے کہا بہائی اب باگ ڈالدو گھوڑے
زمین پر اوترے حاتم نے کہا اے مہر آور ہمنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ درمیان ہے وہ بولا اس جزیرہ کو
نہ سمجھو کہ دریا سے پار ہو گئے یہہ بہی ٹاپو ہے کئی جزیرہ اس مین آباد ہین حاتم نے کہا وہ شہر یہان سے کچھہ
دور ہوگا وہ بولا دس روز کی راہ پر اسنے کہا توقف کیا مہر آور نے کہا ایک بات کہون اگر تم مانو تو بولا البتہ جو حکم
فرمائے تب مہر آور نے کہا میرا ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جا کر لشکر لے آؤن تا ہم تم گرد سے شہر
مین داخل ہون حاتم نے کہا العزیز ہم کچھہ مثل سلیمان کے لڑائی نہین کی جو لشکر در کار ہو وہ بولا یہ مطلب نہین بلکہ اوسکے

عرصے میں پہنچیگے تو کسی پروا نہ ہے ہماری خبر گیری کریگا اور جہاں ٹھاٹ سے جائینگے تو ہمارے پہنچنے سے اسکا
احوال معلوم ہوگا تم گھبراتے نہیں میں ایک ہفتہ بھر میں آپہنچتا ہوں اوسنے کہا میں تمہارا ہوں وہ بولا اگر شفا لطف
کوئی بیان انداو بندہ نام کو نہیں حاتم نے کہا خدا حافظ پھر آدمی ہوا ہو گیا جب حاتم کی نظر سے غائب ہو گیا حاتم
نے سفید پر نکالا اور جلا کر اوسکی راکھ پانی میں گھولکر اپنے بدن پر ملی جیسا تھا ویسا ہو گیا پھر وہاں سے کمان لیکر
اٹھارہ بارہ سنگے شکار کر لایا اوسے صاف کرکے اچھے اچھے گوشت کے پارچے سیخ پر چڑھائے اور بھونکر کھائے اگلا
اور پانی پیکر خدا کا شکر کیا اور اسیطرح کئی دن گذرے اثنا راہ میں ایک باغ کا دروازہ دکھائی دیا اسمیں
اندر چلا گیا اور اوسکی سیر سے نہایت مسرور ہوا بلکہ وہیں رہنا اختیار کیا گھوڑا ایسا وفادار تھا کہ دنکو جنگلوں میں
چکر رہتا کو باغ میں آجاتا اسیطرح ایک ٹھوارا گذرا اور شاہزادہ پھر آور جب اپنے جزیرہ میں پہونچا پریزاد بھی اسکے پانوں پر
گرپڑے شہزادہ سبکو تسلی دیتا تھا اور کتنوں کو گلے لگا کر باپ کے پاس گیا آداب بجا لا کر قدمبوس ہوا اونہوں نے
چھاتی سے لگاکر احوال پوچھا کہ تو تو لشکر سمیت جزیرہ شطرنج کو گیا تھا پھر لشکر سے جدا ہو کر کس گوشہ میں
چھپا تھا کہ فوج ڈھونڈھ ڈھونڈھتے تھک گئی پھر اب لشکر حیران ہو کر واپس آیا عرض کی غلام نے
جو اکا کسنا مانا الحکمت پریشانی اٹھائی برسوں آہ وزاری میں کاٹی سچ تو یہ ہے کہ اپنے تن کی بھی خبر
نہ تھی خدا کسیکا فرکی بھی یہ حالت نہ پہنچائے بلکہ کسی بندہ کو یہ دکھہ نہ دکھلاوے لیکن طالع مبارک پھر کہ آدمزاد
حاتم نام شاہزادہ سے موتی کی تلاش میں جو مرغابی کے انڈے کی برابر ہے آنکلا تھا وہ جنگل میں مجھسے ملا میں
نے اپنا احوال اسکے بیان کیا اوسنے مجھے اقرار دیا کہ جسدم مہرہ ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی مٹی تیرے حوالہ کرونگا
اس باتکو سنکر اوسکی بات ہمیشہ ٹہری اور کہا کہ ابتک چین مزاج سے دور نہیں ہوا پریزاد اوسکا پتا نہیں سکتے
آدمیکو کیا معلوم اور ماہ یار سلیمانی سے عہدہ بر آہوگا شاہزادہ نے کہا شاہزادہ وہیں ہے متقل شہر میں جن
دیہی سے زیادہ پرند کے چوڑتے نے اس موتی کی بشارت دی ہے جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی سنا تھا
اسنے میرے سامنے کہدیا مجھکو یقین ہوا وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اونہوں نے پوچھا تیرے آنے کا کیا سبب
اوسنے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاؤ لشکر بادشاہوں کی طرح شہر میں داخل ہو بادشاہ نے خوشی سے کہی
پریزاد سواری کے اسباب سمیت ہمراہ کر دیئے اور اسی گھڑی شاہزادہ روانہ ہوا اور وعدہ کے دن جا پہنچا
لشکر دریا کے کنارے چھوڑ حاتم کے مکان پر آیا شاہزادہ جی میں سمجھا کہ حاتم نے وعدہ خلافی کی جو پہلے
ہی چلا گیا مگر حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر سمجھا کہ وہی گھوڑا ہے پریزادوں سے کہا کہ اس باغ میں
جاکر اسکو ڈھونڈھو بعد تلاش کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان درخت کے نیچے بیٹھا ہے
وہ اسکے پاس پہنچا اور یہ احوال شاہزادہ سے عرض کیا کہ میں ایک آدمی کو بیٹھے دیکھہ آیا ہوں شاید وہی ہے یہ سنتے ہی اٹھکر ہوا

پاؤں اٹھائے وہیں چلا گیا کیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے بیٹھا ہے پکار کر کہا اے بھائی کس فکر میں ہو
حاتم نے جو دیکھا مہر آور ہے اوٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونو باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا ایک لشکر عظیم
اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ شاہانہ کھڑی ہے پوچھا کہ بارگاہ اور لشکر کسکا ہے پھر مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہے
پھر ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا حاتم نے ایکدست کے بعد انواع اقسام کے کھانے
دیکھکر برغبت تمام نوش جان کئے پھر طائفونکو یاد کیا ناچ ہونے لگا صبحکو کوچ کیا یہ خبر برزخ بادشاہ کو پہنچی
کہ بیٹا اونکا لشکر بیشمار آپہنچا اور اونکے آنے کا مطلب معلوم نہیں اوسنے فوراً ایک سردار کے ساتھ کئی
ہزار سپاہ کو حکم فرمایا کہ جلد جاکر اونکی راہ بند کر آگے بڑھنے نہ پائیں وہ لشکر سمیت سر راہ اوترا کئے جب
وہاں پہنچے دیکھا ایک لشکر عظیم الشان راہ روکے پڑا ہے اتنے میں خبر پہنچی کہ ماہیار سلیمانی نے تم سے پہلے اونکو
فوج بھیجی ہے شاہزادہ نے ایک مرد معقول کو اوس سردار کے پاس بھیجا کہ ہم لڑنیکے ارادہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونیکی آرزو ہے یہ سنکر شاہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے یہاں ڈیرہ کریں بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہونا بخوبی ملاقات ہوگی ایلچی نے بادشاہ کو عرضی بھیجی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہی ارادہ ہو تو کسی بے
تکلف مکان میں اوتر حاتم اور مہر آور مع مصاحب داخل شہر ہوئے اور لشکر قریب شہر باغ میں اوترا پھر ماہیار سلیمانی
نے ایک امیر کو مہر آور کے پاس بھیجا آپ کیونکر تشریف لائے ہیں اوسنے کہا کہ شاہزادہ ہیں کو آپ کی قدمبوسی کی
نہایت آرزو ہے چنانچہ اسکو لے آیا ہوں آپ ہی اوسے کمال محظوظ ہونگے یہ سنکر بادشاہ نے پہلے تو مہمانی بھیجی دوسرے
روز حاتم کو بلوا کر ایک کرسی جڑاو پر بٹھا کر مہربانی سے پوچھا کہ یہاں کس ارادہ سے آنا ہوا حاتم نے کہا حضور اسے
سبب الاسباب نے بھیجا ہے یہ کہکر شہزادی حسن بانو نے موتی کا نمونہ دیا تھا وہ دکھلایا اور کہا کہ اسکا ثانی اگر
عنایت ہو تو میں لا سکوں گا ماہیار سلیمانی نے کہا کہ اسکا دوسرا تو ملیگا حاتم نے کہا کہ آپ کی ہی سرکار میں سے مرحمت
ہو بادشاہ نے فرمایا اگر تو میری ایک شرط بجا لائے تو موتی کے ساتھ بیٹی ہے حاتم نے عرض کی مجکو صرف موتی درکار
ہے صاحبزادی کے آپ مختار ہیں شاہزادہ مہر آور کو بلوا لیجئے اوسنے وہیں بلوایا اور گلے لگاکر ایک کرسی پر اسکو بٹھایا
حاتم نے بخشش و شکر کرکے اس موتی کی پیدایش کا حال کہنا شروع کیا ماہیار سلیمانی سر نیچا کرکے سنا کیا غرض جو کچھ
اس پیرمرد سے سنا تھا تمام و کمال کہکر سنایا بادشاہ تحسین و آفرین کرکے کہنے لگا اور محل میں جا کر موتی لیکر آیا پھر
ارشاد کیا کہ بادشاہزادی کو دلہن بنائیں بیاہ کی تیاری کریں حاتم موتی کو دیکھکر خوش ہوا اوسکے بعد بہت سے گھوڑے
ہاتھی جڑاؤ ساز و یراق سے سجوا منگوائے اور شاہزادیکو بنا سنوار کے چند سہیلیاں خوش پوشاک بہت سے
غلام حبشی و چالاک سمیت مجلس میں بلوایا حاتم کی نگاہ جو اوسپر پڑی کہا کہ یہ میری بہن ہے
شاہزادہ مہر آور کے لائق ہے لازم ہے کہ اپنی رسم کے موافق شادی کرا دو اور موتی مجھے دو

دوسرے دن بادیار سلیمانی نے مجلس نشاط کو حکم دیا اور لڑکی کو اپنی دستور کے موافق مہر آور کو بیاہ
دی الحمد للہ کہ عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچے ایک ہفتہ کے بعد شاہزادی سمیت بادشاہ سے رخصت
ہوکے نہ سور میں وارد ہوئی دریا پر آئے حاتم سے کہا یہاں سے بھائی تم اپنی ملک میں سدھارو میں اپنے شہر کو جاتا ہوں پھر وہ
بولا بھائی جان مروت سے بعید ہے جو ایسی جائے خطرناک میں تنہا چھوڑ دوں میرا ارادہ ہی کہ بادشاہان وقت کو ہم
شمس بادشاہ سے ملاقات کریں پھر اپنے لشکر کو فرمایا جلد سرانجام تیار کریں اور زنانی سواریوں سمیت پار اتریں
یہہ کہکر بدستور دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور چند روز میں دریائے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل میں اوترے
دیونکو خبر ہوئی کہ پریزادونکا لشکر آپہونچا ہے وہ بھی جمع ہوکر سر راہ آپڑے مہر آور سے ایک پریزاد نے یہہ جا کہا کہ
ایہا العزیز ہم دونو حضرت سلیمان کے خانہ زاد ہیں ہمارا قصد تمسے لڑنیکا نہیں ہے شمس شاہ بادشاہ کی ملاقات کو
جاتے ہیں کہ اوسنے بعد مدت کے غضب خدا سے نجات پائی اونہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ارادہ لڑنیکا نہیں ہے صرف ملاقات
کو آئے ہیں غرض اونکے سرداروں کو بلا کر ملاقات کی اور حاتم کو ایک کوٹھی میں چھپا رکھا پھر اونکو انواع و اقسام کی
غذا اور رنگ برنگ کی شراب پلاکر رخصت کیا اور آپ بھی روانہ ہوا چند روز میں دیونکی سرحد سے نکلا
شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ حاتم اور مہر آور سے ملاقات کو آتے ہیں یہہ سنکر مع لشکر استقبال کو چلا اثنائے راہ میں
باہم ملاقات ہوئی خوش ہو ہوکر بغلگیر ہوئے حاتم نے تمام ماجرا اپنا اور مہر آور کا سنایا یہہ سنکر شمس بادشاہ نے
مہر آور سے کہا کہ یہہ احسان تمہارا مجھپر ہے جو اس جوان کو صحیح و سلامت مجھ تک پہنچایا میں شب و روز اسکے
لیے غمگین رہتا تھا بلکہ زندگی تلخ تھی الحمد للہ کہ یہہ زندہ سلامت آملا پھر مہر آور کو لشکر سمیت ایک باغ میں اوتارا
چالیس روز تک حقوق مہمان نوازی بجالایا اکتالیسویں روز مہر آور نے حاتم سے کہا کہ اے شاہزادہ یمن تو نے
مشقت سفر کی اوٹھائی اب بھی تیرا ملک دور ہے لیکن خاطر جمع رکھ کہ ایکدم میں تجھے تیرے شہر میں پہنچایا چاہتا ہوں
یہہ کہکر کئی پریزادوں سے کہا کہ اے شاہزادہ حاتم کو اوڑن کھٹولے پر بٹھا کر یمن میں پہنچا دو پریزادون
نے اوسی دم اوسکو اوڑن کھٹولے پر بٹھا کر شاہ آباد کا راستہ لیا رات دن چلنے لگے جب ماندے
ہوئے کسی دلچسپ جگہ جا اوترے قدرے دم لیکر پھر اوڑے بعد ایک ماہ کے نواح شہر میں پہونچے
حاتم نے اپنی رسید لکھکر پریزادونکو دی اور رخصت کیا آپ شہر میں داخل ہوا لوگوں نے
حسن بانو کو خبر پہونچائی کہ وہ جوان پھر صحیح و سلامت پھر آیا اوسنے بدستور پردہ کے اندر بلایا
اور ایک طلائی کرسی پر بٹھایا حاتم نے بیٹھتے ہی موتی بٹوہ سے نکالکر اسکو دکھلایا اور سرگذشت ماضی
سنائی وہ کمال شادمانی سے حاتم کی ہمت کی ثنا گو و صفت خوان ہوئی حاتم بھی مرخص ہوکر
مہمان سرا میں آیا اور منیر شامی سے اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا یہہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہنے لگا

کہ بھائی خوش ہو خاطر جمع رکھو وصال یار نزدیک ہے ایک سوال کا ہو گیا ہے انشاء اللہ اوسکو بھی پورا کرونگا

منیر شامی بے اختیار حاتم کے پاؤن پر لپٹ گیا حاتم نے اوسکو اوٹھا کر گلے لگایا غرض دونون ساعت تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا بندگی اندکی

پہر یون کی نظر اوسپر جا پڑی یکایک چیخین مار کر کہا ہی یہہ آدمی زاد کون ہے یہہ جا کر ملکہ کی خدمت مین عرض کی کہ
ایک شخص آدم کی قوم سی فلانے درخت مین چہپا کہڑا ہی یہہ سنتی ہی پریزاد نے اوس سے کہا کہ تمہارا بہائی ہے اور بہی
آ پہنچا اگر کہو تو تمہاری پاس لے آئین مہمانداری کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت بہتر مجہی بہی اپنے ہمجنس کا کمال خیال
تہا الحمد للہ کہ خدا نے بہیجدیا اوس پری نے ایک مصاحب سے کہا کہ تم جا کر آدمی زاد کو لے آؤ وہ جا کر اوسکو لے
آئین جب قریب تخت کے پہونچا وہ جوان اوٹہہ کہڑا ہوا اپنے پاس بٹہا لیا مہمانداری کی رسمین بجا لا احوال پوچہنے
لگے کہ تم کون ہو کیا نام ہی کہان سی آئے ہو حاتم بولا مین یمن کا رہنے والا ہون شاہ آباد سی آیا ہون حاتم یاد گردی
کیا کرتا ہون میرا نام حاتم ہے اتفاقاً ادہر کو آ نکلا اس کوئین پر بہت سے لوگون کو دیکہا خصوصاً ایک جوان پیر
ماں باپ کی حالت دیکہکر میری حالت متغیر ہو گئی بے اختیار انکے پاس جا کر پوچہا کہ تم اسطرح کیون بلبلا رہے ہو کہ سننے والو کی
چہاتیان پہٹی جاتی ہین یہہ آہ بہر کر رو دی کہ اس کوئین مین ہمارا یوسف گم ہو گیا ہی اسکے ہمارے جی ڈوبے جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو
خدا کیواسطے اسمین جا کر اوسکی لاش نکال لائے جب مینے یہہ کلمہ سنا بے اختیار اپنکو اس کنوئین مین گرا دیا یہان تک آ پہونچا اب مین
نہین جانتا کہ اونکا بیٹا تو ہی یا کوئی اور ایک آدمی کو دیکہتا ہون یہہ سنکر اوس جوان نے کہا کہ اے بہائی وہ شخص اپنی بی بی
سمیت تہا اوسکا بیٹا ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ مین اس کوئین پر آ نکلا کہ یہہ پر شک لیتا مجہے نظر آ گئی قوت اوسکے جلوہ نے
بے دامون بک گیا اور اوسکی چاہ مین پاؤن لٹکا بیٹہا وہان بیٹہہ رہا یہہ پری روش بہی ہر روز اپنی جہلک دکہا جاتی تہی
لیکن مجہی اس دیکہا بہالی سی تسلی نہوتی تہی آخر اوسکے سلسلہ محبت کی کشش نے کہینچکر مجہکو اس چاہ عمیق مین گرا دیا
پہر باد صبا کیطرح اس گل خوبی کی جستجو مین گرتا پڑتا آ پہنچا یار اسنے مجہ بے خستہ حالی کو دیکہکر نہایت مہربانی فرمائی اور
مجہ تشنہ آب وصال کو اپنے جام وصل سی سیراب کیا حاتم نے کہا حیف ہے تو یہان رنگ رلیان اڑا رہا ہی اور وہان
تیرے ماں باپ کا حال تباہ ہو رہا ہی انصاف سی دور ہے اب مجہہ اس بغیر جینا محال ہے اگر یہہ رخصت دے تو جاؤن حاتم نے کہا اتنا
صبر کر مین تیرا احوال ابہی عرض کرتا ہون یہہ کہکر پری کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سرتاپا ناز دردمندونکے دمساز مہربانی
سے دور ہے کہ اوسکے ماں باپ آتش غم سے جلتے ہین اور سوز مفارقت سی شمع کیطرح گہلتے ہین بہتر ہے کہ اس جگہ انکو دو تین دن کی رخصت دو
یہہ جا کر انکی چہاتی سی لگے اور دل ٹہنڈا کرے وہ یہہ سنکر بولی کسنے منع کیا ہے چلا جائے یہہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہی یہہ سنکر حاتم
اوٹہہ کہڑا ہوا پری نے ہر دو انگلی دی وہ بولا یہہ اجازت نہین ہے بلکہ کمنا یہ ہے کہ رضامندی یہی کہ مجہسے
اسطرح قول کرے کہ تو خاطر جمع رکہہ اور اپنے گہر جا مین تیرے پاس ہفتہ مین دو تین بار رات کیوقت
آ جاؤنگی اور تجہے اپنے دل سے نہ بہلاؤنگی یہہ سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا اور کہا خدا کیواسطے اسپر
مہربانی ہو اور یہہ جو کہتا ہے مان [illegible] پری چڑہا کر بولی کہ ہماری قوم کو یہہ چال نہین پہلے جو چلے مجہے نہین
بہاتے اتنی گرمی نہ کیجیے حاتم نے کہا اگر معشوق اس گرفتار کے حال پر رحم کہائے تو تہین کچہہ

عرض کرون کیونکہ مینے فلانے فلانے پریزادکی پریون سے سنا ہی اور ملاقات کی ہے اور اونکی لطف و احسان
عاشقون کے حال پر ایسے دیکھی ہین تم کہتے ہو کہ ہماری قوم اوسطرح سلوک کوئی نہین کرتا مین کیونکر
مانون بلکہ آدم زاد بیوفا و جفا کار ہین پریزاد ہی عام دوستی مین وفادار اور فرمانبردار ہین یہ سنکر منہ پہیر لیا
کہا یہہ جہوٹ بالیا ہے تجہے دل سے نہین چاہتا یہہ تیری بناوٹ ہی جوان بولا جو کچہہ تم فرماؤ سو سچ ہی اسی فکر کی
کے صدقے جاؤں کہ مینے گہر بار تمہاری خاطر چہوڑا جان سے ہاتہہ دہوکر اونکو اس کوٹہی مین گرایا صدمہ اوٹہاکے
یہانتک پہنچا ہون اسپر بہی مین چاہنے والا نہ ٹہیرا بیت سنیے تم نہ واقف ہیر حال سے مین صدقہ رہا جان و دل
یہہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سی مین کیا ہون ابتک پاہی مین جب جانو کہ مجہی چاہتا ہی جو کہون وہی بجا لاے
وہ بیچارہ اوٹہہ کہڑا ہوا کہ دیر کیون کرتی ہو جو منظور ہے جلد فرماؤ اوسنے اپنے لوگون سے فرمایا کہ ایک کڑاہ مین
گہی بہر کر چولہی پر چڑہاؤ جب وہ کڑکڑانے لگے مجہے خبر کرو اونہون نے وہی کیا جسوقت گہی کہولنے لگا اوسوقت
جوان کا ہاتہہ پکڑ کر کہا کیون جی تم ہمین چاہتے ہو تو ہمین کو دیکہو جوان بے تامل خوشی خوشی اوس کڑاہ پر
جانا چاہتا تہا کہ اپنکو اوسمین گرادے پری دیوانوں کیطرح دوڑ پڑی ہنستا ہنستا اوسکے گلے لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق
ہے غرض اوسیطرح عیش و عشرت اور مہمانداری مین ایک مہینا گذر گیا اور وہان کنوئین پر جو لوگ بیٹہے تہے دن گن
رہے تہے اور کہتے تہے کہ آخری وہ جوان نکلا تو اپنے اپنے گہر جاوین گے الغرض اکتیسوین دن حاتم نے اوٹہکر
اوس پری سے کہا مجہے کام ضروری ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے کہا ہے وہ وفا کرو پری بولی اوٹہی بہت بہتر
حاتم نے کہا لیکن تم وعدہ مضبوط کرو اور حضرت سلیمان کو درمیان دو تب مجہے باور ہو پری نے قسم کہا کر کہا
اس قول سے ہرگز نہ پہرونگی تم خاطر جمع رکہو پہر اپنی پریون سے کہا ان دونون جوانونکو کنوئین پر پہنچا دو
اونہون نے ایک ہی ساعت مین دونون کو کنوئین پر بٹہادیا سب لوگ دیکہکر حیرت مین آگئے ماں باپ لپکے حاتم
کے قدمون پر گر پڑے خوشی خوشی اپنے شہر مین داخل ہوے نہایت تکلف سے حاتم کو مہمان رکہا اور پری بہی وعدہ
پر آنے لگی بلکہ یہی معمول رکہا حاتم نے اوسکی راستی اور دوستی دیکہکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس جن کی پری کہ صورت
بہی اچہی ہے ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی اوسکی شہر پناہ کے باہر ایک پیر مرد کہڑا ہوا تہا حاتم نے اوسے
کہا السلام علیکم اے جوان مرحبا اوسنے کہا وعلیکم السلام اے مرد باصفا اوسکے بعد اوسنے پوچہا کہ اے مسافر آج کی
میرے گہر رہو اور میرے نمک مین شریک ہو تو بڑی مہربانی ہے حاتم بولا اسکی کا کیا پوچہنا اوسدم وہ مرد پیر
اوسکو اپنے گہر لے آیا باتین سنا سنا کر کہانا ضیافت کہلایا کہانے کے بعد پیر مرد نے پوچہا اے جوان تیرا کیا نام ہے
اوس نے کہا حاتم نام ہے اور یمن کا رہنے والا ہون حمام بادگرد کی خبر کو جاتا ہون اوسنے سر نیچا کر
لیا اور پہر سر اوٹہا کر کہا اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تہا جسنے تجہے ایسی جگہہ بہیجا ہے

اول تو یہہ ہے کہ اوسکا نشان معلوم نہین دوسرے جو کوئی وہان گیا سو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دہوئے غسل میت جیتے جی بجالاوے کیونکہ اوسکا رستہ اول منزل سے کٹھن اور رستہ مین چار سو قیطان شہر قیطان کا بادشاہ ہے اوسکی سرحد مین جو کوئی ہے جو کوئی اوس جگہہ کی خواہش کرے پہلے ہیرے پاس لیجاتے اور معلوم نہین اوسکے روبرو قیلا بیکی کیا وجہ ہے مار ڈالتا ہے یا اوسکو چھوڑ دیتا ہے پہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سے واسطے اگر بھی یہہ منیر شامی عاشق ہوا ہے اپنا خانمان برباد کرکے اوس شہر کے کاروان سرا مین بیٹھہ رہا ہے اوسکو واسطے یہہ رنج اپنے اوپر گوارا کئے کئی جس سے اوسکا کام مین عنداللہ پھرتا ہون اوس شیخ دو گھر بھی چھہ سوال خدا کے فضل و کرم سے پورا کر چکا ہون اب یہ تو ان سوال حمام بادگرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون کیا قسمت مین ہے دکھاتی ہے پھر ہد ہد بولا آفرین تجھپر اور رحمت تیرے ماں باپ پر کہ جو بیگانے کیواسطے عیش و عشرت چھوڑ کر محنت اختیار کی مصیبت سہی لیکن صلاح یہہ ہے کہ آپ اس خیال محال کو دل سے دور کریں اور نہین پھر جاؤ اوس سے کہہ کہ وہ طلسمات ہے کوئی نہین جانتا اور اوسکا پتہ نہین ملتا یہہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جھوٹ کسطرح اوس سے بولون بات کیونکر بناؤن یہہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت مدید سے انتظار کے سبب جان بلب ہے فقط امید وصال پر دم اوسکا پھرتا ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھ سے پی اپنی حیات کو تازہ کرکے حقیقت کیہ یہین کام ہے اوسکے پہلو تہی کر دون اور چشم کو کیا جواب دونگا کیونکہ جو کوئی عنداللہ کمر ہمت باندہتا ہے جھوٹ نہین بولتا اور جسنے کہ خدا کی راہ مین اپنا گھربار چھوڑا ہے وہ بے حصول مطلب نہین پھرا ہے اس جانور نے کہا اے جوان اپنی جوانی پر رحم کر نہ مار اوس طرف نہ جا اگر میرا کہنا نہ مانیگا پشیمان ہوگا جیسے مینڈک نے ایکدن پشیمانی کھینچی حاتم نے کہا اوسکی حقیقت کیونکر ہے پھر ہد ہد نے کہا کہ اطراف شام مین ایک دریا تھا اوسمین بہت سے مینڈک رہتے تھے اونمین سے کسی مینڈک نے اپنی قوم سے کہا جی یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر کرین کسی اور دریا مین جا رہین کیونکہ مسافرت مین بہت سے فائدہ ہین اکثر غنی ہو جاتے ہین اور مفلس المدہر گھر وطن مین کسیکو دولت حاصل نہین ہوتی ہے ہاتھ پانو ہلائے نعمت ہاتھ نہین آتی یہہ سنکر اوسکی قوم نے کہا اے نادان یہہ خیال باطل تیرے دل مین آیا ہے اس سے ہرگز راحت نہ پائیگا مفت مین رنج اوٹھائیگا آخر اپنے کئے کو پچھتائیگا اوسنے نہ مانا اپنے بھائی بندونکو فرزند سمیت وہان سے نکلکر اور ایک دریا کیطرف چلا ہر چند کہ آبی جانورونکو خشکی مین چلنا دشوار ہے اسپر بھی اوچھلتا کودتا خوشی خوشی چلا جاتا تھا قضاکار راہ مین ایک چشمہ ملگیا اوسمین ایک سانپ تھا اوسنے وہان سب مینڈکونکو دیکھا لیکن چند روز سے غذا نپائی تھی بہوک سے جہنجھلا رہا تھا دیکھتے ہی بے اختیار لپکا ایک ایک کو چن چن کر کھا گیا کسیطرح سے وہ آپ بھاگ کر دریا قید مین آ پڑا لیکن وہ بیچارہ بال بچونکو غم مین مارا پھرتا اور اپنے کئے کو سنتا تھا ہر چند وہ لعنت ملامت کرتے تھے جواب بنا تو درکنار دم نہ مارتا تھا غرض جو کوئی بزرگونکا کہنا نہین مانتا اوسکا یہی حال ہوتا ہے اے جوان یہین سے پھر جا کر مین حمام بادگرد مین نہین ہوگا تیرا استغفر اللہ ہوا ہے

اپنا علاج کر یہہ سنکر حاتم نے جواب دیا اے جوان بزرگ جو تو کہتا ہی بہتر ہے لیکن جو بات خدا کیواسطے ہو اوس سے
منہ پھیرنا خوب نہیں کیونکہ دیانت اور تقوی سی نہایت دور ہے لیکن کرم سے امیدوار ہون کہ اوس جوان کی مراد میرے
ہاتھہ سے بر آوے خدا کیواسطے اگر تو شہر قطان کی راہ جانتا ہی تو مجھے بتا دے اوس مرد پیر نے کہا کہ اے مسافر داہنی
طرف کا رستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت قصبے ملینگے انکے بعد ایک پہاڑ نظر آئیگا اوسکے نیچے ہزارون بلائین آفتین ہین
اگر اوس سے بچ کر نکلیگا تو ایک صحرای عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی تہوڑی دور جاکر دوراہا ملیگا بائین
طرف کو جائیو کہ وہ راہ پاکیزہ پر فضا ہی بخوبی شہر قطان مین پہنچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہے مگر
اوسمین خطرہ اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا کہ بے زندگی کوئی جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی نہین مر سکتا
پہر قریب کا رستہ چہوڑکر راہ بعید کیون اختیار کرون پہر مرد نے کہا تو نے نہین سنا ہے راہ راست برو اگرچہ
دور است و زن بیوہ مکن اگرچہ حور است بیت گو کہ مرتا نہین کوئی بے موت لیک تو منہ مین اژدہے کے نجا
دیکہہ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا حاتم رخصت ہوکر روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اوس
نقارون کی آواز بکثرت سنی جیمین کہنے لگا آج اس شہر مین کسیکی گہر شادی ہی لوگ شہر کے جمع ہین سراچے کہڑے
ہین اور تنبوون ڈیرے استادہ ہین فرش سفید پاکیزہ صاف بچہا ہوا لوگ بیٹہے ہین ہر مجمع کو قریب نقارہ بج رہے
مجلس مین راگ ناچ ہو رہے ہین چہولہو پر دیگین کہڑک رہی ہین کہانے پک رہے ہین یہہ کیفیت دیکہکر پوچہنے لگا اے
یار کہہ تو اس شہر مین کیا شادی ہی وہ بولی کہ اس شہر کی رسم ہی ہر سوین دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بہی
اپنی اپنی لڑکیونکو جو بالغ ہین دلہن بناکر اور عطر اور ارگجے مین لبا کر خیمونمین بٹہا دیتے ہین پہر جنگل کیطرف سے ایک بڑا
سانپ آتا ہی اور ایک جوان کی شکل بنکر ہر ایک خیمے کے اندر جاکر اون سبہونکو دیکہکر جو پسند آتی ہی اوسکو لیجاتا ہی ہم وہ
جدائی کی تاب نہ لاکر مجبور شادی رچاتی ہین دیکہئے کسکی لڑکی پسند کرے ہر ایک کو ڈر کا ہی آج نقارے بجتے
دیکہتے ہین کل جدائی پیٹتے دیکہوگے ایکدن کی شادی اور سات دنکا غم ہمکو ہر سال ہے شام کیوقت مقرر آئیگا کسی نہ
کسیکے سر آفت لائیگا یہہ ماجرا حاتم نے اپنے جیمین کہا کہ یہہ کام جن کا ہی فی الحقیقت وہ سانپ نہین پہر اون سے مخاطب ہوکر
کہا اے عزیز وہ یہہ تدبیر ڈر ہی بلا آتی ہی اونہون نے کہا کیا کرین ہمین کچہہ بنا چارہ نہین جو خدا چاہی سو کرے یہ مثل مشہور ہے
سنگ آمد و سخت آمد لیکن ہم کسیکو نہین دیکہتے جو اللہ کیواسطے اس بلا کو دور کرے حاتم نے کہا آفت کو
اسی رات دفع کرتا ہون تم اپنے سردار پاس لیچلو وے سب ہاتہون ہاتہہ لیگئے بادشاہ نے کہا کیا بات ہے حاتم نے کہا
یہہ جو ہے اوس نے کہا اے جوانمرد اگر تیرے ہاتہہ سے مارا جائیگا تو ہم سپاہ و رعیت سمیت تیری اطاعت کرینگے
حاتم نے کہا مین جو کام کرتا ہون خدا کیواسطے کرتا ہون لیکن جو اگر مرتا ہون مولی کی راہ مین مرتا ہون اگر یہہ کام
کرونگا تو کسی پر احسان نہین جو کچہہ تمسے کہون سو قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسر و چشم

کہا جسوقت وہ آ گیا اور جب لڑکے کو پسند کر کے لیچلے اوسوقت اوسکے کہو کہ ہما تم لیجانے مین مختار ہو مگر اتنی بات
تم ہماری سنو کہ ہمارا شہر ایک سرو ازہار وہ مدت کے بعد آج آیا ہے اب ہم سب کے سب اسکے تابع ہین اوسکے ڈر کے
اس لڑکیکو تمہارے ساتھ نہین کر سکتے اگر تمہارے ساتھ کر دین تو ہمین خطا ہے کیونکہ تم غصہ ہوگی تو ایک بر ہمین
ہماری ملک کو خراب کر دیگے جو وہ غصہ ہوگا تو ایک پل مین خاک سیاہ کر دیگا القصہ بادشاہ نے تمام دن حاتم کو اپنی
بارگاہ مین بٹھا رکھا جب شام ہونے کو ہوا تب اسکے آمد آمد کا غل ہوا لوگون نے کہا لیجوان وہ موذی آیا اوسنے شاہ سے عرض کی کہ مین
بھی دیکھون پھر اوٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا کہ اژدہا آسمان سے سر نکالے ہو چلا آتا ہے اور اوسکی درازی کا ٹھکانا نہین دیو بھی اوسکا
سامنا نہین کر سکتا آدمی کا تو کیا مقدور ہے جو آنکھ اوٹھا کر دیکھے پتھر اور درخت اوسکی چھاتی کے نیچے آتا ہے وہ سرمہ ہو جاتا ہے حاتم
یہ حالت دیکھ پناہ پکڑی جب وہ نزدیک آیا اور اپنی دم ایسی سخت کر کے ہلائی کہ سب وہی سر جھکائی زمین پر گر پڑے پھر وہ چارون
طرف نگاہ کر زمین پر لوٹ کر ایک خوبصورت آدمی بنگیا تب ونہون نے اوٹھکر ادب سے سلام کیا اور بادشاہ اوسکے آگے جا کر اپنی خیمہ مین لے آیا اور ایک
تخت جواہر نگار پر بٹھایا وہ ایکدم ٹھیکر اوٹھا کہ اپنی لڑکیان ہمین دکھاؤ بادشاہ نے کہا بہت بہتر اوسنے بارگاہ سے نکلکر سب
سردارون اور غریبون کی لڑکیان دیکھین پھر کوئی پسند نہین کیا بادشاہ کی خیمہ مین آیا جہان شہزادی
بیٹھی تھی اوسکو منظور کر کے سوال کیا جو اسکی خواہش ہے یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ ایک بڑا بزرگ زادہ چند روز
سے نکل گیا تھا بالفعل آیا ہے اب اوسکی بے حکم کچھ نہین کر سکتے والا ایک آن مین ستیاناس کریگا صلاح یہہ ہے کہ آپ اوسکو بلوائین
وہ جو کچھ کہیگا سو ہم کرینگے اوسنے کہا کہ اب تک وہ کہان تھا آج کیونکر آیا اچھا بلواؤ یہہ تو وہان قنات کے پیچھے چھپ رہا
تھا بلاتے ہی اوسکے روبرو کھڑا ہوا اوسنے کہا اے جوان مین ایک مدت سے اس شہر مین آتا ہون پر تو کبھی مجھکو نظر نہین آیا
اب کہان سے آگیا سچ بتا کون ہے اور کسواسطے ہمارے فرمانبردارونکو گمراہ کرتا ہے شاید اس ملک کو خراب کرے گا
حاتم نے کہا جبتک مین شہر مین نتھا اونہون نے تیرا کہا کیا اب اس ملک کا مالک مین آگیا ہون جو کوئی
ہمارے باپ دادا کی رسمین بجالاتا ہے اوسکو بیٹی دیتا ہون جن نے پوچھا وہ کیا رسم ہے بیان کر حاتم
نے کہا میرے پاس مہرہ ہے اوسکو گھسکر پلاتا ہون وہ بولا یہہ رسم ہے تو تھوڑے آہین پی لونگا حاتم نے
اپنی جیب سے نکالکر تھوڑے سے پانی مین گھسکر پلایا جن سمجھا تھا کہ اسکا پینا میرے حق مین قاتل ہوگا
ایک قلم علم جنی فراموش کیا اوسپر ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم ہو تو اوسکو بھی بجالانیکو مستعد
ہون حاتم بولا دوسری رسم یہہ ہے کہ ایک گول مین تم اوترو ہم اوسکا منہ بند کرین پھر او
باہر نکل آؤ تب خوشی سے تمہارے ساتھ لڑکی کو کردین اور جو اوسمین سے نکلا او تو ہزار لعل اور
دو ہزار الماس اور ایک موتی مرغابی کے انڈے کے برابر جو پیدا ہوئی ہے مانگا [illegible] بیچارے گنہگار جی [illegible]
کہنے لگا جلد لاؤ وہ گول کہان ہے حاتم نے ایک بڑا سا سنگی اگر اوسکے آگے رکھا اور کہا

بسم اللہ وہ فوراً اوسمین اوتر پڑا حاتم نے اوسکی منہ پر ڈکہنا ڈہانک مضبوط باندھکر اسم اعظم پڑہنا شروع کیا
اور اوس سحر کہا کہ آپ باہر نکال و اوس اسم اعظم کی برکت سے اوسکا ڈکہنا پہاڑ سے سوا بہاری ہو گیا لکنا ہی
اوسنے زور کیا پر نکل نسکا تب حاتم نے لوگون سے کہا کہ اب اسکے پاس آئیے اور لکڑیان رکھکر آگ بہرکا دو انہون
نے ویسا ہی اوسکے کہنے پر عمل کیا جن اوس مین جلا پکارنے لگا پر کسی نے اوسکی فریاد نہ سنی آخر جلکر خاک ہو گیا پہر
حاتم نے سب لوگون سے کہا اب تہوڑی سی زمین کہدوا کر اوسکو گڑوا دو اور اپنے گہرون مین جاکر چین کرو
خدا نے اس بلا کو تمہارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوتا اور وہ سودائی کیا سلوک کرتا
بادشاہ نے یہہ حال دیکہکر حاتم کی تعریف بہت سی کی باشندے شہر کے سب پاؤن پر گر پڑے پہر بادشاہ
نے بہت سی اشرفیان اور روپیہ کی کشتیان ملبوس جواہر کی منگوا کر اوسکے سامنے رکہیں حاتم نے کہا مجھے درکار
نہین جو آپ نے کچہہ دیا ہے اگر منظور ہے تو فقیرون کے حوالہ کرو جو خدا کی خوشی ہو اور تمہین اجر دے کیونکہ یہہ فقیر
خدا کی راہ مین سہروتیا ہے وہ مزدوری نہین لیتا شہریار نے اوسی گہڑی فقیرون محتاجون کو بلوایا اور اوس مال کو
تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکہا وہ چوتہے دن رخصت ہوکر آگے بڑہا چند روز کے بعد اوس پہاڑ کے نیچے جا پہنچا
جسکا ذکر اوس پیر مرد نے کیا تہا وہ اوسپر چڑہا جب اوس سے گذر گیا تب ایک جنگل دکہائی دیا اوسمین عجائب
دیکہے ہر قسم کے جسکو کہا نا مہوا کئی روز تک چلا گیا جب اوس سے نکلا ایک دو راہا نظر آیا گہبرا ہوکر اپنے جی مین سوچنے لگا کہ اوسکا
پیر مرد کہتا تہا اور اپنے طرف [illegible] مین بہت سی فتنین ہین تو اوس سے نجات ہو اس وقت اوسکے کہنے پر عمل کیا چاہیے اور
داہنی طرف کا رستہ لیجئے اس خیال سے بائین طرف کی راہ کو روانہ ہوا تہوڑی دور جاکر اپنے جی مین سمجہا کہ اس راہ سے جانا کچہہ
خالی نہین بہتر یہہ ہے کہ یا ایک ہو جائیگا اور جو لٹ مار ہو جاونگا تو بہی درحل ثواب ہوگا یہہ بات ٹہہرا کر اوس راستہ سے پہرا اور
داہنی طرف چلا ایک ببول کا ایک جنگل کانٹون سے بہرا دکہائی دیا توکل بخدا اوسمین پہنچا اور قدم اوٹہایا پہر ہزار خرابی
تہوڑی راہ طے کی آخر درختون کے کانٹون سے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو بدن لہو لہان ہوا اور زمین کے کانٹون سے تلوے چہد گئے پاؤن سوج گئے جب عاجز ہو کر
کہنے لگا کہ وہ بزرگ سچ کہتا تہا مجہہ کمبخت نے اوسکا کہنا نہ مانا اپنے آپکو مصیبت مین ڈالا اندیشہ یہہ ہے کہ اسکے
آگے بیابان کوئی اور جنگل پر خطر ہو تو وہان پناہ کی صورت کیونکر ہو گی غرض ہزار خرابی وہ چند روز مین اوس
جنگل سے گذرا کہنے لگا مجبور ہون کچہہ تدبیر نہین کر سکتا اتنے مین ایک بڈہا سفید ریش نورانی صورت
داہنی ہاتہہ کی طرف نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ اے جوان تو نے بزرگ کا کہنا نہ مانا آخر پشیمان ہوا حاتم بولا
مین نے برا کیا تب اوس بزرگ نے فرمایا کہ خرس کی ہڈی کا مہرہ نکال کر زمین پر ڈال اور آپ غائب
ہوگیا مہرہ زمین پر ڈالتے ہی سب زمین زرد ہو گئی پہر سیاہ آخر سبز ہو گئی چہپکلیان جو دوڑی
آتی تہین [illegible] تمام ہو گئین حاتم نے یہہ احوال دیکہکر

متعجب ہوکر کہا کہ الٰہی انمین کیا دشمنی ہوگئی جو ایک ایک کو مارکر مرگئی یقین ہے کہ اس مہرکا یہہ اثر ہے
خدا کا شکر کرنا چاہیے جسنے اسوقت مین ایسے ولی کو بہیجا اوسنے مجھکو یہہ بہید بتایا اور بلیات سی بچایا ورنہ مجھکو
نگلا ہوتی گرڈالتین پہر غور کرکے جو دیکہا تو ایک کو اونمین سے جیتا نہ پایا اور ارادہ کیا مہرکو اوٹہا لیجیے وہین
دہیان آیا شاید اسکے اوٹہانے سے وہ اوٹہین اور مجہی کہا جائین تو جان کی جان جائی اور محنت کی محنت برباد
ہوجا جلدی نکلیا جاہیے یہانتک صبر کیا کہ اونکا گوشت پوست گلگیا ہڈی پسلی آ رہی تب حاتم اپنا مہرہ
اوٹہا کر آگے چلا تہوڑے دنون کے بعد ایک جنگل اژدہات ملا وہا انکا ہر ایک ریزہ اوسکی پاؤن کو کفش کو
چہیدکے پشت پا سے گذر جاتا تہا زخم ہوجاتے تہے یہہ اپنے کپڑے پہاڑ کر جوتیون کے اندر رکہہ لیتا آخر کار اس
اوسکے پاؤن چھلنی ہوگئی تب اپنے دلمین کہنے لگا کہ اے حاتم تیرے برابر جہان مین کوئی بیوقوف ہوگا کیونکہ اوس
بزرگ نے منع کیا تہا کہ داہنا راستہ بہت برا ہے ادہر سے نجانا اور خدا نے گوش و چشم آدمی کو اسیواسطی دیے
ہین کہ بہلے برے کو سنے دیکہے سنبہل کر چلے سوچ کر قدم دہرے تو بہلا چنگا ہو کر اوسکو چہوڑ کر بائین طرف
کیون گیا تہا پہر یہہ کیا بدبختی ہے جو یہہ اوسکو چہوڑکر ادہی طرف گیا خیر اب پچتانے سے کیا فایدہ جو
تجہپر پڑے گوارا کر جسطرح سے چلا جائے چل خدا نباہنے والا ہے آخرکار بہزار محنت و مشقت اوس جنگل
کو طے کیا الحمد للہ کہکر ایک جگہہ پہنچا دیا وہان سی جوتیان اوتار کر جو دیکہین تو تمام پاؤن چھلنی ہوگئے اژدہات کے ریزہ
ہر ایک سوراخ مین نظر آتے ہین نکالنے لگا جب سب نکال چکا پاؤن پر کپڑا لپیٹ کر جوتیان پہنکر لنگڑاتا ہوا چل نکلا
اور اپنے جیمین خوش تہا کہ مینے سب بلاؤن سے نجات پائی مگر یہہ نہ جانتا تہا کہ ایک اور آفت عظیم در پیش ہے چند قدم
اوس جنگل مین چلا تہا جو وہانکے بچہو آدمی کی بو پاکر دوڑے چند اونمین سے بلی کے برابر تہے اور کتنے لومڑی کے
برابر آنکہین اونکی گیدڑ کی سی پاؤن مرغ کے سے گردنین بلی کی صورت حاتم کی تکا ۰ اوسپر ہی سہم کر کانپنے لگا
اور ایسا گہبرایا کہ حسرت جانکی ری ہاتہہ پاؤن پہول گئے ادہر ادہر تکنے لگا وہی پیر مرد پہر مددگار آ پہنچا ہاتہہ پکڑکر کہنے
لگا کہ خاطر جمع رکہہ ہراسان نہو استقلال کو ہاتہہ سے نہ دے حاتم بولا اے مرد خدا کیا کرون مجھکو طاقت نہین
حاتم کہڑا دیکہتا تہا کہ آپسمین لڑکر تین روز کے عرصہ مین وہ ہی تمام ہوگئی یہہ بہی وہان دیکہہ رہا تہا جو تیسرے روز
مہرکو اوٹہا کر شکر کا دوگانہ ادا کر کے روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عظیم الشان دکہائی دیا یہہ اوسمین
داخل ہوا لوگون نے جو اسے اجنبی دیکہا پاس آکر پوچہا ایجوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا اپنی طرف کی راہ سے وہ
حیران ہوکر کہنے لگی کہ جیتا کیونکر بچا چہپکلیون اور سنبل کے کانٹون کی مصیبت اژدہات کے جنگل اور بچہوون
کی آفت تجہپر پڑی حاتم بولا غریب بلاؤنمین مبتلا ہوا تہا لیکن مدد الٰہی سی اس راہ مین اژدہات کے ریزون اور سنبل کے کانٹون
کے سوا کوئی گزند باقی نہین سوداگر جو وہان اوترے ہوے تہے اس بات کو سنکر بستہ ہے کہ اب اسی راہ سے آیا جایا کرینگے

شہر بھی آباد ہو جاوے گا آخر وہ وہان سے روانہ ہو کر چلے گئے یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی کہ کاروان ایک مسافر
کہنے سے معلوم ہوا کہ جس راہ سے اژدہا ات اور ببول کا جنگل ملتا ہے اوس رستے ملیگی حکم کیا اب سے سرکاری اونکے
پیچھے جاویں اونکا حال دریافت کرین اور حاتم کو بلا کر پاس رکھا اور کہا اے مسافر راہ کے حادثہ مسافرت کے صدمے
بہت اوٹھائے چند روز یہان دم لو پھر جہان جاہو تم جہان جاتے ہو مطلب یہہ تھا اگر سچا ہے تو بہا ورنہ سولی دونگا اس
ارادہ پر چند روز اوسکو رکھا اور نگہبان معین کئے کہ کہین جانے نہین اور وہ لوگ جو سرکشی کی خبر لینے گئے تھے اوس قافلہ کے
پیچھے لگ گئے جا بجا اوسکو اور سرکشوں کا نشان پایا آفت کہین نہ دیکھی جب جنگلیون کے جنگل سے صحیح و سلامت گذر آوے پھر چند روز کے
بعد اپنے شہر میں آ پہونچے بادشاہ سے عرض کی کہ جو کچھ اس مسافر نے کہا سچ ہے وہی کوئی آفت اس راہ میں نہین ہے تب شہریار
نے ہر ایک طرف اشتہار بھجوایا کہ فلانی راہ آفتون سے پاک ہو چکی جسکا جی چاہے بے دغدغہ آوے جاوے اور حاتم سے بہت معذرت
اور منت کے اور کہا اے جوان مجھ سے خطا ہوئی معاف کر پھر بہت سا زر و جواہر اسکے آگے رکھا حاتم بولا کہ آپکا قصور ظاہر مجھے
معلوم نہین ہوتا کیونکہ جس روز سے تمہارے شہر میں آیا ہون بآرام تمام رہا ہون یہہ کیا سبب ہے جو تم معذرت کرتے ہو فرمایا
تم نہین جانتے کہ مین ظاہر سلوک کرتا تھا فی الحقیقت تمہارے لیے معین کئے تھے کہ جب تک جنگل کے راہ کی خبر نہ آوے تم جانے
نہ پاؤ گے اگر جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمکو سولی دیتے حاتم نے عرض کی کہ یہہ عین انصاف ہے تم عبث عذر کرتے ہو مین جھوٹ نہ
کہتا تھا بھلے آدمیونکا دستور نہین ہے تمہاری اس بات سے آزردہ نہین ہوتا کیونکہ بادشاہونکو یون ہی چاہیے خدا تمکو اپنی پناہ
مین رکھے تمہارا ملک ہمیشہ تمہارے قبضہ مین رہے اور جو مجھ پر عنایت ہوئی ہے میرے کس کام کی ہے مجھکو بار برداری نہین کہا بادشاہ نے
فرمایا خاطر جمع رکھو مین بار برداری اور محافظ تمہارے وطن تک پہنچانیکے لیے ہمراہ کر دونگا حاتم نے کہا مجھے ایک کار ضرور
در پیش ہے جب تک اوسے نکر لونگا وطن کیطرف منہ نکرونگا شہریار نے پوچھا وہ کونسا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی شریک ہوں حاتم
بولا یہہ حضرت کا الطاف ہے لیکن مین خالق کے سوا کسی سے مدد نہین چاہتا مگر ایک رہبر ساتھ کر دیجیے جو شہر قطان
کا راستہ بتادے تو یہہ بھی احسان سے خالی نہین بادشاہ نے فرمایا تمکو اوس شہر مین کیا کام ہے کہا مین نے سنا ہے
کہ حمام بادگرد اوسی سرزمین مین ہے اسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون شاہ نے ارشاد کیا اے جوان اس خیال
کو دل سے اوٹھا کہ جو کوئی اوسطرف گیا جیتا نہین پھرا آپکو کیون ہلاکت مین ڈالتا ہے وہ بولا جو ہونی ہو
سو ہو مجھے جانا اور وہان کی خبر لانا ضرور ہے غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر اوسنے نمانا ناچار دو آدمی
ساتھ کر دیے کہ شہر قطان کی راہ پر اسکو پہنچا دو حاتم رخصت ہو کر شہر سے نکلا چند روز کے بعد ایک مقام
پر پہونچکر رہبرون نے عرض کی کہ ہماری سرحد تمام ہو چکی یہہ سرحد شہر قطان کی ہے ہمین رخصت کرو حاتم نے
وداع کر کے آگے کا رستہ لیا جب قریب پہونچا اوس نواح کے لوگ اسکو کہنے لگے کہ اے جوان کس سے آیا ہے اوسنے کہا
فلان اطراف سے اگرچہ راہ مین بہت سی آفتین ہین لیکن خدا کریم نے اس راہ کو اپنے کرم سے پاک کر کے صحیح و سلامت یہان تک

پہنچایا یہہ بات سنکر بہت خوش ہوئے حاتم شہر قطان میں داخل ہوا اور کاروانسرای میں اترا ایکدن
دو موتی بیش قیمت اور دو لعل گرانبہا کہ اونکا ثانی سرکار عالی میں نہتھا ایک سینی میں رکھکر بادشاہ کے
دربدولت پر گیا چوبدار دوڑے اپنے شاہنشہ کو کہا کہ ایک سوداگر کسی شہر سے آیا ہے اسنی حضور میں جاکر عرض کی سنکر
ارشاد ہوا کہ اسکا حال تحقیق کرکے آ چوبدار دوڑے حاتم سے عرض کی کہ کہاں سے آئے ہو کیا نام ہے اوسنے کہا میں
سوداگر ہون شاہ آباد سے آیا ہون ملازمت کا امیدوار ہون یہہ مضمون دارونہ کی وساطت سے حضور پر نور میں پہنچا کہ
ایک جوان طرحدار خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا قدمبوسی کی آرزو رکھتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلالو وہ جاکر
حاتم کو حضور میں لے آیا وہ جونہی نگاہ پڑتا گذرا کہ آداب سے مجرا بجالایا اور تعریف کرکے آگے بڑھا اور جواہر نذر گذرانا بادشاہ
اوسکے دیکھکر کمال خوش ہوا احوال دریافت کیا اوسنے عرض کی کہ میں ایک مدت سے سوداگری کرتا تھا اب اس دنیا کو
ہیچ سمجھکر تجارت چھوڑ دی سلاطینوں کی ملاقات ترک کی سیاحی اختیار کی اس شہر میں حضرت کے اوصاف حمیدہ سنکے
کہ بلا اختیار دوڑا آیا بادشاہ نے اس گفتگو کو سنکر نہایت نوازش فرمائی اور کہا کہ اے جوان چند روز اس ملک میں رہ
اور اپنی صحبت سے مسرور کر ہماری یہی نذر ہے حاتم نے یہہ سنکر التماس کی کہ اگرچہ ہم لوگوں کو دو چار روز بھی
ایک جگہہ رہنا دشوار ہے پر تجھ جیسے بادشاہ صاحب انصاف دوست کی خدمتمیں حاضر رہنا سب طرح بہتر ہے
میں نے دل و جان سے منظور کیا بادشاہ نے پوچھا تم کہاں اترے ہو اوسنے عرض کی کہ کاروانسرا میں یہہ سنکر
دیوان خاص کے نام حکم بھیجا کہ ایک مکان مختصر پاکیزہ آراستہ کرو اور بکاول سے کہدو کہ دونوں وقت سات سات
خوان خاصہ کے بے تکلف بھیجا کرے اور کتنے خدمتگار بھی کاروبار کے لئے معین کرو یہہ کہکر حاتم کیطرف متوجہ ہوا کہ اے جوان
ہماری خوشی اسی میں ہے وہانسے آجا اور یہیں رہنا اختیار کر ہماری مجلس کی رونق بڑھا اور اپنا کلام
شیرین سنا غرض کہ وہیں رہا بادشاہ سے صحبت رہی چھ مہینہ گذر گئے آخر حارث اسپر ایسا مبتلا ہوا کہ ایکدن
نہ دیکھتا تو اوسے چین نہ پڑتا ناچار بلوا لیتا اور اکثر بیٹھے بیٹھے اوسکی تعریف کرتا کہ اگر یہہ شخص میرے ملک میں
اپنی بود و باش اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے وہ یہہ سنکر کہنے لگا حضرت بجا فرماتے ہیں یہہ مرد ایسا ہی خوش
کلام ہے اسکا رہنا مناسب ہے ایکدن جو حاتم نے حارث شاہ کو خیر و خوش دیکھا کئی لعل و زمرد و الماس بیش قیمت
پیشکش گذرانے فرمایا اے جوان بار بار کیون شرمندہ کرتا ہے تو خود بھی حاضر ہے کچھہ فرمایش نہیں
کرتا حاتم نے کہا شاہ کی عمر دراز ہو اور سلطنت ہمیشہ قائم رہے میری آرزوئیں سب بر آئیں
مگر ایک باقی ہے سو وہ تادم مرگ بجا لانگی شاہ نے پوچھا وہ ایسی کیا ہے اگر رغبت کرے تو اپنی بیٹی
حوالہ کرون ملک تو کیا چیز ہے حاتم نے کہا آپ کی بیٹی کو میں اپنی بہن جانتا ہوں یہہ وہم یہاں
میرے دل میں نہیں ممکن اور تمنا ہے پر اس سوچ میں التماس نہیں کرتا شاید قبول نہووین کہ

لوگون مین مشہور ہون بادشاہ نے ارشاد کیا اے عزیز مین تیرے لطف کا ممنون احسان ہون
اگر تخت خلافت بھی چاہے تو اپنی بخشون سلطنت کے سوا جو چاہے سو تیرا ہے حاتم نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی یہ آپ
کیا فرماتے ہین [illegible] تخت خلافت آپکو مبارک رہے میری غرض و رہی ہے کہ جب تو ہی
[illegible] آپ قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے عہد کیا تب حاتم نے التماس
[illegible] تو اوسکی سیر کرون بادشاہ یہہ سنتے ہی سر بزانو ہوا حاتم نے کہا پیر و مرشد آپ کس قدر
کیون متفکر ہوئے [illegible] جو آپکی مرضی ہو بجا لاؤن شہریار نے سر اوٹھا کر فرمایا اے عزیز
کیونکہ متفکر ہوتا [illegible] تو مین نے قسم کھائی ہے کہ کسیکو حمام بادگرد کی طرف نجانے دونگا تجھکو وہان
جانیکی پروانگی دون تو عہد شکنی ہوتی ہے [illegible] یہہ کہ تجھ جیسا جوان خوبصورت نیک سیرت اپنی جان سے ہاتھ دہوے
[illegible] یہہ کہ جیسا [illegible] ایسا آجتک میرے پاس نہین آیا جو تجھے [illegible] اگر تجھکو رخصت دون تو درد جدائی
کیونکر سہون [illegible] یہہ کہ اگر اجازت نہ دون تو قول سے جہوٹا ہون حاتم نے کہا انشاء اللہ جلد پہر آپکی خدمت مین
حاضر ہونگا کسیطرح اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لائیے سو اب مجھے اجازت دیجیے کیونکہ مین اس مرتبہ تا مقدور دست بردار
ہونگا اسواسطے کہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ سات سوال کہتی ہے شاہزادہ
عہدہ برآ ہوسکا نہ اوسپر رحم کہا اگر اپنے ذمہ لی بلکہ عہد کیا کہ مین اونکو پورا کرونگا چنانچہ چہ سوالونکا جواب ہو چکا
ہنوز ایک ساتوان سوال باقی ہے جناب الہی سے توقع رکھتا ہون کہ وہان جا پہنچون اور حمام بادگرد کی خبر
حسن بانو سے جا کہون اور اوسکا بیاہ شاہزادہ سے کرا دون کہ مدت کے بعد عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہنچین
اسبات کو سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان آفرین تیری ہمت پر اور تیرے ماں باپ پر کہ تو غیرونکے واسطے آپکو رنج و مصیبت مین
ڈالتا ہے لیکن اپنا مرنا گوارا کیا اسلیے کہ ادہر گیا اور پہر نہین آیا سبب ہے شاہزادہ سوداگر بچے وہان جا کر سلامت نہ پہرے
اغلب ہے کہ انکو بہی اوسنے بہیجا ہو مگر یہہ تو کہہ کس شہر کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے اسنے کہا میرا وطن یمن اور نام حاتم
ہے یہہ سنتے ہی حارث بیتاب ہو گیا اور اپنے برابر اوسکو بٹھا کر کہنے لگا کہ نشان بادشاہت تیری پیشانی سے ظاہر و
نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور زیادہ [illegible] دیتا تہا کہ تیرا نام ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تیرا ثانی کہلائیگا
پہر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو نامہ لکہکر حوالہ کرو اوسکے بعد حاتم کو
گلے لگایا اور آہ سرد دل پر درد سے کہینچکر کہنے لگا اللہ حافظ جسوقت حاتم آنکہون سے
اوجہل ہوا بادشاہ تخت سے اوٹھکر غمزدون کیطرح محل مین گیا اور حاتم شہر سے نکل جنگل
کیطرف چلا ہمراہیون سے قال مقال کرتا چلا جاتا تہا چند روز کے بعد حمام نظر آنے لگا
حاتم نے اون سے پوچہا کہ کونسا پہاڑ دکہائی دیتا ہے اونہون نے عرض کی یہی حمام کا دروازہ ہے

دیکھنے مین نزدیک معلوم ہوتا ہے مگر بات روز مین پہنچیگا یہہ کہکے آگے بڑہا ساتوین دن دروازہ
کے متصل جا پہنچے حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین داخل ہوا اوسکے ہمراہیون
کے اکثر خویش و اقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا اونہون نے کہا کہ اسی جوان
یمنی کے ساتھہ بادشاہ نے بھیجا ہے اور ایک نامہ بھی دربانون کے واسطے لکھا ہے القصہ حاتم
سامان ارک کے خیمہ مین آیا صاحب سلامت کی شقہ کو حوالہ کیا وہ اوٹھکر کھڑا ہوا اور نامہ سر پر رکھہ
لیا بادشاہ کی مہر کو دیکھکر بوسہ دیا کھولکر دیکھا تو اسمین یون لکھا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھہ ہمنے فقط
ایک تھا اسلیئے بھیجا ہے کہ اگر اسکو سمجھا کر بطور سے اولٹا پہیر دے تو ہم خوش ہونگے اور جو یہہ نمانے تو لاچار
حمام مین بھیجدینا لیکن تا مقدور اسکے پہیرنے مین سعی کرنا وہ شقہ پڑھکر اوٹھکھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام
کرسی پر بٹھایا مہمانداری کی شرطین بخوبی بجا لایا قصہ کوتاہ چند روز تک حسب الحکم سمجھایا پتھر
کو جونک نہ لگی چنانچہ اوسی نصیحتون کے جواب مین یون کہا تم اس خیال سے ہاتھہ اوٹھاو جبکہ مین نے
بادشاہ کا کہنا نمانا تمہاری کب سنتا ہون مجھے تصدیعہ ندو بہتر ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک نے
جو دیکھا کہ میری نصیحت مطلق اثر نہین کرتی ناچار بادشاہ کو عرضی لکھی کہ یہہ جوان اپنی ہٹ نہین
چھوڑتا اور نصیحت کسیکی نہین مانتا اب جو حکم ہو بجا لاؤن بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑھکر
سر دہنا اور آنکھون مین آنسو بہر لایا آخر مجبوری لکھہ بھیجا اگر وہ راضی نہین ہوتا تو مزاحمت نکرو
جانے دو شاید اسکی عمر ہو چکی حمام کا بہانا ہے وہان تو سامان ارک جوان کا منتظر تھا اور حاتم کو اپنے
چلنے کی پڑ رہی تھی غرض اودہر سے تقاضا تھا ادہر امروز فردا اسی حیص بیص مین فرمان بادشاہی
آپہنچا کہ اسکو نہ روکو جانے دو اوسپر بھی سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا اے عزیز اب بھی کچھہ
نہین گیا اگر زندگی عزیز ہو تو باز آ نہین تو پشیمانی کھینچیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا وہ کیا معاملہ ہو جدا کیون اسواسطے
مجھے معذور رکھہ کہین جانے دے تب ناچار ہو کر کہنے لگا پہر حاتم کو دروازہ پر لیگیا وہان بھی کھڑا ہو کر بہت سا سمجھایا
پر سمجھہ مین کچھہ نہین آیا حاتم نے الغرض دروازہ تمام کھڑا دیکھا تھا جو آنکھ اوٹھا کے دیکھی تو چوکھٹ پر کچھہ لکھا ہوا ہے اوسپر لکھا تھا
کہ یہہ طلسمات کیومرث کیوقت مین بنا ہے اسکا نشان مدت تک رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات مین جائیگا جیتا نہ
نکلیگا وہین بہوکا پیاسا حیران رہیگا اگر اوسکی زندگی ہے تو ایک باغ مین رہیگا وہان جا کر حیات کے دن پورے
کریگا پہر باہر نہ نکل سکیگا جب اس نوشتہ کو دیکھا حاتم نے کہا کہ جو کچھہ حقیقت تھی سو دروازہ پر لکھی دیکھی اندر جانا
کیا ضرور ہی چاہتا تھا کہ وہان سے اولٹا پہرے وہین یہہ خیال آیا کہ حسن بانو اندر کا حال پوچھیگی تو کیا جواب دونگا شرمندہ
ہونگا اب جو ہو سو ہو اندر چل پہر لوگونکو رخصت کرکے آپ اندر گیا بارہ قدم پہنچے پہر کر جو دیکھا تو دروازہ کا پتا نہ

نہ وہ دروازہ نظر آیا مگر ایک جنگل لق و دق موجود تھا اور کچھہ نہ دکھائی دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ
قدم چلنے کی نوبت نہیں پہنچی کہ دروازہ نظر سے غائب ہو گیا بلکہ آثار بھی دکھائی نہیں دیتے کسطرح اسکو
ڈھونڈیئے باہر نکلنے غرض تمام دن اسی تلاش میں رہا دروازہ نملا تب دل میں کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا
کہ پانون رکھتے ہی اجل کے ہاتھہ میں پڑ گیا اب بجز جان دینے چھٹکارا نہیں غرض وہ اوٹھا اور نکلکر اضطراب سے
ادہر اودہر بھٹکتا رہا چند روز کے بعد ایک سمت کا رستہ لیا تھوڑی دور گیا ہوگا ایک آدمی کی نظر پڑی
اوسطرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہ اب ادہر کو آتا ہے جب نزدیک پہنچا تب اوس صورت نے سلام کیا
اور آئینہ بغل سے نکالکر حاتم کے ہاتھہ میں دیا حاتم نے لیکر اپنا ہاتھہ منہ دیکھا اور پوچھا کیا تو حمامی ہے جو آرسی لیکر آتا
ہے اوسنے کہا البتہ حاتم نے پوچھا کہ حمام کو چھوڑ کر کدہر جاتا ہے وہ بولا میں جاتا تھا کہ جس شخص کو آتا دیکھتا ہوں اوسے
لیجا کر حمام میں نہلاتا ہوں اور انعام کا امیدوار رہتا ہوں اگر آپ بھی چلکر حمام کیجئے تو آپکی بدولت کچھہ مل رہیگا حاتم
نے کہا بہتر میرے بدن پر سفر کی گرد سے میل جم رہا ہے چاہتا ہوں کہ اوسے چھڑاوں مگر تو اکیلا ہے اور حوض کی آدمی
تو بہت ہیں مگر آج غلام کی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم اور پیچھے پیچھے نائی چلے جاتے تھے تو تھوڑی دور چلے تھے
کہ ایک گنبد نظر آیا جب نزدیک آیا تب حمامی حمام کے اندر گیا اور حاتم کو بلایا وہ بھی اندر داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا آخر
حمامی اوسی حوض پر لیگیا اور کہنے لگے آپ اوسمیں اوترئیے تو میں بدن پر مٹی ڈالوں اور میل چھڑاوں حاتم نے کہا کپڑے
اوتارو مگر بے لنگی یہہ نہیں ہو سکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بہت عمدہ حوالے کی حاتم نے اوسکو باندہا
کپڑے رکھدیئے اور حوض میں اوتر پڑا اور پہر ایک حمامی نے ایک بڑا طاس گرم پانی سے بہر کر اسکے ہاتھہ میں دیا اوسنے
بدن پر ڈال لیا اوسنے پہر بہر کر دیا اوسنے اوسے بھی اپنے اوپر اولٹ لیا غرض تین مرتبہ جو ہین سر پر ڈالا ہے ایک
تڑاقا ہوا کہ حمام میں اندہیرا ہو گیا ایک ساعت کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ حمام ہے نہ حمامی نہ
حوض ایک تراشا ہوا گنبد ہے اوسکا تمام صحن پانی سے پر نظر آتا ہے ایک دم غضب کا اتحا کہ پانی ٹخنیوں تک آگیا
حاتم عاجز ہو گیا ادہر اودہر دیکھنے لگا اور وہ بڑھکے گھٹنوں سے بھی اونچا پہنچا تب گھبرایا کہ الٰہی پانی تو ہر دم چڑھتا
جاتا ہے نکلنے کی صورت نظر نہیں آتی یقین ہوا کہ اسمیں ڈوب مرونگا یکایک مضطرب ہو کر دروازہ کے چاروں طرف
سر ٹکرایا راستہ نپایا اتنے میں پانی ڈباؤ ہو گیا یہہ پیراک تھا پیرنے لگا اور جی میں کہنے لگا کہ حمام سے جو آدمی نہیں
نکل سکتے اسکا کیا سبب ہے کہ پیرتے پیرتے تہک کر ڈوب جاتے ہیں اب میں ہاتھہ پاؤن مارتے مارتے تہک جاؤنگا باہر
نکلنا تو معدوم ہے حارث شاہ اسی واسطے کے لئے منع کرتا تھا الغرض حاتم اسی سوچ میں تھا کہ پانی اسقدر بلند ہوا کہ سر اوسکا
گنبد میں جا لگا اور سینہ نہایت اندامہ ہوا ہاتھہ پاؤن شل ہو گئے قریب تھا کہ ایک دم ہی جان نکل جائے وہیں ایک زنجیر لٹکی
دکھائی دی حاتم نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی کہ بہلا ایک ساعت تو دم لوں کہ پہر ایسی ہی آواز آئی کہ گنبد کے باہر ہو گیا آنکہ

ایک جنگل مین کھڑا پایا ہر طرف دیکھنے لگا میدان کے سوا کچھ نظر نہ آیا جی مین خوش ہوا کہ بارے اس طوفان سے نجات
پائی اور طلسمات سے رہائی ملی آگے بڑہا غرض ایک عمارت عالیشان جھلکتی نظر آئی آبادی کی امید پر اوسی طرف
چلا جب نزدیک پہنچا ایک باغ خوش قطع پر فضا دیکھا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغ یہان کسنے بنایا ہے
البتہ اسکے قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہنچا دروازہ کھلا پایا چلا گیا آخر ناچار ہوکر ایک مکان کیطرف روانہ
ہوا وہان طرح طرح کے درخت میوہ دار دیکھے بھوکا تو تھا میوہ توڑ کر کھانے لگا جتنا کھاتا تھا پیٹ نہ بھرتا تھا غرض
بہت سے کھایا پر سیر نہوا لیکن جب تھک گیا پھر سیر کرتا تماشا دیکھتا ایک بارہ دری کے قریب جا پہونچا
اوسکے متصل بہت سے آدمی پتھر کے سنگ کے کھڑے تھے مگر ایک لنگ بندھے تھے سو بھی پتھر کا حاتم حیرت مین آگیا کہ یہہ کیا بہید ہے
اسکا عقدہ کیونکر کھلے اس فکر مین تھا کہ طوطی نے آواز دی کہ اے جوان کیون کھڑا ہے مگر جان سے ہاتھ دہو بیٹھا ہے
حاتم نے سر اوٹھایا تو ایک طوطی پنجرے مین اور یہہ عبارت ایوان پر لکھی پائی اے بندہ خدا اس حمام بادگرد کو جو
سے جان سلامت نہ لیجائیگا کہ یہہ طلسمات کیومرث شاہ بادشاہ کا ہے ایکدن کیومرث شاہ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا
اسجگہہ آنکلا تھا اتفاقاً اوسنے ایک الماس پڑا دیکھا اوٹھا لیا پھر جو اوسکو تلوایا تو تین مثقال کا تھا حیران
ہوکر حکیمون سے کہا اسکا ثانی مل سکیگا یا نہین اونہون نے عرض کی کہ آدم کے وقت سے لیکر ایسا دیکھا ہے نہ سنا
تب بادشاہ نے کہا کہ اسکو ایسی جگہہ رکھو تاکہ کسیکو ہاتھ نہ لگے یہہ بات ٹھہر کر حمام بادگرد کا طلسمات بنایا اسی
طوطی کو وہ الماس نگلا کر پنجرے مین رکھکر یہان لٹکا دیا اور کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان اسی طرح رکھدیا ہے
کہ جو کوئی اس طوطی سے طلسم مین وارد ہوا اور پھر باہر نکلنے کا قصد کرے تو یہہ تیر و کمان اوٹھا کے
اس طوطی کے سر مین ایک تیر مارے اگر لگا تو طلسم سے رہا ہوا اور پھر اسمین نجات پائیگا ورنہ پتھر کا ہو رہیگا
حاتم نے اوسکو پڑھکر چارون کیطرف دیکھا کہ جہان کہ تہان کھڑے ہین حاتم متحیر ہوا کہ اگر اس طلسم سے رہائی
نہوئی تو اسی سرگردانی مین رہیگا بہتر یہہ ہے کہ جیتے جی ہاتھ اوٹھا کر سب فکرون سے چھوٹ جاؤن
کہکے تیر و کمان اوٹھا کر ایک تیر اوس طوطی پر لگایا طوطی پھڑک کر چھت سے جا لگی تیر نے خطا کی حاتم گھٹنون تک پتھر
کا ہو گیا طوطی کہنے لگی اے جوان یہان سے چلا جا یہہ مکان تیرے قابل نہین ہے حاتم وہان سے کود کر مع تیر و کمان سو قدم پرے
جا پڑا اور اوسکے پاؤن ایسے بھاری ہو گئے کہ اوٹھا نہ سکتا تھا اپنی حالت پر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا یہہ کیا سر گذشت ہے
کس خرابی اور خستگی سے ایک مدت مین یہان پہونچا اب ایڑیان رگڑ کر مرنا کیا انصاف ہے اس سے بہتر یہہ ہے کہ ایک تیر
اور لگا انہین بتون مین شامل ہو جاؤن یہہ سوچکر دوسرا پھر مارا وہ بھی خطا کی اور حاتم ناف تک پتھر کا ہو گیا
اوسوقت طوطی نے یہہ بات کہی اے جوان پھر سے یہہ جگہہ تیرے لائق نہین ہے حاتم سے وہان سے ایک
جست کی اور دو سو قدم پرے اوچھل کر بتون قریب پہنچ گیا اور اپنی حالت دیکھکر ...

آدمی کہنے لگا مجھسے نامراد کوئی نہین جو تو اوٹھا میرا تمام کرتا ہے پھر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور
کہا حاتم اپنی مرگ آنکھون سے نہ دیکھا چاہیے بہتر ہے کہ آنکھون پر پٹی باندھ اور یہہ ایک تیر جو بسا ہوا ہے کہا ہو توکل بخدا
اسکو بھی لگا چک کیونکہ ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے دفعۃً طوطی کو تاک کر آنکھون پر پٹی باندھ کر اللہ اکبر کہکر وہ تیر
مارا وہین طوطی کی روح پرواز کر گئی پنجرے کے باہر نکل پڑی اتنے مین ایک آندھی آئی گھٹا اوٹھی بجلی کڑکنے لگی اندھیرا
ہوگیا سوجھنے سے رہگیا شور و غوغا ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہوکر گر پڑا یہہ وہم ہوا کہ مین بھی بت ہوگیا ایک ساعت
کے بعد آندھی رفع ہوگئی ابر جاتا رہا شور و غل موقوف ہوگیا سورج نکل آیا حاتم نے جو آنکھین کھولین تو ایک بتون کے ابتر
پڑے دیکھا جب ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے تو دیکھا کہ نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ وہ کرسی نہ وہ پنجرا نہ وہ طوطی مگر ایک
الماس زمین پر پڑا ہے ایسا چمک رہا حاتم نے دوڑکر اوٹھا لیا اور سجدہ شکر ادا کیا وہ سب کے سب آدمی حاتم کو دیکھکر
کہنے لگے ایجوان تو اس جگہہ کیونکر سلامت رہا وہ باغ کدھر گیا حمام کیا ہوا انہون نے تمام سرگذشت کہی وہ دوڑکر
اوسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آج سے تمہارے غلام ہوچکے یہہ طوق بندگی جیتے جی ہمارے ہاتھ سے نہ نکلیگا اسبا تکو
سنکر حاتم نے اونکی بہت سی تسلی خاطرداری کی اور اپنے ساتھ لیکر شہر قطان کا راستہ لیا مگر یہہ نہ جانتا تھا کہ مین
کدھر جاتا ہون اور شہر قطان کا راستہ کدھر ہے لیکن ہادی حقیقی اوسکو راہ پر لیجاتا تھا تھوڑی دور چلا تھا وہی
دروازہ نظر آیا جس راہ سے داخل ہوا تھا جو ہین اوس سے باہر نکلا سامان ارک کا لشکر دکھائی دیا اودہر متوجہ ہوا اور
اوس سے جا ملا اوسکو دیکھتے ہی نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین پر بٹھایا با آئین شائستہ ضیافت عطر
وپان کی رسم کے بعد حاتم نے تمام وہان کا حال بیان کیا و چار روز رہا پھر وہان سے بہت سے لوگ ساتھ لیکر
شہر قطان کیطرف روانہ ہوا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے الطاف
و نوازش فرمائی اپنے برابر تخت پر بٹھایا حال پوچھا اوسنے وہانکا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس بادشاہ کے روبرو رکھدیا
کہ حضور کی نذر ہے لیکن تمنا چاہتا ہون کہ ایکبار حسن بانو کو دکھا دون پھر خدمت مین بھیجدونگا بادشاہ نہایت
خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ حاتم نے عرض کی یہہ بیچارے جو میرے ساتھ آئے ہین پتھر کے ہوگئے تھے اکثر اونمین
شہزادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب وسواری کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گھوڑا اور اسباب و خرچ راہ
ہر ایک کو عنایت ہو جو اپنے وطن کو جاوین ہمیشہ حضرت کو دعا دینگے حارث شاہ نے اوسکے کہنے کے موافق کیا پھر حاتم بھی
رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا مال و اسباب شتر بار اوسکے ساتھ کرکے نہایت عظمت و شان سے روانہ کیا حاتم
کئی مہینے کے عرصہ مین بڑی سختی اوٹھاکر شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون نے اوسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع دی کہ حاتم
واپس آگیا ہے حسن بانو نے جو یہہ سنا دوڑ آیا عرض حسن بانو نے حاتم کو اندر بلایا احوال پوچھا اوسنے تمام کیفیت بیان کی جو سنتی ہی
کہا ہوگئی ہیرا الماس بھی نکالکر دیا تب حسن بانو نے سر نیچا کر لیا بارے شرمندہ ہوگئی کہ چپ ہوگئی حاتم نے کہا مین اپنا وعدہ پورا کر چکا تو

اب تو بھی وفا کر اُسنے آہستگی و خوشی سے التماس کیا کہ میں بھی تیری ہو چکی ہوں جو چاہے سو کر جسکو
چاہے اُسے بخش دے اپنے پاس رکھا چاہتا ہے تو رکھ مختار ہے اسبات کو حاتم نے سنکر کہا کچھ تو نے کہا میں نے
کیا جو میں کہوں سو تو کر سچ تو یہ ہے کہ میں نے یہ محنت و مشقت اپنے واسطے نہیں کھینچی بلکہ عبداللہ منیر شامی
شہزادے کے لیے لازم ہے کہ اوسے قبول کر کیونکہ وہ مدت سے تیرے فراق میں رو رہا ہے اور تیری جدائی
کے درد سے جان کھو رہا ہے اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہے اسمین قصور کرنا عند اللہ
اور عند الناس برا ہے حسن بانو بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہہ ہو جو میرے حق میں مناسب جانو سو کرو وہ میرے
شوہر ہونیکے لائق ہو تو مجھے کچھ عذر نہیں یہ سنتی ہی حاتم نے منیر شامی شاہزادہ کو بلوا بھیجا کہ تم پوشاک
بدل کر سج سجا کے نہایت زرق برق سے میرے پاس آؤ شاہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے شادان اور فرحان آیا
حاتم نے اوسکو بھی ایک جڑاؤ کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے سے جھانک کر جو دیکھا ہزار
جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کیے شرم کی ماری دوسرے مکان میں چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیکے
کاروانسرا میں آیا اوس رات کی رات وہاں رہا صبح کو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالیشان خالی کروا دیا اسمین
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط جمائی کئی دن کے
بعد ساچق بادشاہوں کے طور پر بھجوائی دوسرے دن ادھر سے مہندی بھی اسی ٹھاٹھ سے آئی
صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانوں کے فرش بدلے براتیوں نے کپڑے جھمجھماتے پہنے اور بھی طائفے
بہت سے بلوائے دو رستہ روشنی کے ٹھاٹھ مینا کاری کی ٹٹیوں سمیت دلہن کے محل تک بندھوا دیے
آتشبازی کی چادریں بھی جا بجا قرینے سے ایستادہ کیں لاکھوں گنج ستاروں کے گڑوا دیے آدھی رات گئے
نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا ابیات وہ نوشہ کا گھوڑے پہ چڑھنا سوار + وہ موتی کا سہرا جواہر نگار +
ٹھہر کر وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل + ہما کے وہ دونوں طرف مورچھل + وہ فانوسیں آگے زمرد نگار
کہ ہو سبز مینا بھی جس پر نثار + ہزاروں تماشی کے تخت رواں + اور اہل نشاط اونپہ جلوہ کنان
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں + جنہیں گوش زہرہ مفصل سنیں + وہ پھلجھڑیوں سے سر کوچے میں جا بجا
پھولوں کا انبار تھا اناروں کی کثرت سے بازار گلزار تھا چھٹتا ہوئیں کی روشنی سے جو ہوئیں اونکی چاندنی رات تھی ستاروں کی چمک سے
دن کیا وہ روشن رات تھی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کثرت براتیوں کی جمعیت نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو
طاقت جو لکھے ابیات جب آئی دلہن کے مکان پر برات + کہوں ان دنوں عالم کی کیا میں بات + یہاں مجلس نشاط وہاں سے زیادہ کر
آراستہ تھی سماں سج رہے تھے ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص پیشوائی کو دولہا کو ہاتھوں ہاتھ لے آئے مسند شاہانہ پر بٹھایا
حاتم نوشا کے پاس جا کر ایک مسند پر خوش و خرم بیٹھا اور بڑی بی بھی لے بیٹے قریب ہی شریک مجلس رہے